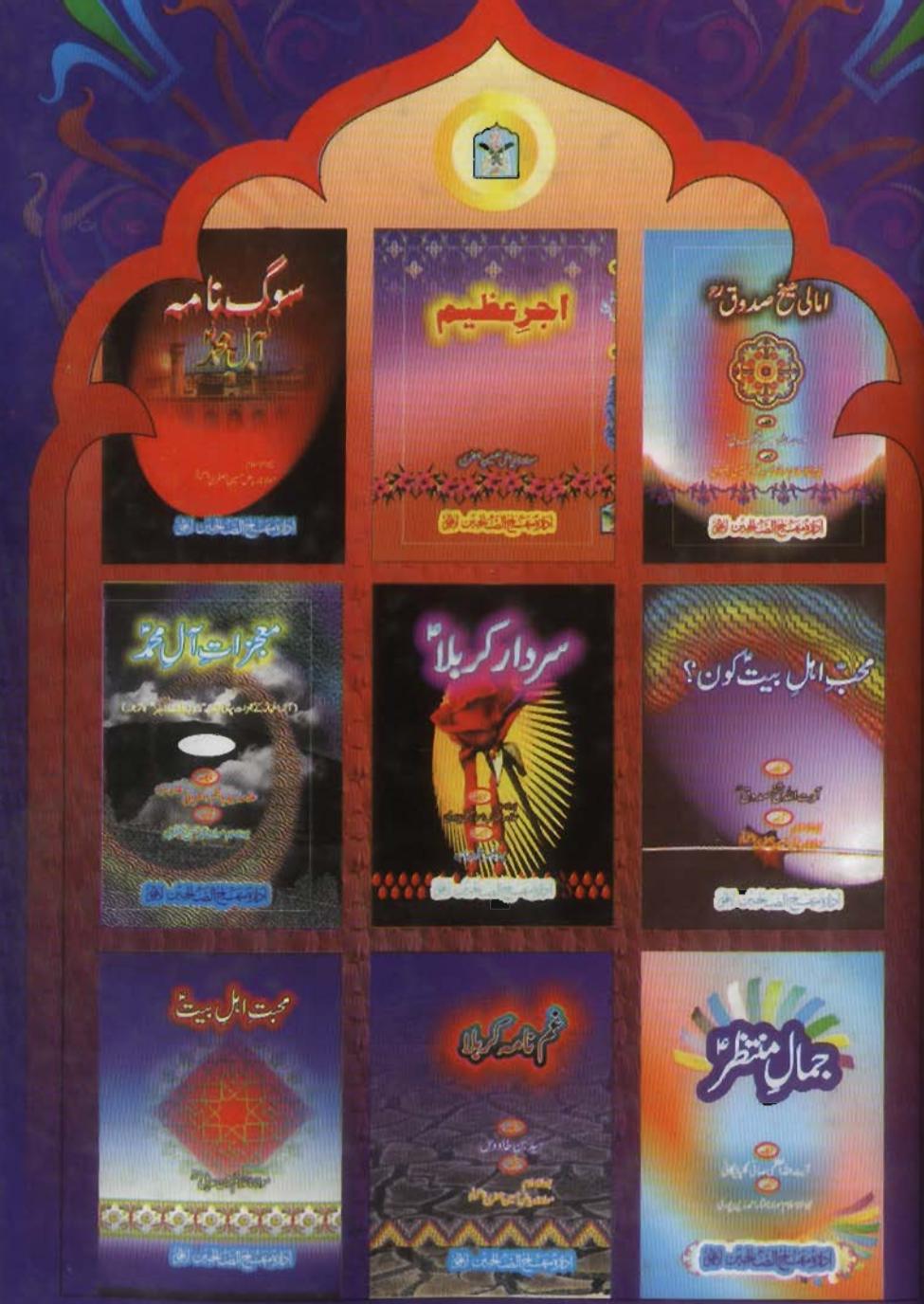


سیرت امام حسن عسکری

حجۃ الاسلام
مولانا فلام حسین عدیل

بُنْدَلْ مَسْكِنِي

مولانا فلام حسین عدیل



ادا لامنه بح الصَّاحِبِينَ الْاهْوَى

ادا لامنه بح الصَّاحِبِينَ الْاهْوَى

فہرست

صفحہ نمبر

عنوانات

عرضی ناشر

فصل اول

حضرت امام حسن عسکری رض

امام حسن عسکری رض

ولادت

مدت و امامت

امام حسن عسکری رض کی نامامت پر خصوص و روابیات

اسلام کی نگاہ میں نظریہ امامت

نسب "عسکری" رض کی وجہ تیریہ

امام کے فضائل کی ایک جملہ

آپ کی انکشتر مبارک کا نقش

شاکری خادم امام

امام حسن عسکری رض کے معجزات اور کرامات

معجزہ اور کرامت میں فرق

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	****	سیدت ام حسن عسکری <small>رض</small>
تالیف	****	مولانا ناصر حسین مدیں فاضل آقا
تصویح و تدوین	****	محمد افضل حقیق محمد حسن وزیر
پروف ریڈنگ	****	غلام حیدر چہہری
ناشر	****	ادارہ منہاج الصالحین لاہور
اشاعت	****	دسمبر 2004ء
ہبہ	****	روپے

ملنے کا پتہ:

ادارہ منہاج الصالحین

**المحمدار کیٹ، فرست فلور دکان نمبر 20، غزنی سڑیت
اردو بازار لاہور۔ فون: 7225252**

پادری کا واقعہ	49
بھلی بات	52
دوسرا بات	52
تیسرا بات	52
چوتھی بات	53
پانچویں بات	53
تمام زبانوں سے امام کی آشنای	54
متوکل کے شاعر کا قصہ	56
کشف المغز کی روایات	57
میش بن حجاج کا واقعہ	59
حضرت امام حسن کا رشتہ زوجیت	61
حضرت امام حسن عسکری کا علیٰ جہاد	67
تلاض قرآن کا واقعہ	70
امام حسن عسکری کی دینی خدمات	75
امام کی عبادت	78
امام کی سیاسی اور اخلاقی کروار	82
شیعوں کی فکری تربیت	87
امام کا بغیر سوال کے جواب	89

جلیس حدیثیں

حدیث نمبر ۱	91
حدیث نمبر ۲	91
حدیث نمبر ۳	92
حدیث نمبر ۴	92
حدیث نمبر ۵	93
حدیث نمبر ۶	93
حدیث نمبر ۷	93
حدیث نمبر ۸	93
حدیث نمبر ۹	94
حدیث نمبر ۱۰	94
حدیث نمبر ۱۱	95
حدیث نمبر ۱۲	95
حدیث نمبر ۱۳	95
حدیث نمبر ۱۴	96
حدیث نمبر ۱۵	96
حدیث نمبر ۱۶	96

103	حدیث نمبر ۲۵	96	حدیث نمبر ۱۷
103	حدیث نمبر ۲۶	97	حدیث نمبر ۱۸
103	حدیث نمبر ۲۷	97	حدیث نمبر ۱۹
104	حدیث نمبر ۲۸	98	حدیث نمبر ۲۰
104	حدیث نمبر ۲۹	98	حدیث نمبر ۲۱
104	حدیث نمبر ۳۰	98	حدیث نمبر ۲۲
	فصل دوم	99	حدیث نمبر ۲۳
106	امام حسن عسکری <small>(ع)</small> کے دور میں سیاسی حالات	99	حدیث نمبر ۲۴
107	امام حسن عسکری کے دور امامت میں سیاسی حکام	100	حدیث نمبر ۲۵
112	عباسی حکام کے مقابل امام کی حکمت عملی	100	حدیث نمبر ۲۶
115	امام پاپ بندی کے علیل و اسہاب	100	حدیث نمبر ۲۷
116	الف: تظریہ انتظار مهدی	101	حدیث نمبر ۲۸
121	ب: بغض و حسد	101	حدیث نمبر ۲۹
122	ج: علویوں کا قیام	101	حدیث نمبر ۳۰
123	دومین امر	102	حدیث نمبر ۳۱
123	۱۔ عقیدہ مہدویت کی ترویج	102	حدیث نمبر ۳۲
126	نظام مرجیعیت	102	حدیث نمبر ۳۳
	فصل سوم	103	حدیث نمبر ۳۴

135	سید شاہ عبدالعزیز حنفی	۱۸
136	عبداللہ بن جعفر حیری	۱۹
137	علی بن جعفر حنفی	۲۰
138	عثمان ابن سعید (ابو عمرہ)	۲۱
139	علی بن ہلال	۲۲
139	فضل ابن شاذان	۲۳
140	محمد بن عثمان	۲۴
141	محمد بن عبّی	۲۵
143	نظامِ مرجیعیت کی چند خصوصیات	۲۶
	فصل چھارم	
	خطوط	
145	امراجم کے متعلق خط	۱
146	امام کا خط فقیہ اہل بیت کے نام	۲
149	امام کے اس خط سے چند اقتباس	۳
153	امام کا خط ایک محبت ہے کے نام	۴
155	امام کا جواب ایک شیعہ کے نام	۵
156	امام کا خط ایک اور شیعہ کے نام	۶
158	امام حسن عسکری کا خط ایک دوسرے شیعہ کے نام	۷

امام کے اصحاب اور راویان حدیث	۱
۱۔ ابراہیم بن ابی حفص	۲
۲۔ ابراہیم بن حضیب	۳
۳۔ احمد بن محمد بن عیشی اشری	۴
۴۔ ابراہیم بن عبدہ	۵
۵۔ احمد بن ابراہیم	۶
۶۔ احمد بن اسحاق	۷
۷۔ اسحاق بن اساعل	۸
۸۔ احمد بن ہلال	۹
۹۔ اسحاق ابن محمد	۱۰
۱۰۔ اساعل بن محمد	۱۱
۱۱۔ چابر ابن سکیل	۱۲
۱۲۔ حفص ابن العری	۱۳
۱۳۔ حمدان ابن سلیمان	۱۴
۱۴۔ واوہ بن ابی زین	۱۵
۱۵۔ سندری ابن رجع	۱۶
۱۶۔ شاھویرہ بن عبد اللہ	۱۷
۱۷۔ صالح بن عبد اللہ	۱۸

فصل پنجم

شہادت

- | | |
|-----|---|
| 160 | شہادت امام حسن عسکری |
| 162 | واقعات شہادت |
| 169 | شہادت کے سلسلے میں ابوالاولیاء کی روایت |
| 175 | زیارت نامہ امام حسن عسکری |

معصوم کردار

تاریخ اسلام کا پورے انہاں اور دینداری کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت واضح و آشکار ہو جاتی ہے کہ کتب اہل بیت کے پیروکاروں نے ہمیشہ حزب اختلاف کا کروار ادا کیا۔ کتب خلافت کے حامیوں نے ہمیشہ عوام حکومت قاءے رکھی اور اقتدار و حکومت کے حرے لوٹتے رہے۔ اور انہوں نے پوری تملکت اور جلالت کے ساتھ حکومتی اور ریاستی وسائل کو اپنے عقائد و نظریات کی پرچار پر خرچ کیا اور کبھی ان وسائل سے سوہ استفادہ کرتے ہوئے کتب اہل بیت کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور طرح طرح کے اتهام لگانے سے بھی درفعہ نہ کیا۔ ذرائع ابلاغ اور میڈیا کے پروپیگنڈہ نے لوگوں کے اذہان میں نظرت کے حق بودیے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مذہب جو فطرت کے اصولوں کے میں مطابق ہے لوگ اس سے دور بھاگنے لگے۔ اونہر وسری طرف کتب اہل بیت کے رہبروں، رہنماؤں اور علاووں کی زندگیاں پس زندان گزرتی رہیں اور وہ محبت اہل بیت کی پاداش میں طرح طرح کے مصائب جھیلتے رہے۔ چہ جائید وہ ترویج مذہب کے لئے شبانہ روز کام کرتے بلکہ وہ کماحتہ مذہب پر لگائے جانے والے الزامات کا صحیح معنوں میں دفاع بھی نہ کر سکے۔ ماذی وسائل کی کبھی ستہ راہ بنی رہی اور حالات کے تقاضوں کا صحیح معنوں

مُلْكَةِ مُتَّهِمَاتٍ

الل بیت رسول قرآنی تحلیمات کا نکر اور قرآن کی محلی تفسیر ہیں۔ ہیں جس طرح قرآن شناسی کے لیے آیات کی تفسیر ضروری ہے اسی طرح بیت مصومن کو پچانے کے لیے ان نقوش صحت کے حالات کا مطالعہ ناگزیر ہے، جس طرح قرآن کریم سے دوری، حالات و گمراہی کا عین خبرہ ہے اسی طرح الل بیت رسول کی معرفت نہ رکھنے والا شخص حقیقی انحراف کا فکار ہے۔

قرآن مجید کی تفاسیر و مذاہم کے متعلق کسی حد تک مفسرین نے جتنی کی ہیں لیکن اس کے پابند حلق قرآنی کے غلوٹ و بہلات سے جریہ بہرہ مند ہونے کی ضرورت ہے، مگر بیت مصومن کے جعلی تحقیق کام کا حدم (ذہن کے برہم) ہے جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ ہر کعب فکر کی پائیہ اور اسی کعب کی تمامی خصیت پرستی ہوتی ہے۔ اسی لیے قرآن مجید نے ہمیں اسلام کی عظیم ہستیوں کی ہدودی کا حکم دیا ہے۔ (ولقد کان لكم فی رسول الله اسوة حسنة) کیونکہ خداوند عالم نے خاتہ بہوت کو فور ہدایت کی جلوہ گاہ قرار دیا، جس سے ایمان و یقین کے انوار بکھرئے جنہوں نے عالم انسانیت کو اپنے فورانی کرواد سے منور کیا، اگر عالم ہستی میں یہ پاک ہستیاں نہ ہوتیں تو ہر ٹکم و بربرت اور جہالت و گمراہی کے خلاف جہاد کے لیے انسانی معاشرے میں کوئی قابل فخر آئینہل نہ ہوتا۔ لیکن خاتہ بہوت میں تفسیر کے وارث، توحید کے علمبردار، سچے رسالت، ملائکہ کے نزول کا

میں وہ مقابلہ بھی نہ کر سکے۔

طول تاریخ ہماری روشن تو ایسی ہی رہی ہے۔ لیکن اب میڈیا کا زمانہ ہے۔ دنیا سکر کر ایک Global Village بن چکی ہے۔ آج دنیا کے کسی خط میں بھی کوئی واقعہ روپنا ہوتا ہے تو چند ساعتوں میں پوری دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ ایسے حالات میں ہمارے علماء کرام مختصرین اور دانشور ان قوم و ملت پر ذمہ داری یا نہ ہوتی ہے کہ وہ آئندہ الل بیت کے ائمۃ نقوش دنیا کے سامنے پیش کرنے کی سعی کریں تاکہ چادہ جن سے بچلی ہوئی انسانیت اپنی کم گفتہ منزل سے روشناس ہو سکیں۔ اور ان مخصوص کروادوں کی آنکھی سے اپنی دنیا اور آخرت کو سخوار سکیں۔

دیار غیر میں بیٹھے ہوئے برادر بزرگوار جمیل الاسلام مولانا غلام حسین عدلی صاحب نے پوری چاندیاں اور سنہاں اور انبہاں سے بیت امام حسن عسکری مربوط کی ہے۔ آپ نے قاری کے لئے سہولت فراہم کی ہے کہ وہ اپنے امام کی زندگی کا مطالعہ کر سکے اور اپنی مخلوط پر زندگی کو سخوار سکے۔ پروردگار! ہمیں توفیق حطا فرمائے کہ ہم ان مخصوص کروادوں کو دنیا کے سامنے احسن طریقہ سے پیش کر سکیں۔ اور ان کی زندگی کو مشعل راہ بنا سکیں۔

والسلام علیکم
طالب علم

ریاض حسین: عفی فاضل قم
سرپرست ادارہ تبلیغ الحسنین لاہور

مقام و حی الہی کا مرکز کہ جن کی نجابت و شرافت کی گواہی خود خداوند عالم نے اپنی مقدس ترین کتاب میں دی۔ اسی گھر سے انسانی کمالات کی لمبیں اٹھیں کہ جن کی بدولت آج بھی ساری کائنات جنمگاری ہے۔ گویا کہ عالم بشریت سعادت و کمالات کی شاہراہ گاہ بن ہے۔

آخر ایسا کیوں نہ ہو یہ تو (لولاک لمحاء خلف الالاک) کے حقیقی صدقان ہیں، اسی سلسلہ ہدایت کی گیا رہوں کڑی تھی عالم بشریت مهدی برحق امام زمانؑ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکریؑ ایک کامل مہوش ہیں۔

وہ امام کہ جن کے دراقدس پر فضیلیں جنک جنک کر سلام کرتی ہیں اور زمین و آسمان کی طاقتیں چوکھت پر بجهہ ریز ہیں، اسی لیے آپ "عسکری" ہیں۔ حضرت امام حسن عسکریؑ کی سیرت و کروار کی شعاؤں نے زمان کی دیباںوں سے عبور کر کے موئین اور اہل اسلام کے دلوں کو روشن کیا۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ ان ذوات مقدسه اور انوار قدسہ کی پاک و پاکیزہ سیرت سے آگاہی حاصل کریں اور اپنی زندگی میں ان کے کروار کو اپنائتے کی جہت کوشش کریں۔ کتاب حاضر حضرت امام حسن عسکریؑ کی سیرت اور حیات طیبہ کا مختصر ساختا کہ ہے جسے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ اللہ ایمان اس سے استخداہ کر کے حیری کو دعاویں میں یاد رکھنے کے۔

والسلام طیکم و رحمۃ اللہ در کاہ

غلام حسین عدلی

U.K Brnley England



فصل اول

حضرت امام حسن عسکری

حضرت امام حسن عسکریؑ کہ جن کا امام جبار ک حسن ہے، اور آپ کے القاب یہ ہیں: عسکری، سراج، صامت، ہادی، رفق، وکی اور نقی (۱)۔ آپ کا ہر قلب آپ کی صفات حمیدہ کے نقوش کو نمایاں کرتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ کے والد جذب زرگوار آپ و بچپن میں اہن الرضا کہتے تھے۔ آپ امام علی نقی کے صاحب زادے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب امام جواد، امام رضاؑ کے ذریعے حضرت امیر المؤمنین اور جناب سید قاطرہؑ تک پہنچتا ہے لہذا آپ کا شجرہ نوری محمدی کی ایک شاخ اور خاندان حصمت و طہارت کے سلطے کی ایک کڑی ہے؟ (سیرت آئمہ مسومین ص ۵۲۲)

ولادت

حضرت امام حسن عسکریؑ کی ولادت با سعادت ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ھ

۱۔ بخارا زنوار الحجۃ راجح ر ۵۰۵ ص ۲۲۵، ہدایت عسکریان راه فور، آئیت اللہ سید محمد تقی مدیری ع ۹۷۔

(۸۳۶) بروز تھجھا مبارک مدینہ منورہ میں ہوئی (۱) بعض دانشمندوں نے امام کی ولادت کے بارے میں ایک درجی روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری ﷺ کی ولادت ۱۰ ربیع الثانی ہوئی بعض نے نقل کیا ہے کہ ۲۳ ربیع الاول ۳۳۲ (۸۳۶) کو ہوئی۔ (۲) آپ کس والدہ گراہی کا نام مبارک سون ہے اور بعض کتب سیرت میں آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ”حدیث“ اور بعض میں جناب ”سلیل“ لکھا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ہے حد دیجہ صاحب دروغ و تقویٰ چیز اور وہ اپنے علاقہ کی شہزادی ہیں۔ ان کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ حضرت امام حسن عسکری ﷺ کی شہادت کے بعد ہیغان علی کی پناہگاہ اور دادرس ہیں۔ مسعودی نے اثبات الوہیہ میں لکھا ہے کہ جس وقت جناب سلیل (والدہ حضرت امام عسکری) حضرت امام علی نقوی ﷺ کی خدمت میں پہنچیں تو آپ نے فرمایا:

”سلیل ہے آفت و پیدائش اور نسبت سے پاک و پاکیزہ ہیں،
اس کے بعد آپ نے جناب سلیل سے فرمایا، عذریب خداوند
عالم تجھے ایسا فرزند عطا کرے گا جو محنت خدا ہو گا۔“

(بعض الانوار ج ۵۰ ص ۳۳۶)



آپ کی مدت امامت چھ سال ہے۔ آپ کی عظمت و جلالت کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ آپ حضرت یقینہ اللہ الاعظم قائم آل محمد امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے پدر بزرگوار ہیں۔

حضرت امام حسن عسکری ﷺ کی امامت پر نصوص و روایات آپ کی امامت پر بے شمار نصوص موجود ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت امیر المؤمنین ﷺ اور تمام آئمہ طاہرین نے آپ کی امامت کی خبر دی ہے، حضرت امام حسن عسکری ﷺ کی امامت کے سلطے میں روایات اور نصوص اس بات کی حکایت کرتی ہیں کہ امام علی نقی ﷺ نے اپنے دور امامت عی میں آپ کی امامت کو اپنے اصحاب خاص اور اپنے چاہنے والوں کے درمیان واضح و روشن کر دیا تھا۔ ہم اس ضمن میں چند روایتوں کو نقل کر رہے ہیں کہ جن کو شیخ مغیث اور دیگر محققین نے رقم کیا ہے:

(۱) عن یحییٰ بن یسار العنبری قال: اوصلی ابو الحسن علی بن محمد بن محمد الی ابنه الحسن

(۲) بخاری اوارج / ۵۰ ص ۳۳۶۔

(۳) ہدایت الحجری مددی ص ۹۔

عليه السلام قبل مضييه باريحة شهر و اشار اليه
بالامر مومن بعده و اظهدي على ذلک وجماعة من
العالی.

”بھی بن نیدا عسکری نے روایت کی ہے کہ حضرت امام ہادی رض
نے اپنی شہادت سے چار سینے پہلے اپنی ویمت میں حضرت
امام حسن عسکری کی جائشی کے حق ارشاد فرمایا تھا اور میرے
علاوہ اپنے چاہئے والوں کے ایک گروہ کو بھی اس امر پر شاہد
قرار دیا تھا“ (۱)

ذکورہ رواید کو حق ربانی جناب مقدس ارجمند نے اپنی کتاب حضرت العیض
العیض (گیارہویں امام کے حقن باب میں) میں کشف الحجہ سے لفظ کیا ہے کہ
حضرت ابوحسن علی بن محمد نے اپنی شہادت سے چار ماہ قبل فرمایا کہ میرے بعد میرا
فرزند حسن امام ہو گا۔

(۲) عن ابی بکر الفہنی قال: كتب الى ابوبالحسن
ابو محمد ابی اصح آل محمد غریزۃ وادلةهم حجة
وهو الاکبر ومن ولدی وهو الخلف والیہ تنہی
عری الامامة واحکامنا فما کنت ساقطی عنه فاسله
عن هضنه ما تجاج اليه۔

(ارشاد مجید مختصر ر ۳۳۵، مجلد الاول اوارج ص ۵۵، ۳۳۵)

ابو بکر الفہنی کہتے ہیں: حضرت امام ہادی نے اسیں اس طرح تحریر کیا کہ:

- (۱) ارشاد مجید مختصر ر ۳۳۵، اواراج ص ۵۵، زندگانی حضرت امام حسن عسکری ص ۱۷۹
- (۲) سیرت آئمہ الائیت ص ۳۳۵

بھرے فرزند ابو محمد (حسن عسکری) آل محمد کے صحیح ترین اور پاک طینت
عفیں یعنی اللادود موقوف ترین مجت (خدا) ہیں اور وہ میرے سب سے بڑے فرزند
اور موقوف ترین مجت (خدا) ہیں اور وہ میرے سب سے بڑے فرزند اور جائشیں
یعنی نیز سلسلہ امامت اور ہمارے احکام کی پداشت کا حق انہیں کو حاصل ہے
میں جو بھی مجھ سے پوچھتا چاہتا ہے وہ ان سے پوچھئے اس لیے کہ
تمہاری ہر ضرورت ان کے پاس موجود ہے۔

(۳) مرحوم مقدس ابو میلیٰ اپنی کتاب حدیثۃ العیض میں عبداللہ بن محمد اصفہانی
سے روایت لفظ کرتے ہیں کہ امام علی رض نے مجھ سے فرمایا:
”تمہارا امام میرے بعد وہ ہو گا جو میری نماز جاتا ہے پڑھائے
گا۔“

(راوی کہتا ہے) میں نے حضرت امام حسن عسکری رض کو بھی بھی
سمیں و بیٹھا تھا لیکن جب امام ہادی رض کی شہادت ہوئی تو امام حسن عسکری رض
کو دیکھا کہ آپ تعریف لائے اور اپنے پدر بزرگوار کی نماز جاتا ہے پڑھائی تو میں بھی
کہا کہ آج کے بعد ہمارے امام امام حسن عسکری ہیں نیز یہ روایت بخارا الانوار کی
بیانیں جلد صفحہ ۳۳۵ میں بھی مردی ہے۔

(۴) عن علی بن عمرو النوفلی قال: كفت مع ابی
الحسن فی صحن رأده فمر بما حسد ابیه قلت
لہ جعلت فداك هذا صاحبنا بعدك فقال لا
صاحبكم من بعدی الحسن۔

علی بن عمرو نویقی سے روایت ہے کہ میں حضرت امام ہادی رض کے
سامنہ ان کے گھر کے گھن میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں آپ کے فرزند محمد ہمارے پاس

- (۶) عن علی بن مہزیار، قال: قالت لابی الحسن ان کان کون واعوذ بالله فالی من؟ قال عهدي الى الکبر من وندی يعني الحسن علی بن مہزیار سے روایت ہے: میں نے حضرت امام ہادی علیہ السلام سے مرض کیا، خدا غواستہ اگر کوئی وقت آپ پرے اور آپ ہمارے درمیان نہ رکھیں تو ہم ہم کس کی طرف رجوع کریں؟
- امام نے فرمایا: میرے بڑے فرزند یعنی حسن عسکری میرے جانشین اور نائب ہوں گے۔ (ارشاد مفید ص ۳۳۶، بخار الانوار ج ۵۰، ص ۵۰)
- (۷) صریح اہم سے محتول ہے کہ میں نے حضرت امام جواد علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میرے بعد تمہارا امام میرا بیٹا علی ہو گا کہ جس کا حکم میرا حکم ہے، جن کی گفتار میری گفتار ہے اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور حضرت امام علی نقی کے بعد تمہارے امام میرے فرزند حسن (عسکری) ہوں گے۔ (بخار الانوار ج ۵۰، کمال الدین ج ۲، ص ۵۰)
- (۸) نیز صریح بن دلف سے روایت ہے کہ میں نے امام علی بن محمد بن علی علیہم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:
- میرے بعد حسن اور حسن کے بعد میرے بیٹے قائم امام ہوں گے کہ جو زمیں کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ قلم و جور بے بھری ہو گی۔ (بخار الانوار ج ۵۰، ص ۵۰)

سے گزرے، میں نے امام کی خدمت میں مرض کیا:

(یا ابن رسول اللہ)

آپ پر قربان جاؤں، آپ کے بعد کیا یہ آپ کے صاحب زادے ہمارے امام ہوں گے؟

امام نے فرمایا: نہیں

میرے بعد آپ کے امام "حسن" ہوں گے (۱)

(۵) کشف الغمہ میں ابو ہشم جعفری سے مروی ہے: میں ایک دفعہ حضرت امام ہادی علیہ السلام کے پاس تحریث کیلئے گیا جب آپ کے بڑے فرزند یعنی کا انتقال ہوا۔ جب میری نگاہ حضرت امام عسکری علیہ السلام کے چہرہ اقدس پر پڑی تو دل میں خیال آیا کہ یہ قصہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل اور حضرت موسیٰ کاظم علیہما السلام گیا گلتا ہے کہ اسماعیل کا انتقال آپ کی زندگی میں ہو گیا تھا

ایک دفعہ امام نے میری طرف غور سے دیکھا اور فرمایا: جعفری تمہارا خیال بالکل بجا ہے، میرے بعد میرا جانشین اور وصی امام حسن عسکری علیہ السلام ہو گا۔

(الوار امامت ص ۲۰۰، بخار الانوار ج ۵۰۔)

(۱) ارشاد مفید ص ۳۳۵، زندگانی امام عسکری ص ۱۳، بخار الانوار ج ۵۰، ص ۵۰

ہوگا۔ میں نے عرض کیا، فرزند رسول! آپ پر قربان جاؤں وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: عجیب اس لحاظ سے ہے کہ تم انہیں نہیں دیکھ پا دے گے، اور انہیں (صلی) نام سے پہارنا بھی حرام ہوگا۔ ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: فرزند رسول! میرا ہم انہیں کس نام سے یاد کریں گے؟ امام نے فرمایا آپ انہیں جنت آل محمد کے نام سے یاد کیا کریں گے۔ (بخار الانوارج ر ۵۰)

بخاری ایں ان تمام نصوص اور روایات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ ہر امام اپنے سے مقابل امام کے ذریعے منسوب ہوتا ہے اور حضرت امام حسن عسکری کی امامت کو بھی ہم ہیچیان علی انہی طالب نے انہی نصوص اور روایات کے ذریعے پہچانا اور آپ کی امامت کو حلیم کیا۔

تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت امام حسن عسکری عليه السلام نے آئندہ اطہار عليهم السلام کی سیرت پر پڑھنے ہوئے امامت کے علی و اخلاقی، سیاسی و فکری تصور اعتمادی فرائض انجام دیئے اور امامت مسلمہ کو حقیقی اسلام سے روشناس کرایا، امام نے اپنے پھر بزرگوار حضرت امام علی نقی عليه السلام کے بعد تقریباً چھ سال تک امامت کی فتحہ داری سنپھانی اور اپنے اجداد طاہرین کی سیرت کو بطور احسن پیش کیا۔ خداوند کریم کے بے انہا درود و سلام ہوں آئندہ طاہرین کی ارواح قدسہ پر

(۹) شیخ طوی کی کتاب الغیثۃ میں مشاھو یہ بن عبد اللہ سے م Howell ہے کہ حضرت ہادی عليه السلام کے بڑے فرزند (اباعض) کے انتقال کے بعد، امام کی امامت اور نیابت کے متعلق مجھے بہت تشویش تھی اور امام سے سوال بھی نہیں کر سکا بالآخر جب حالات نے مجھوں کیا تو امام کو ایک خط کھلا، امام سے التماس دعا کی اور انہی پریشانوں کا تذکرہ کیا کہ حاکم وقت نے میرے غلاموں کے ساتھ کیا برداشت کیا اور پہ حالات لکھئے، تو امام نے تحریر فرمایا تم جس چیز کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھ رہے تھے اور تمہارے دل میں جو سوال باقی رہ گیا کہ میرے بعد میرا جائشیں اور امام کون ہو گا جبکہ ابو جعفر کی وفات کے بعد تم زیادہ حیران و پریشان ہو، کیا تمہیں مطمین نہیں ہے کہ خداوند عالم اپنے بندوں کو ہدایت کے بعد گمراہ نہیں کرنا، ملکہ وہ راہ حق کی راہنمائی کرتا ہے۔ میرے بعد تمہارے امام میرے بیٹے ابو محمد (امام حسن عسکری) ہوں گے اور تمہاری دنیوی اور اخروی حاجتوں کا حل ان کے پاس موجود ہے، یہ خداوند عالم کی مریضی ہے جسے چاہے مقدم کرے اور جسے چاہے موخر کر دے "مانسخ من آیة اوننسها نات بخیر منها او مثلها" اس خط میں ضرورت کی حد تک وضاحت کر دی گئی ہے کہ جس سے ہر باشور راہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔ (بخار الانوارج ر ۵۰)

کتاب کمال الدین میں ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ہادی عليه السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد حسن تمہارے امام ہوں گے اور ان کے بعد ان کے بیٹے، لیکن ان کے بیٹے کی امامت کا دور تو عجیب

اسلام کی نگاہ میں نظریہ امامت

اسلام میں امامت کا نظریہ عقیدتی جمیادوں میں سے ہے۔ اسلام میں امامت سماجی و ثقافتی اور نظریاتی زندگی کی بنیاد شمار ہوتی ہے۔ خارج اور محزلہ کے علاوہ تمام مسلمان امامت کی ضرورت کو ناگزیر شمار کرتے ہیں۔ امامت اور خلافت ایک الہی منصب ہے۔ جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ امام کا تین خداوند عالم عی کرتا ہے، درحقیقت خلافت اور نیابت رسول ایک حرم کی نیابت الہی ہے جو بندوں پر اللہ کی طرف سے معین ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی وقت بھی زمین کو اپنی جنت سے خالی نہیں رکھا۔ نیابت رسول کے لیے ان تمام ترقیات کا ہونا ضروری ہے جو ایک نبی اور رسول میں ہوئی چاہیں ورنہ حق نیابت ادا نہیں ہو گا۔ اور نظام امامت پر اعتقاد اس حد تک ہم ہے کہ بہت مشہور و معروف حدیث نبوی ہے کہ جسے طرفین (شیعہ و سنی) نے نقل کیا ہے کہ قطب اسلام نے فرمایا:

من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ
جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی صرفت کے بغیر اس دنیا سے چلا جائے تو

گویا وہ جاہلیت کی موت مرا (تفیر تو راشقین، ج ۳، ص ۱۹۲، ۱۹۷۳)

یہ بات واضح رہے کہ خداوند عالم کی طرف سے سلسلہ نبوت فتح ہوا ہے مگر سلسلہ ہدایت نہیں، کیونکہ خدا کی لا مقابی رحمت فتح ہونے والی ہے، جس طرح نبی و رسول نوع بشر کی ہدایت کے لیے بیچجے گئے تاکہ لوگوں کو حقائق سے آگاہ کریں اور ان کو لفظ و تقصیان بتائیں اور شریعت خدا کی ترویج کریں، اسی طرح یعنی مقدمہ قطب اسلام کی رحلت کے بعد بھی باقی رہا، دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ نبوت کا باب تو بند ہو گیا، مگر ہدایت کا دروازہ تاقیام قیامت کھلا ہے۔

لہذا قطب اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ضروری تھا کہ اپنے بعد اپنے جانشین کا اعلان کرتے تاکہ وہ نائب، شریعت مقدسہ کی پاسبانی کرئے اور اللہ کے دین کو تحریف سے بچائے تاکہ جو طاغوت اور شیاطین جن والیں اس کمین کاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ اللہ کے دین میں رو و بدلت کریں اور شریعت کے راہوarوں کو بھکائیں، ان کا راستہ روک سکیں۔ نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو قللتوں سے نکال کر تو رکی طرف لائے، احکام خدا میں رو و بدلت اور کسی بیشی نہ ہونے دے اور ہر طاغوتی حرబے کو ناکارہ نہائے، ظاہر ہے کہ جب اسی بات ہے تو پھر نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی رسول مجھی صفات کا حامل ہونا چاہیے جس طرح رسول علم لدنی کا مالک ہوتا ہے، اسی طرح نائب رسول اور جانشین کو بھی اللہ کے علی خزانے کا حامل ہونا چاہیے جس طرح رسول مصوم ہوتا ہے اسی طرح رسول کے وہی اور جانشین کو بھی ہر حرم کے گناہ (ظاہری و باطنی) سے پاک و منزہ ہونا چاہیے، کیونکہ اگر خلیفہ اور امام مصوم نہ ہوں تو پھر حکم دامر

میں غلطی کا امکان ہے، جب غلطی کا احتمال ہوا تو ہر یہ کہاں سے ٹاہٹ ہو گا کہ غلطی کس حکم لور کس بھر میں ہوتی ہے۔

لہذا غیر مصوم کے تمام احکام مخلوق ہو جائیں گے۔ وہ ایسے مخلوق احکام کی قبیل ہی مخلوق ہو گی، چنانچہ امام کا مصوم ہونا ضروری ہے تاکہ احکام کی قبیل میں یقین ہو، ان کے ادعا و نوای پر اطمینان ہو، اگر امام مخصوص نہیں ہو گا تو احکام کی رسالت میں حکم و احتمال کا شانہ پایا جائے گا۔ جس کے نتیجے میں احکام کی قبیل میں ذمہ داری سے کام نہ لیا جائے گا۔ چونکہ انسان کوئی حکم رہے گا کہ پچھلی یہ حکم صحیح طریقے سے کھپڑا کیا ہے یا نہیں؟ تو احکام کی قبیل کو پھر ان احس فمہ داری کے ساتھ اسی وقت انجام دیا جاسکتا ہے جب اس کی بنیادوں میں یقین اطمینان کا اعتراف ہو۔ اس کے علاوہ غیر مصوم کے حکم کی قبیل میں سزا دینا غیر مطلق ہو گا، اس لیے کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول اور امام کا حکم دیا ہے اور دوسری طرف اس رسول اور امام کو غیر مصوم قرار دیا۔ کہ جس کے نتیجے میں ایک غیر واقعی امر کی قبیل کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جب کہ خدا کے لیے محال ہے کہ وہ اپنے بندوں کیلئے ایک رہبری قرار دے جس میں گناہ و عصیان کا احتمال ہو۔ وگرنہ فلسفہ ادعا و نوای مخدوش ہو جائے گا۔

ہم الہی رہبر کے لیے مصوم رہبر کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ حقیقت راستے کو خلاش کرنا میسر نہیں ہو گا کیونکہ الہی رہبر کا فریضہ ہے کہ انسانوں کو ہے راہ روی سے بچائے، سچی ہے کہ امامت و رہبری اسلام کی نیاہ میں اتنی ہم ہے کہ اسے

اسلام کے بنیادی ارکان میں قرار دیا گیا ہے۔
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ایک مشہور حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا:
بنی الاسلام علی خمس علی الصلوٰۃ والزکٰۃ و
الصوم والحج و الولایة ولم يناد بشیٰ کمانودی
بالآلیۃ:
”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: تماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور
ولایت چنانچہ ولایت سے بذکر کسی کی اتنی تاکید نہیں کی گئی
ہے۔“ (رسول کا فی حج ص ۱۵)

ظاہر ہے کہ ولایت و رہبری سے احکام کی جہت (Direction) ملتی ہے، تماز بہت ہم ہے جس سے خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ برقرار ہوتا ہے، زکوٰۃ مالی تطبیق اور انسانوں کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔ روزے سے شہوات کا مقابلہ کیا جاتا ہے، حج اسلام کا سمبول (Symbol) ہے۔ اور دین کے اجتماعی ابعاد (Dimension) کا ترجمان ہے۔ مگر حقیقی ولایت کی اہمیت ہے اتنی کسی کی نہیں۔ چونکہ باقی جتنے ارکان ہیں وہ اسی کے ساتے میں پروان چڑھتے ہیں۔ اسی طبقے پر ولایت اسلام کے ہر حکم کا محور و مرکز ہے اور ہر زمانے میں مخصوص رہبر کا وجود ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا ارشاد ہے:

اللهم بلی لاتخذوا الارض من قائم لله بحجۃ اما ظاهرًا
مشهورًا واما خافقاً معمورًا لفلا تهطل حجج الله ويبناته
(حجۃ الہلاک، کلمات قبارہ ۱۲)

”جی ہاں از میں کبھی رہبر سے خالی نہیں ہوتی کہ جو جنت الہی

یہ اتفاق کب تھیں آیا، اس وقت جب امیر المؤمنین علیہ السلام نے ہاشم اور کچھ اصحاب، خیربر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح و مختصر میں مشغول تھے (یعنی ابھی خیربر دفن بھی نہیں ہوئے تھے) لیکن جناب رسالت تاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح و مختصر اور مذہبیں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام بن عبد المطلبؑ، ابو ذر غفاریؑ، سلمان فارسیؑ، خالد بن سعیدؑ، مقداد بن عمروؑ، ابی بن کعبؑ، براء بن عازبؑ، عمار یاسرؑ اور دیگر اصحاب رسول نے سقینہ پر اعتراض کیا ظاہری بات ہے کہ اختلاف اصولی اور متعلق بنیادوں اور فطری تفاضلوں پر تنقیح تھا کہ کائنات کے رسول کی رحلت ہوئی ہے اور اہر ایک گروہ کو خلافت کی پڑی ہے جبکہ یہ کام خیربر اکرمؑ پر فرض تھا کہ خلافت کے مسئلہ کو حل کر کے جائے، لیکن رسول اکرمؑ نے خلافت کے مسئلہ کو کوئی مرتعہ بیان کیا اور اپنے بعد نیابت اور خلافت کو امیر المؤمنین کے پردہ کر دیا تھا، اس کی واضح مثال غدریم میں ملتی ہے کہ سوالاً کہ حاجیوں کے تجمع میں آپ نے علی اہن ابی طالبؑ کا است مبارک کہدا کر فرمایا:
من کفت مولاہ فهذا علی مولاہ۔

سقینہ نے ساعدہ کا قضیہ اس بات کا سبب بنا کر خیربر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائشی اور امامت کے متعلق دو نظریے وجود میں آئے اور اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ نے الی بیت کی چوری کو اپنا اولین فریضہ سمجھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت و امامت کو تسلیم کیا اور دوسرے گروہ نے اللہ و رسول کے فرمان کو چھوڑ کر سقینہ کے فیصلہ کو حرف آخر جانا۔

کے ساتھ قیام کرے چاہے وہ ظاہر و آفکار ہو یا حقیقی و پہنچان ہو۔ ایسے رہبر کا وجود اس بلیے ضروری ہے تا کہ خداوند عالیٰ کی نشانیاں اور اس کے فرمان کے واضح و لائل ثبوت نہ ہونے پائیں۔ امامت کا کام احکام الہی کی ترویج اور انسانوں کی ظاہری اور باطنی تربیت کرنا ہے، امام تاثیر بالطفی اور نفوذ روحانی کا مالک ہے۔ روحانی نفوذ درحقیقت اس لور کا نام ہے جو انسانی دلوں کو متور کرتا ہے، بلکہ آپ یوس کہ سکتے ہیں کہ امام کی مثال آفتاب جسمی ہے کہ جس کی شعاعوں سے عالم ہستی نورانی ہے اور اپنی روشنی سے بزرگ زاروں کی پورش کرتا ہے۔ اسی طرح امام اپنے وجود باہر کت سے پوری کائنات کو فیضیاب کرتا ہے اور تمام انسانوں کو جہالت و گرامی سے ٹکال کر لور ہدایت عطا کرتا ہے۔

چنانچہ سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۲۲ میں ارشاد رب المعرفت ہے:
وَجَعَلْنَا هُنَّا أَنْتَ يَهْدُونَ بِإِرْسَالِنَا لِمَا صَبَرُوا وَكَانُوا
بِإِيمَانِنَا يَوْقُنُونَ۔

”اوہ جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین رکھے ہوئے تھے، تو ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام بنایا جو ہمارے عزم سے ہدایت کرتے ہیں۔“

ہمارے ایام روح نمہب کا نام ہے اور اسلام کے حقیقی نظام کو نافذ کرنا ہے، لہذا امام کا ہوتا ضروری ہے اس میں کسی شک و شبہ کی صحیحائش نہیں، جبکہ بعض نے تو یہاں تک کہ رسول کی رحلت کے بعد آپؑ کی صحیح و مختصر میں بھی زیادہ ضروری جانا کہ مورثین اور نثاروں کا اتفاق ہے کہ خیربر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ایک گروہ سقینہ نی ساعدہ میں جمع ہوا تا کہ خلیفہ کا انتخاب کرے۔

اگر انصاف کی نگاہوں سے غور کریں تو معلوم ہو گا کہ سقیفہ کا مسئلہ صرف وقیع اور ذاتی ضرورت کا نام ہے کہ جسے روکنے کے لیے کسی نص و حدیث کی ضرورت نہیں ہے بلکہ دلائیں پہنچ کرنا غیر منطقی ہو گا، اس لیے کہ خلافت کا تعلق خدا اور اس کے رسول سے ہے، لہذا خدا و حکم رسول کے مقابل میں کسی اجماع اور شورائی کی کوئی جیشیت نہیں ہے۔ اگر کوئی اجماع اور شورائی کی جیشیت کا قاتل ہوتا ان سوالوں کا جواب دے۔

کیا حضرت ابو الحسنؑ کی امامت و رسالت لوگوں کی طرف سے تھی؟

کیا حضرت داؤدؓ کو لوگوں نے ظلیفہ کیا؟

کیا حضرت آدمؑ کی خلافت انتقامات کے نتیجے میں تھی؟

کیا حضرت موسیؑ کے جانشین حضرت ہرونؑ کی خلافت کا تقرر شورائی اور اجماع کی وجہ سے ہوا تھا؟

تو پھر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ و جانشین کا تعلق سقیفہ میں کیوں؟

آنحضرتؐ کی تجویز و تخفیف میں سقیفہ والے حاضر کیوں نہ ہوئے؟

کیا سقیفہ والے خدا اور رسولؐ سے زیادہ اسلام کے ہمدرد تھے؟

کیا انہوں نے خلافت رسولؐ کی اہمیت کو اتنا زیادہ محسوس کیا، مگر خدا اور رسولؐ کو اسلام کی بقاء اور لوگوں کی بے جھنی کا کوئی احساس نہ تھا؟

کیوں نہیں بلکہ خدا نے فرمایا:

بادی بنانا ہمارا کام ہے۔

اللہ جل جلالہ الہدی۔ (سودا ناشرہ)

حالانکے ضرورت محسوس کی تو نبیؐ کو حکم دیا (بلیغ) کہ تم خود اپنی
نیکی میں اپنا جانشین مقرر کرو تو رسالت مائب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم خدا
نکاری ختم میں علی انہی طالبؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ غدری ختم کے واقعہ کو شیعہ و سنی
دوں میں نے تقلیل کیا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ایک لاکھ سے زائد مجتمع میں اعلان فرمایا:

حسن کندت مولا فهذا علی مولا اللہ عزیز واللہ من والہ
و علاد من عاداہ۔

سبیں کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی موتی ہے جو خدا یا اسے
و سید رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی رکھ جو علی
کے ساتھ و دشمنی کرے۔

اس کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا عماہ حضرت
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر رکھا اور ایک خیر نصب کیا، میر پر حضرت علیؑ کو بیٹھایا اور
السینے اٹھا کب کو حکم دیا کہ جاؤ اور حضرت علیؑ کو موتی پر دلاحت و امامت کے
خواہیں سے چلدا کر دیں کرو اور سلام کرو۔ اس ہجوم میں سب سے پہلے حضرت
اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عزرا بن ابی امير المؤمنینؑ کی خدمت میں پہنچا اور کہا:

بیچ بیچ لک یا علی بن ابی طالب اصلیت و امیت
حوالی کل مومن و مومنہ

اللہ علی بن ابی طالب امبارک ہو مبارک ہو آج آپ ہر
جنشین اور مومنہ کے مولیٰ اور آقا ہوئے۔

ورحقیقت سقینہ نی ساحدہ ایک خواہشانی اکھاڑے کا نام ہے کہ جس نے نظریہ خلافت و امامت کو محدود کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں اختلاف کی بنیاد بھی ڈال دی۔ خلافت کو اپنے اصلی محور سے ہٹا کر موروٹی سطح پر لایا گیا کہ جس کے نتیجے میں بیزید بن معاویہ جیسا بد قماش اسلام کے اوپر سلط ہوا اور امام مصوم کے مقابل آیا اور ان سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ بیزید کی حکومت و رحقیقت سقینہ کی ہزاروں منت تھی، سقینہ نے خلافت کو اپنے قطب سے ہٹا کر مسلمانوں کے درمیان اختلاف کی سُنگ بنیاد رکھ دی۔

جبکہ آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اختلاف سے قطع نظر ہو کر اسلام کے حقیقی مفہوم کو جانتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو بھی سنتوں میں حاصل کریں، اور امت واحدہ کی فہل میں قرآن والہیت کے ہتھیار ہوئے راستے پر چلیں تا کہ دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر سکیں۔ میں اپنی امامت کی حقیقت جاننا ضروری ہے کہ جس پر عقیدتی بنیادیں استوار ہیں، تاریخ اسلام اس بات پر گواہ ہے کہ تمام مسلمانوں اور مستحقین کی تمناؤں کا مرکزوں میں محور اسلام ہے اور ہر دور میں اسلام حق انہی کے در سے فیضیاب ہوتے رہے۔

اگرچہ سیاسی حکام نے جس انداز سے الہیت سے ظاہری حکومت کو جھینک لیا، اس پر تاریخ گواہ ہے کہ کوئی بھی صاحب بصیرت اس سے اکار نہیں کر سکتا ہے حتیٰ بعض ایسے حاکم بھی گزرے ہیں، جنہوں نے حقائق کی بنیاد پر انہی وزراشی حکومت اور تخت دیوان کو ٹھوکر کر کہا کہ خلافت الہیت کا حق ہے کہ جس پر میں بینہ نہیں سکتا۔ مثال کے طور پر معاویہ ٹانی جو بیزید کا بینا تھا وہ بیزید کہ جو امام ہیں

اور اسی طرح ایک لاکھ سے زیادہ حاجیوں نے (جو کہ صحابی رسول بھی تھے) آپ کو مبارک باد وی اور بیعت کی تو یہ آہت نازل ہوئی:

اليوم أكملت لكم دينكم واتسعت عليكم نعمتي
ورضيت لكم الاسلام ديننا
”آج کے ون ہم نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتی تمام کر دیں اور تمہارے لیے ہم نے دین اسلام کو اختاب کیا۔“

علامہ اہل سنت کی ایک کثیر تعداد نے خدیر غم کے واقعہ کو قتل کیا ہے۔ حرید معلومات کے لیے اس آہت کے ذیل میں مندرجہ ذیل کتب کی طرف رجوع کریں۔

تاریخ دمشق، ابن عساکر ج ۲۴ ص ۷۵

البلدیۃ والخلیۃ، ابن کثیر الدمشقی ج ۵ ص ۲۱۳

الدار المکور فی التفسیر بالماقوث سیوطی ج ۳ ص ۱۹

بيان المرودة، الشیخ سلمان قندوزی الحنفی ص ۱۱۵

ذکرۃ الخواص، سبط ابن الجوزی ص ۸۰

ان تمام شواہد سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ علماء اہل سنت بھی حضرت علی کی ولائت کو دین کی محکیل کا حصہ اور مسلمانوں پر اللہ کی نعمتوں کے اتمام کا ذریعہ جانتے ہیں، اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب بزرگ علماء اسلام حضرت علیؑ کی خلافت و امامت اور ولائت کو دین کی محکیل کا جزا اور اللہ کی نعمتوں کے اتمام کا سبب مانتے ہیں، تو پھر سقینہ نی ساحدہ کی میلنگ کس مرض کی دوا ہے؟

نہیں تھا۔ اس کے باوجود وہ اس نے ہوا دہوں کی جھروی کرتے ہوئے اسی راستے کو
لکھ کیا اور وہ بڑی لمبی امیدیں رکھتا تھا کہ جن تک نہ پھنس سکا اور عمر نے دفا
پھیکی۔ واغنی طاقت وہ ساز و باز سب ختم ہو گئی، لقہ اجل ہو کر قبر میں اپنے کئے کی
سزا بھگت رہا ہے۔

اس کے بعد معاویہ بن یزید زار و قطار رونے لگا اور کہا:

ہم جانتے ہیں کہ (میرے باپ) یزید نے بہت غلام دستم کیا، یہاں تک
کہ حضرت رسول کو قتل کیا، اور میتے میں رسول خدا کی حرمت کو تباہ کیا، اسی
طرح خانہ خدا کو آگ لگائی، پس میں تم لوگوں کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتا اور
تھہارے مستقبل کا ذمہ دار نہیں بن سکتا ہوں، تم خود اپنا فیصلہ کرو۔

خدا کی قسم اگر دنیا میں ہماری کوئی بھی نسلی ہے تو اس کی جزا ہمیں ضرور
لیٹی گئی اور اگر ہمارے لیے شرف و فضادی ہے تو پھر جو کچھ آل سفیان کے حصہ میں آیا
ہے وہی ہمارے لیے کافی ہے۔

مروان نے یہ خطاب سنتے ہی معاویہ بن یزید سے کہا:

ہمارے درمیان اس راہ روؤں کی بنیاد حضرت عمر بن خطاب نے ڈالی ہے،
معاویہ بن یزید نے جواب میں کہا: میں تھہارے مردہ اور زندہ لوگوں کی ذمہ داری
کو اپنے دوں پر اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۳۵۸)

بہر کیف ال بیت کی حکومت و ولایت سے کوئی شخص بے خبر نہیں تھا،
اس لیے کہ کلام فور سے ان کی امامت و ولایت کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ہمیشہ

ان علیٰ کا قائل تھا، جس کی ہلاکت کے بعد اس کا بیٹا معاویہ بن یزید یہ جب تخت
حکومت پر آیا تو اس نے حکومت کرنے سے انکار کر دیا کہ خلافت میرا حق نہیں یہ تو
ہمیشہ کا حق ہے۔ اس واقعہ کو اہل سنت کے بہت بڑے سوراخ یعقوبی نے اپنی
تاریخ کی کتاب میں یوں تحریر کیا ہے:

معاویہ بن یزید نے صرف چالیس دن اور بعض کے بقول چار میسون
حکومت کی وہ عقیدہ و مذهب کے لحاظ سے بہت نیس فھنس تھا۔ ایک دن وہ منبر پر
گیا اور لوگوں سے یوں خطاب کیا:

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کی اور پھر لوگوں سے خاطب ہو کر کہا:
ایہا الناس! ہم حکام تھہارے ذریعے اور تم لوگ ہمارے ذریعے سے آزمائے جاؤ
کے تم لوگ اپنی ناراضی کی وجہ سے ہمیں طعن دیتے ہو ہم اس سے بے خبر نہیں
ہیں۔ جان لو! ہمارے دادا معاویہ بن ابی سفیان نے اپنی حکومت کی خاطر ایسے فھنس
سے جنگ کی جو میرے دادا (معاویہ) سے زیادہ حکومت کرنے کے حقدار تھے کہ وہ
فھنس امت اسلام میں سب سے پہلے مومن اور مسلمان تھے اور رسولؐ سے قرابت
میں سب سے نزدیک اور آخرت کی اولاد کے باپ تھے۔

بالآخر وہ (معاویہ) تمہیں اس سمت لے گیا جو تمہیں معلوم ہے اور تم
لوگوں نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کی خبر بھی تم کو ہے آخر کار وہ موت
کے گھاث اتر گیا اور اپنے اعمال سوہ کی سزا بھگت رہا ہے، اس کے بعد میرے
باپ نے بھی ہو بہو اپنے باپ کی سمت پر عمل کیا جبکہ حکومت اور خلافت ان کا حق

لقب ”عسکری“ کی وجہ تسمیہ

گیارہویں امام کا اسم مبارک حسن اور لقب عسکری ہے، حسن کے بارے میں تحقیق کی ضرورت نہیں چونکہ یہ نام خزانہ قدرت کا محفوظ نام ہے اور سلسلہ امامت میں اس نام کے دو امام گزرے ہیں، ایک امام حسن مجتبی اور دوسرے امام حسن عسکری، مگر یہ سوال ضرور ذہن میں آتا ہے کہ آخر گیارہویں امام کو عسکری کیوں کہتے ہیں؟

علماء اسلام اور مورخین نے اس لقب کی دو وجہ لکھیں ہیں:

ایک وجہ یہ ہے کہ امام اور آپ کے پدر بزرگوار امام ہادی (علیہ السلام) سامرہ کے جس محلے میں رہتے تھے، اس کا نام عسکر (اللکھر) تھا۔ مرحوم شیخ صدقہ کہتے ہیں: کہ ہم نے اپنے اساتذہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے:

”سامرہ کے جس محلے میں یہ دونوں امام مقيم تھے، اس کو عسکر کہا جاتا تھا، اس وجہ سے دونوں اماموں کو عسکریت کہا جاتا ہے۔“

(حالدار الائمه، تواریخ ر ۲۳۳)

دوسری وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ متولی کے دور حکومت میں جب بادشاہ

نورسالت کے آفتاب ہیں کہ جن کی نورانیت پر کوئی پہرہ نہیں بٹھا سکتا۔ نورالنیت کی شعائیں ول کے درپیشوں سے چھن چھن کر اپنی خانیت کا پتہ دیتی ہیں۔

ہیں امامت ہر اعتبار سے مقام رہبری کا نام ہے، وہ رہبری خواہ مادی ہو یا معنوی، جسمانی ہو یا روحانی، سیاسی ہو یا اجتماعی، ظاہری ہو یا باطنی، بہر حال امام حکومت کا سربراہ، لوگوں کا پیشوں، اخلاق کی تربیت کرنے والا اور حق کی ہدایت کا ذمہ دار ہوتا ہے، اپنے علم و تقویٰ سے لوگوں کو قلبی بصیرت عطا کرتا ہے۔ اور شائستہ افراد کی سیرت کامل کے لیے باطنی ہدایت کرتا ہے۔ نظام عدل و عدالت کو زندگی کے تمام طبقات میں نافذ کرتا ہے۔



نے حضرت امام هادی علیہ السلام کو اپنے لشکر کا محاںکہ کرایا، تو حضرت نے بھی ایک مرتبہ اشارہ کیا کہ اب تم ہمارے لشکر کو بھی دیکھو لو، جب اس نے سراہما کر دیکھا تو زمین و آسمان کی درہائی فضا میں فوج عی فوج نظر آ رہی تھی، چونکہ امام نے اپنے لشکر کا مشاہدہ کرایا تھا، اس لیے آپ کو عسکری کہا جاتا ہے، سامنہ میں دلوں امام کو عسکر ہیں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یعنی امام علی نقیؑ اور حضرت امام حسن عسکریؑ کا مشترک لقب ہے۔ جس سے اس بات کی حکایت ہوتی ہے کہ دلوں امام ایک عی محل "عسکر" میں رہتے تھے کیونکہ محل عسکر، اس وقت کے خالم بادشاہ (متول وغیرہ) کا فوجی مرکز تھا۔ اور اس میں ان دو اماموں کو اس لیے رکھا گیا تھا تاکہ امام پر کڑی نظر رکھی جاسکے اور امام سے کسی کا رابطہ نہ رہے، درحقیقت انکی جگہ پر رہنا کسی زندان میں رہنے سے کم نہیں تھی کہ کھانے پینے کی اشیاء کو بھی ملنپنے نہیں دیا جاتا تھا۔

آپ کی اکثر مبارک کا نقش

"سُبْحَانَ اللَّهِ مِنْ لِهِ الْمُقَالِيدُ السَّمُوَاتُ وَالْأَرْضُ"

(الوزراء ص ۱۹۹، مختصر الالالج ر ۲۳ ص ۷۴)

اور صبح کشمی میں محتول ہے کہ امام کی اکثر کا نقش "اَنَّ اللَّهَ اَشَدُّ
حُسْنَةً" آپ کی عترت و جلالت کا دہن بھی اقرار کرتے تھے۔ اس میں کوئی تجھ نہیں
کہ خدا کے نمائندے مصائب والام میں روکر بھی اپنے کردار کی شعاعوں سے
دنیائے انسانیت کے دلوں کو منور کرتے رہے، آپ کے کردار کو جس نے بھی
ایک دفعہ دیکھا وہ آپ کا گرویدہ ہو گیا، اگر آپ کے سیرت و کردار کو کافر بھی دیکھتے
تو مسلمان ہو جائے اور منافق دیکھتے تو مومن بن جائے، خدا جانے کتنے لوگوں کی

تعمیر انسانیت کی، ہمیشہ قلست کدوں میں ہدایت کے دیپ جلانے، تاریخ میں سیکڑوں ایسے واقعات ہیں کو امام کی عظمت و جلالت پر شاہد ہیں۔ (بخارا الانوار ج ۵۰، ۵۰)

معتمد عباسی کے دور کا واقعہ ہے: عبید اللہ بن خاقان ایک محبت آل محمد تھا، اس کے بیٹے احمد بن عبید اللہ کو حکومت وقت نے شعبہ اوقاف کا وزیر مقرر کیا، عہدہ ملتا تھا کہ دنیا ہی بدل گئی اور یہ اعلیٰ بیت کا سرخخت دشمن ہو گیا، ہمیشہ کی دشمنی کو اپنا سرمایہ حیات سمجھنے لگا، اس نے علوی سادات پر بہت قلم ڈھانے، ایک دفعہ احمد بن عبید اللہ کے سامنے علوی سادات کا تذکرہ ہوا، کہ جس کو مرحوم کلینی نے یہاں رقم کیا ہے:

احمد بن عبید اللہ نے کہا: سامراء کے شہر میں امام حسن عسکری (ع) سے بہتر اور افضل میں نے کسی کو نہیں پایا، ان کا وقار، ان کی عظمت اور کرامت قابل رنگ ہے۔ ان کے اپنے خاندان سے لکھر حامیں تک، مئی ہاشم نے لکھر عوام تک، میں نے ایسا تعلیم الشان کروار رکھے والا انسان نہیں دیکھا۔ مئی ہاشم کے افراد ان کا بزرگوں اور تو ہمگوں سے زیادہ احترام کرتے ہیں۔ جرنیلوں سے لے کر زیریوں تک علماء سے لے کر عوام تک، اور عوام الناس سے لے کر حامیں تک سمجھی ان کی تعلیم کرتے ہیں۔ میں نے جس جس کو دیکھا خواہ افسران بالا ہوں یا ایکیشل اتحادیشور (Education Authorities) قانونی مابرہوں یا فقہاء و وزراء سب کے سب ان کے کمالات کی قدر کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں، بزرگان ملت اور شرقاء قوم حتی دوست تو دوست دشمن تک آپ کی فضیلوں کا اقرار کرتے ہیں۔

(سریہ الائمه الائی حق ص ۲۸۲، تاریخ الغیبة الکبری ص ۱۸۱، ۱۸۳)

حاضرین میں سے کچھ لوگوں نے احمد بن عبید اللہ سے کہا: آپ تو ان کے نمائش پڑھ رہے ہیں جبکہ آپ کو ان کی حالت کرنا چاہیے، اس نے کہا: اپنے نہیں ہے بلکہ میں آپ کو اپنی عملی زندگی کے تجربات سنارہوں۔ میرا ذاتی مشاہدہ یہ ہے کہ میں ایک دن میں خانہ میں اپنے باپ کے پاس بیٹھا تھا کہ خادم نے آکر اطلاع دی کہ امام حسن عسکری (ع) تعریف لارہے ہیں، یہ سننا تھا کہ میرے والد گرامی تعلیم کے لئے دوڑ پڑے نہایت عزت و احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور انہیں اپنے پاس بیٹھایا۔ میں نے اپنی زندگی میں اپنے باپ کو کسی کی اس طرح تعلیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا، میں دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ آخر آج میرے باپ کو کیا ہو گیا ہے، میں پورے مistrی کی تصویر کشی کرتا رہا، جب تک امام تعریف فرمائے، میرے باپ اپنی گھنٹوں میں ایک جملہ بھار کرتے رہے "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" مجھے سخت حرمت ہوئی کہ آج میرے والد کا اداز گھنٹوں کیا ہے؟ اسی دوران میں بے باپ کو خبر ملی کہ غلیظہ آرہے ہیں، اگرچہ لوگ تعلیم کے لئے دوڑے مگر میرے والد تھے میں نہ ہوئے اس بات سے مجھے اور تعجب ہوا کہ باوٹھا کی آمد کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے، یہاں تک کہ جب سواری میں داخل ہوئی تو اس وقت میرے والد نے امام سے عرض کیا کہ اب مناسب ہے کہ آپ تعریف لے جائیں۔

میرے والد غلیظہ کے استقبال کے لئے آگے بڑھے مگر استقبال ایک قسم کا روایتی تھا (عقیدتی نہ تھا) مجھے یہ بات ذرا ناگوزاری۔

میں نے خادموں سے دریافت کیا کہ یہ جوان کون تھا؟

خادموں نے کہا: تمہیں علم نہیں ہے کہ یہ امام حسن عسکری ہے۔ میں نے دل میں خان لی کہ جب میرے والد گھر میں بیشیں کے تو ان سے آج بحث کروں گا کہ یہ کوئی بات ہے کہ خلیفہ وقت آئے تو خبر نہ ہو اور ایک جوان کی آمد پر اتنا احترام و اکرام، جب رات ہوئی اور بابا جان کاظفات دیکھنے پہنچے تو میں قریب گیا اور عرض کیا کہ آج یہ کون بزرگوار تھے، جن کی آپ اتنی تعلیم و حکایم کر رہے تھے؟

عبداللہ نے کہا: یہ شیعوں کے امام ہیں، روزے زین پر خلافت کا ان کے سوا کوئی حق دار نہیں۔ یہ صاحبِ کمالات اور کرامات ہیں ان کے اجداد بھی ایسے عی کمالات و کرامات کا مرکز تھے۔ یہ پہانہ دوران اور یکتاۓ عمر ہیں۔ کائناتِ عالم میں ان کی کوئی مثال اور نظیر نہیں ملتی۔

احمر نے دل میں ارادہ کیا کہ حضرت کے حالات کا غور سے چائزہ لے، چانپی چیسے چیسے حالات کا جائزہ لیتا رہا، ان کی عظمت ٹھاہوں میں بڑھتی گئی اور اب بھی اس بات کا احساس ہوا کہ جو میرے والد ان کے متعلق کہتے تھے وہ بالکل حقیقت پر مبنی تھا کہ امام و اقیحا اسی عظمت و حالات کے مستحق ہیں۔ یہی سیرت و کوار کا کمال ہے کہ دلوں میں عقیدتوں کے چراغ روشن ہو گئے جو بھی انہیں عداوت کی لگاہ سے دیکھتا وہی گروہیدہ ہو جاتا، یعنی طرف خداد مددِ عالم نے اپنے نمائندوں کو عطا کیا ہے کہ جو کوار اس اوج پر ہوتے ہیں کہ کسی کو اگلست نہیں کر

جرأت نہیں ہوتی۔ ان کمالات کے پیش نظر ارباب اقتدار اور سلطنت و قوت کی ہر دم کوشش رہتی تھی کہ لوگوں کو نظامِ امامت سے بالکل مختلط رکھا جائے، چونکہ ہر ظالم و چاہیے اقتدار کے ستم ہونے کا خطروہ محسوس کرتا تھا، لیکن جب تھی کہ ہمارے آئندہ طاہرین کو گھروں میں نظر بند رکھا اور زمانوں میں رکھ کر طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں اور عوام کو ان کے قریب نہ جانے دیا کہ حق روشن اور عدل الٰہی آفکار ہو گا، مقلدوں کی فریاد رسی ہو گی، مگر کوار کی بُعْنی زمانوں میں کہاں تک رکتی۔ نظر بندی سے کہاں بُعْنی ہے بلکہ نگف اور تاریک زمانوں سے چھپن کر موشن کے دلوں میں منور اور مقلدوں کے دلوں کی ڈھاریں بُعْنی رہتی۔

شاکری خادم امام

امام کا خادم جس کا نام شاکری تھا، امام کے ہارے میں یوں کہتا ہے: میرے مولا (حضرت امام حسن عسکری) نسلِ علیٰ سے ہیں جو کہ بہت پاک طینت ہیں جن کی مثال نہیں بُعْنی، وہ جب ہر اور جھرات کے دن سامنہ کے دلائل خلافہ جاتے تھے، تمام بازار سواروں سے بھرے ہوتے تھے۔ جب امامِ داہل ہوتے تو ہر طرف سناتا چھا جاتا۔ سواریاں راتے سے ہٹ جاتیں یہاں تک کہ چھپائے خود بخود راست چھوڑ دیتے۔ امام "جب وارالخلافہ میں وارد ہوتے اور اپنے مقام پر تکریف رکھتے تو ہر طرف لوگوں کے ہجوم کا عظیم مظہر نظر آتا اور جب امام جانے کا تصد کرتے تو خدام آوازیں دیتے، امام کی سواری لے آئیے، ہر سوکوت چھا جاتا، گھوڑوں کی جہناں بند ہو جاتی، جب تک امام کی سواری کا گزرنہ ہو جائے۔

علاوه ازیں شاکری امام کے متعلق کہتے ہیں:

امام محرب عبادت میں یوں سجدہ پروردگار کرتے کہ ہم بس ادقات سوسو
کر بیدا ہو جاتے تھے مگر آپ سجدے کی حالت میں ہوتے، آپ بہت منصر کھانا
تناول فرماتے تھے، جب امام کے پاس انحری، انگور دغیرہ پیش کئے جاتے تھے تو
آپ ایک یادداشت تناول کر کے فرماتے تھے:

ایے محمد ایس سب کچھ بچھل کے لیے لے جاؤ۔

میں نے عرض کیا: فرزند رسول! یہ سب کچھ لے جاؤ؟

آپ فرماتے: ہاں یہ سب لے جاؤ۔

ان سب تاریخی اسناد اور روایات سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ امام
کی شخصیت ہر اقتدار سے افضل بالا رکھتی۔ لوگ آپ سے بہت محبت کرتے تھے اور
اسی طرح آپ بھی لوگوں سے بہت محبت کیا کرتے تھے۔

(سیرۃ الائمه الائمی ص ۲۸۲، نقل رابطہ الحکیمان راہ نور صفحہ ۱۳)



امام حسن عسکری کے مجھرات اور کرامات

کرامت و مجھرہ دلائل نبوت و امامت میں سے ایک ہے، ہر نبی اور امام
مجھرہ نما ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہر نبی اور امام کی پیچان کاراز مجھرہ ہے۔ اسی لیے
خداؤند عالم اپنے رہنماء اور پیشوائنوں کو ایسی عطا سے فوازتا ہے کہ جو کسی عام بشر کا
کام نہیں اور ایسی دلیل جو کسی نوع بشر کی طاقت سے باہر ہو اسے مجھرہ کہا
جاتا ہے۔ جس فعل کو کوئی دوسرا آدمی انجام نہ دے سکے اسے مجھرہ کہتے ہیں، جیسے
حضرت موسیٰ کا عصا اڑو دھا کی ٹھلل اختیار کر گیا۔ یا حضرت میسیٰ کی دعا سے نایما کو
بینائی مل گئی اور اسی طرح ہزاروں برس پہلے کے مردوں کو قم باذن اللہ کہہ کر
لکاریں اور وہ زندہ ہو جائیں اور پیغمبر اسلام نے اشارے پر سوکھے درخت کا ہرا
جانا اور پیغمبر اکرم کا ہمہ رہنے والا مجھرہ قرآن کریم ہے کہ جس کے چیلنج کو
مجھرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی کوئی چیلنج نہ کر سکا کہ اگر جسمیں فضاحوں اور
بلائحوں پر ناز ہے تو پھر قرآن کی طرح ایک سورہ ہی کو لے کر آجائے۔ مگر اس طرح
کے دعویٰ کا جواب اب تک کوئی نہ لاسکا ہیں مجھرہ نبوت اور امامت کی حقانیت کیلئے
 واضح ثبوت ہے۔



مجزہ اور کرامات میں فرق

مجزہ کی طرح کرامت بھی ایک فوق العادہ اور خارق العادہ (Extra Odanary عمل ہے، انہیاء و آئندہ علیہم السلام کی زندگی میں کتنے کرامات اور مجزوات داچ ہوئے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ مجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟ مجزہ ایک حتم کا شیخ ہے ہے نبی اور امام انجام دیتے ہیں جبکہ کرامت میں ایسا نہیں ہے۔ لہذا مجزہ میں ایک حتم کا مقابلہ اور مبارزہ ہوتا ہے جو نبوت و امامت کے اثبات کیلئے ہوتا ہے جبکہ کرامت میں مبارزہ طلبی نہیں ہوتی بلکہ طرف مقابل کو پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں مجزہ کے لیے مخصوص مجزونما کا ہونا ضروری ہے جبکہ کرامات کے لیے مخصوص ہونے کی شرط نہیں ہے۔ میں انہیاء اور مخصوصین کی ذات مجزوات اور کرامات کا مرکز ہوتی ہے، انہیں مخصوصین میں سے ہمارے گیارہویں امام حضرت امام حسن عسکری ہیں ~~الله~~ کہ جنہوں نے عالم بشریت کی ہدایت کے لیے کافی مرتبہ غیب کی حقیقت سے نقاب کشائی کی، اور کسی نہیں پرده اسرار کو آفکار کیا۔ آپ مجزونما اور صاحب کرامت تھے۔ امام کے اسرار اور غیب اور کرامت میں سے کچھ مجزوات

قتل کرتے ہیں، ورنہ بحر مکران کے کمالات کا احاطہ کرنا کس کی مجال ہے؟ جس طرح کتاب کشف المجهود، فضول الہمہ اور مناج اور دیگر کتب تاریخ میں مرقوم ہے کہ حسن اہن طریف نے امام کو خدا لکھا کہ جب آپ کے فرزند قائم آل محمد (ع) کا غیرہ ہو گا تو کس طرح حکومت کریں گے؟ اور نظام حکومت کیا ہو گا؟ اور تیرا سوال بخار کا مسئلہ تھا کہ جس کو ہم لکھنا بھول گئے۔ امام نے تحریر فرمایا: میرے فرزند قائم آل محمد (ع) کے دور میں علم امامت ہے فیصلہ ہو گا اور شہادت و گواہی کی ضرورت نہیں ہو گی، ان کی حکومت حضرت داؤد مجسمی ہو گی۔ وہ لوگوں کے حالات سے باخبر ہو گی، ان کی حکمت حضرت داؤد مجسمی ہو گی۔ وہ لوگوں کے حالات سے باخبر ہوں گے اور اسی علم پر فیصلہ بھی کریں گے، اے حسن اہن طریف! تم اپنے بخار کے خلق پر چنانچہ تھے لیکن بھول گئے کہ جس کا علاج یہ ہے کہ: آیہ کریمۃ:

یانار کونی برداً و سلاماً علی ابراهیم (سورہ انہیاء ۲۹)

کو کاغذ پر لکھ کر گلے میں ڈال دو۔ بخار خود تجوہ اتر جائے گا، حسن اہن طریف کہتے ہیں: میں نے اس نفع پر عمل کیا اور شفایا بہا اور پھر جس کو میں نے یہ دعا مٹالی اسے بھی فتحا حاصل ہوئی۔

درحقیقت امام نے اسے جسمانی فتح کا لذت بھی تھا اور روحانی لورانیت کے لیے بھی لاگئے عمل دیا۔ حضرت نے بغیر پوچھنے اس کا جواب تحریر کیا، ایسا کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کریم بندے بغیر مانگے عطا کرتے ہیں۔ راوی مسئلہ بھولا اور حقیقت حال تو تب ہی محفوظ تھی، مگر اہل دل حال سے باخبر ہوا کرتے ہیں اور جو

پادری کا واقعہ

چنانچہ کتب فریقین میں مذکور ہے کہ جب محدث عباسی خلیفہ بنا تو معاذین دروشنان آل رسول نے محدث سے امام حسن کی بڑی فکایتیں کیں اور بغاوت کے اڑامات لگائے تو محدث نے امام کو قید کا حکم دیا، ابھی قید خانہ میں گئے ہوئے کچھ مرضہ ہی ہوا تھا، کہ ملک میں قحط پڑ گیا، حقوق خدا پریشان ہو گئی، دعاوں پر دعائیں ہو رہی تھیں، دور دور تک پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، لوگ روئے تھے مگر آسمان کا ایک آنسو ز من پر نہیں گرتا تھا۔ محدث نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کھلے میدان میں جا کر نماز استقامت بجالائیں۔ تمام مسلمان جمع ہوئے، یہاں تک درباری اور غیر درباری سب علماء ایک ساتھ تھے نماز استقامت پڑھی گئی، مگر بارش کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ پڑا، دوسرے روز بھر کے مگر بارش نہ ہوئی۔ تیسرا روز یہ میساں یوں کی جماعت میدان میں تھی۔ پادری نے آگے بڑھ کر کہا کہ میں اس مشکل کو حل کر سکتا ہوں یہ کہہ کر جمیع عام میں آیا، جیسے ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے کہ سیاہ بادلوں نے پرسنا شروع کر دیا اور ایسے بر سے کہ جل قحل بھر گئے، دوسرے روز بھر یہ میساں یوں کی جماعت گئی اور پادری نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے تو موسلا دھا بارش شروع ہو گئی۔ مسلمانوں نے دیکھتے ہی ہنگامہ برپا کر دیا، اس کی خبر حکومت وقت کو دی گئی اور سینکڑوں لوگوں کے اعتقاد مگر گئے کہ ایک عیسائی کی دعا میں اتنا اثر ہے اور

دل کے رازوں اور احوال کے اسرار سے واقف ہوتا ہے، اس کے سامنے سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ بھی تو بات ہے کہ امام زمان (ع) بھی اپنے ذاتی علم و آگاہ کی بدولت فیصلہ کریں گے، جس میں شہادت و گواہی کی ضرورت پیش ہی نہیں آئے گی۔ اس لیے کہ آپ دلوں کے حالات سے باخبر ہوں گے۔ بالفاظ دیگر نظام شہادت ظواہر کا مجموعہ ہے، جبکہ نظام امامت ہیئتؤں کا مظہر ہے۔ امام کی کرامات اور خارق العادہ واقعات کے بہت سے نمونے ہیں۔



مسلمانوں میں سے کسی کی وعائیں اڑپھیں؟ معتمد کو جب خبر دی گئی تو وہ ڈرا کر کہیں لوگ عیسائی نہب اختیار نہ کر لیں اور اسلام سے مخفف نہ ہو جائیں۔ لہذا حکومت نے علماء و فقہاء کو مجمع کیا (سب سے مسئلہ کا حل دریافت کیا، مگر ہر سوناثا چھایا ہوا تھا کسی کے پاس اس مورد کا کوئی جواب نہ تھا اور وہ سری طرف عیسائی پادری ڈکھ کی چوت پر دھوے پر دھوئی کر رہا تھا۔ عیسائی پادری پھولے نہیں سارہ تھا جب کہ حکومت کے ہوش و ہواس اڑے ہوئے تھے (البتہ یہاں پر یہ بات عرض کرنا مناسب ہے) کہ حکومت کو اتنی بے چینی اسلام کی وجہ سے نہیں تھی، اگر وہ اتنے ہی خیر خواہ ہوئے اور اسلام ان کیلئے اتنا عزیز ہوتا تو پھر وارث مفتخر اور محافظ اسلام کو نجک و تاریک زندان میں نہ رکھتے، حکومت کو سارا خطرہ اس بات پر تھا کہ اگر اسلام نہ رہا تو پھر ہم جو اسلام کے نام پر حکومت کر رہے ہیں وہ ختم ہو جائے گی، انہیں تخت و تاج کی فکر تھی۔ چونکہ ان ملکوں حالات میں اگر لوگ بدھن ہو گئے تو حکومت کس پر کریں گے، اس لیے انہیں اسلام سے زیادہ اپنی کرسی کا خیال تھا۔ بالآخر غاچار ہو کر کشی دین کے ناخدا امام حسن عسکری کو قید خانے سے بلوایا اور کہا:

اے فرزند رسول! آپ کے جد کی امت گمراہ ہوا چاہتی ہے، آپ کو اپنے جد کی قسم، امت اسلام کو گمراہی سے بچائیے، کیونکہ دین خطرے میں ہے۔ یہاں پر ضرور امام کے ذہن میں خیال آیا ہو گا کہ تم لوگ جو مند خلافت پر قبضہ کئے اور مند رسول پر بیٹھے ہو تم سب کس مرض کی روایا ہو؟ اسلام کو خطرے سے کیوں نہیں بچاتے؟۔ بہر کیف امام نے نصرانی پادری کو بلا کر فرمایا کہ پھر میدان میں جا اور اپنی کرامت کا اظہار کر، پادری میدان میں آیا اور دعا کے لیے ہاتھ بلند کئے تو فوراً بادل آیا اور بارش ہونے لگی۔

آپ نے ایک شخص سے فرمایا: اس کی اگلیوں کے درمیان جو حیزبِ جمیں
کمال ہے اسے کمال لو، اس نے پڑھ کر وہ حیزبِ کمال لی، اس کے بعد امام نے
کہیں سے فرمایا:

اب دعا کر، پادری نے دعا کی گمراہ ہوا بادل واپس چلا گیا۔ سارا مجمع
میدان و پریشان کہ یہ کیا ہوا؟ وہ اثر کہاں گیا؟ نصرانی دیکھا رہ گیا۔ بالآخر حاکم
کے معتمد نے راز پوچھا۔

امام نے فرمایا: چونکہ پادری کو کہیں سے کسی نبی کی بڑی مل گئی اور اس
میں یہ اثر ہے کہ جب بھی زیر آسان آجائے تو بارش کا ہوتا ضروری ہے، اب
بڑی اس سے لے لی ہے، لہذا اس کی ساری کرامت ختم ہو گئی ہے۔ پھر امام
نے وہ بڑی معتمد کو دی اور میدان میں جا کر مصلی بچایا اور دو رکعت نماز پڑھی۔
درست دعا بلند کئے، ہاتھوں کا الحنا تھا کہ بادل کے گھلوے آسان میں نظر آئے تو امام
نے فرمایا: یہ قلان شہر میں برے گا، ایسے ہی ایک دوسرا ایراثا، فرمایا: یہ قلان شہر
میں برے گا، پھر ایک باول اٹھا فرمایا:

اب تم سب اپنے اپنے گھر واپس جاؤ کہ اب یہ بادل تمہارے شہر میں
بہنسے والا ہے۔ لوگ گھروں کو لوٹے ایسی طوفانی بارش شروع ہوئی کہ سامنہ کے گلی
کوچے تالاب بن گئے۔ لوگ قدموں پر گر پڑے فرزند رسول بادلوں کو حکم دیجئے
کہ اب نہ برسیں ورنہ شہر بر باد ہو جائے گا، امام نے دعا کی تو بارش تھم گئی۔ (۱)
اس واقعہ سے کمی حقائق کا اکٹھاف ہوتا ہے۔

سب سے پہلی بات

یہ کہ خداوند عالم اپنے نمائندوں کو تجوہ، کرامت اور علم غیب جیسی نعمتوں سے نوازتا ہے تاکہ مختصرانے حال کے مطابق ان سے استفادہ کر کے دین کو بچا سکیں۔

دوسری بات

یہ ہے کہ اگرچہ فرانسیسکان الہی کو ظاہری طور پر تخت و تاج نہیں مل پایا، لیکن خدا نے انہیں علم و صداقت کا مرکز بنایا ہے، اسی لیے تو ہر دور کا خالق حکمران انہیں کے در پر جھکتا ہوا نظر آتا ہے، جس طرح تاریخ شاہد ہے کہ ہر امام کے سامنے ہر خالق اپنے قلم و اقتدار کے باوجود حقائق دکھائی دیتا ہے۔

تیسرا بات

یہ ہے کہ اللہ کا نمائندہ کسی حکومت کا حاجج نہیں ہوتا اگر کسی نبی یا ولی کے پاس حکومت نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی نبوت یا امامت ساقط ہو گئی ہے، تاریخ عالم شاہد ہے کہ حکومت فرعون کے پاس گئی، مگر موسیٰ نبی و رسول تھے اسی طرح حکومت نمرود کے پاس اور حضرت ابراہیم نبی و امام تھے اور اسی طرح حکومت معتمد کے پاس ہے مگر حضرت حسن عسکری امام ہیں پس حکومت کا ہوتا، اس بات پر دلیل نہیں کہ وہ اسلام کا حاکم ہے اور نہ ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ وارث رسول ہے۔

(۱) حدیث الحیہ ذکر امام یازدهم ذکر الحدیث ص ۵۰۲ تقلیل از صواب عن عرق، بدینگران روا نوری ص ۲۱

چھپی بات

یہ ہے کہ امام اشیاء کے حقائق و آثار سے آگاہی رکھتا ہے، جیسا کہ امام نے ہڈی کا پڑھتا یا اور اس کے اثر سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اے کاش! آج مسلمان ہی ان حقائق کو سمجھ لیتا کہ ایک نبی کی ہڈی انقلاب زمانہ برپا کر سکتی ہے تو پھر حکم الرسلین کے گوشت و پوست کا کس کو اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان کے وجود اقدس کتنا اثر ہے، ملا دہ ازیں وہ نظریہ بھی بلور کلی ہاٹل ہو جاتا ہے کہ نبی ہم جیسا ہے اگر ہم جیسا ہوتا ہے تو پھر ہم خود ہی پانی بر ساد ہیں، حق تو ہے کہ جس کا وہی اس عظمت کا مالک ہے تو اس نبی کی کیا شان ہو گی؟

نچھیں بات

یہ کہ نبی ہو یا ولی قید حیات میں ہوں یا وفات پا چکے ہوں ان سے خوسل کیا جاسکتا ہے، اس لیے کہ موت عدم اور نابودی کا نام نہیں ہے، بلکہ دوسری دنیا میں خلخل ہونے کا نام ہے، بلکہ عام انسان میں زمانہ حیات کی نسبت موت کے بعد اور اس دشور جیسی قوتوں کا اضافہ ہو جاتا ہے، نبی اور امام ما فوق انسانیت کا ہم ہے۔ چنانچہ عالم بزرخ اس دنیا سے کہنی الیہ و اس اور ترقی یا خلاف عالم ہے۔ ہم یہ بات خوسل کی راہ کو بھی ہموار کرتی ہے۔ چھپی بات یہ کہ امام نے مصلحی بچا کر نماز ارو و دعا کے مسئلہ کی اہمیت کو اجاگر کیا۔



تمام زبانوں سے امام کی آشنائی

ابو جزء سے مردی ہے کہ امام کے پاس مختلف ممالک اور زبانوں کے لوگ آتے تھے، روی، ترقی، بندی، سلالی، جو بھی امام کے پاس آتا تھا، آپ ان سے انہی کی زبان میں ہاتھ کیا کرتے تھے، ایک دفعہ میں نے دل میں سوچا کہ جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوا ہو اور حیات پرستک کسی سے گفتگو نہ کی ہو اور نہ ہی انہوں نے کسی کو دیکھا ہو، وہ اتنی زبانوں سے کیسے والف ہوئے کہ ہر آنے والے شخص سے اس کی زبان میں گفتگو کر لے امام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

نصر! خداوند عالم جسے اپنی محنت بتاتا ہے، اسے ہر چیز کی معرفت بھی عطا کرتا ہے۔ اگر ایسے ہو تو پھر محنت خدا اور غیر محنت خدا میں کیا فرق رہے گا، لہذا اس امر میں تعجب کی کوئی ضرورت نہیں۔ (۱)

پس اللہ کا تمدنکارہ زبان حال، دلوں کے احوال سے بخوبی والف ہوتا ہے اور ہر ایک سے اس کی زبان میں بات کرتا ہے۔ امام اور امامت میں کسی قسم کا تفاوت لسانی (Language Barriers) نہیں ہوتا، ہر ایک براہ راست اپنی

زبان میں بات کر سکتا ہے، ایسا کیوں نہ ہو کہ جو اللہ کی درسگاہ سے فارغ ہوتے ہیں، ان کا علم، خدائی علم ہوتا ہے۔ ایک شخص نے امام کو لکھا کہ میری یوں حامل ہے آپ میرے پچھے کا نام رکھ دیجئے آپ نے لکھ دیا: "عظم الله اجر واخلف علىك" (خدائیں اجر عطا فرمائے اور تم البدل نصیب فرمائے) چنانچہ اس کے ہاں مردہ پچھے پیدا ہوا، اور اس کے بعد خدا نے اسے پیٹا عطا کیا۔ امام نے اسے اپنے علم امامت سے موت کی خبر دی پس خدا اپنے نمائندوں کو غنی طاقت عطا کرتا ہے۔



متوکل کے شاعر کا قصہ

ابو یوسف کر جو متوکل کا شاعر اور شاعر قصیر (یعنی چھوٹے قد والے) کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، وہ روایت کرتا ہے کہ ہمیں خدا نے فرزندِ خطا کیا اور اتفاقاً حالات بہت خراب تھے کئی افراد کو اپنی روتینی اولاد کی ایسی لکھ کا قاضا کیا گرنا امیدی کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہ آپا کہ ایک دفعہ امام حسن عسکری (ع) کے گھر کا طوف کیا اور در دوست کی طرف مڑا کہ ایسے میں ابو ہزہ گھر سے باہر لٹکا۔ ان کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک چھلی تھی اور اس چھلی میں چار ہزار درہم تھے۔ ابو ہزہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: میرے آقا نے فرمایا ہے کہ یہ رقم اپنے نعمود پر خرچ کرنا خداد دنیا عالم تھے اس سے خبر و برکت خطا کرے گا؟

(بیرہ الائمه الائمنی عرض، راجہ اقبال ادہ بانگران راہ نورص ۲۲)

یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کریم امام کی ذات فقط شخص کی حیثیت کو نہیں بلکہ ضرورت کو دیکھتی ہے اور بغیر تقاضے کے اسے خطا کرتی ہے۔ حقیقی حاکم اسلام سے تقاضا کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ وہ دلوں کی تحریر کو پڑھ کے نواز دیتا ہے۔



کشف الغمہ کی روایات

حضرت ابو محیج (امام عسکری (ع)) کے زمانے میں ایک علوی شخص روزی کی حلاش میں سامنہ سے جبل کی طرف روانہ ہوا، راستے میں طوان کے قام پر اس کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی۔ اس شخص نے علوی سے دریافت کیا: تم کہاں سے آ رہے ہو؟

اس نے کہا: سامنہ سے

وہ شخص بولا کہ فلاں علہ سے آ رہے ہو؟

علوی: جی ہاں!

اس شخص نے پوچھا: کیا تمہیں امام حسن بن علی (ع) کے متعلق کچھ معلوم ہے؟

علوی: نہیں!

اس نے کہا: آپ جبل کیوں جا رہے ہیں؟

علوی: روزی کی حلاش میں لکھا ہوں۔

اس نے کہا: مجھ سے پہلاں دعا لے لو تو ہمیرے ساتھ سامنہ چلو گا کہ

عیسیٰ بن صحح کا واقعہ

عیسیٰ بن صحح سے روایت ہے کہ جب ہم قید میں تھے، اسی دوران حضرت امام حسن عسکری (علیہ السلام) کو اس قید خانے میں لا پایا گیا، میں آپ کو اچھی طرح پہچانتا تھا امام نے مجھے دیکھ کر فرمایا: تمیری عمر 65 سال چند ماہ اور کچھ دن ہے اور میرے پاس دعاوں کی ایک کتاب تھی کہ جس میں میری تاریخ ولادت (Date of Birth) لکھی ہوئی تھی، جب میں نے اس کو دیکھا تو اسی طرح تھا جس طرح امام نے خبر دی تھی۔

پھر فرمایا: خدا نے مجھے کوئی بیٹا دیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں! یا بن رسول اللہ

پھر امام نے دعا کی: خدا یا اسے بیٹا عطا فرمادیا کہ جو اس کا وقت بازو بنے، کیونکہ بیٹا ہی باب کے لیے بہترین بازو ہے، پھر آپ نے ایک شعر سے تمثیل پیش کی:

فمن کان ذا ولد يدرك ظلامته

ہم امام حسن بن علی (علیہ السلام) کی زیارت سے مشرف ہوں، چنانچہ اس نے پھر دینار دیئے تو ان دونوں نے سامراہ بائی کر امام سے ملاقات کی اجازت چاہی تو امام نے اجازت دی، اس وقت امام اپنے گمراہ کے گھن میں تعریف فرماتے، آپ کی تھا جب جمل غصہ پر پڑی تو فرمایا:

تم فلاں ابن فلاں ہو اور تمہارے باپ نے تمہیں وصیت کی تھی تم اسے پورا کرنے کی خاطر چار ہزار درہم لے کر آئے ہو۔

اس نے جواب دیا ہی میں: یا بن رسول اللہ!

تب اس نے وہ رقم امام کے پردہ کر دی، اس کے بعد آپ نے علوی سے کہا تم روزی کی حلاش میں جمل جا رہے تھے، راستے میں اس غصہ نے تمہیں پھر دینار رویے اور تم اس کے ہمراہ دامن آگئے ہوا بہم بھی تمہیں پھر دینار مزید دیتے ہیں۔



ان الذلیل الذى لیست له عضد۔

”لیعنی جو شخص صاحب اولاد ہوتا ہے وہ ٹلم کا بدلہ لیتا ہے (یادہ اپنے حق کو پالیتا ہے) بے چارہ دہ ہے جس کا کوئی (وقت بازو) سما رائیں“

میں نے عرض کیا: کیا آپ کا کوئی پیٹا ہے؟

فرمایا: ہاں خدا کی قسم! خداوند عالم مجھے ایسا فرزد عطا ہت کرے گا جو زمین کو عدل والنصاف سے بھروے گا۔ لیکن ابھی ہمارا کوئی پیٹا نہیں۔

(تی لائل ج ۱۲۰، ۷۱۱، سو گناہہ آل موسیٰ ۱۳۶)

لیکن خداوند عالم اپنے نمائندوں کو علم غیب کی طاقت سے لوازماً ہے تاکہ اپنی جنت کو غیرت جنت سے متاز فرمائے۔ ظاہر ہے کہ جس نبی کے وصی کی یہ شان ہے تو اس نبی کی کیا عظمت ہوگی۔



حضرت امام حسن کا رشتہ زوجیت

بشر بن سلیمان الصاری سے مقول ہے کہ حضرت امام علی نقیؑ نے مجھے بلوا کر فرمایا:

اے بشر! چونکہ تمہارا تعلق انصار کے خاندان سے ہے کہ جو ہمارے ٹلکھسن اور قدیمی دوستوں میں سے ہیں لہذا میں تمہارے ذمہ ایک کام پر وہ کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے لیے ہمیشہ باعث فخر ہے گا۔ یہ فرمائے آپ نے ایک رقہ تحریر کیا، اس پر اپنی مہر لگاتی اور دو سو دینار دے کر فرمایا:

”بغداد کے کنارے جاؤ کل صبح وہاں ایک کشتی آئے گی کہ جس میں ایک بڑہ فروش کنیز لائے گا جس کا نام عمرو بن یزید ہوگا، اس کو جلاش کرنا کہ جس کے پاس بہت زیادہ عرب خریدار جمع ہوں گے اور ایک کنیز کی خریداری کی خواہش کریں گے، کنیز روپوش ہو گی اور کسی سے بات کرنا پسند نہیں کرے گی، ایک شخص بڑہ فروش سے کہے گا۔ میں اس باعف کنیز کی تمن سو دینار دیتا ہوں، مگر کنیز کہے گی بالفرض اگر کوئی ملک سلیمان ہوتا تو میں اس کے پاس جانا پسند نہ کرتی۔ بڑہ فروش کہے گا آخر مجھے تو فردخت کرنا ہے، کنیز کہے گی جلدی نہ کرو خریدار پہنچنے ہی والا ہے۔“

اے بشر! پھر تم اس بردہ فروش سے کہنا کہ میرے پاس روی زبان میں ایک اشراف عرب کا خط ہے جسے تم کنیز کو دے دو۔ اگر وہ رضا مند ہو جائے تو میں بطور وکل قیمت ادا کروں ۔ ۔ ۔

بڑھم امام سے روانہ ہوا اور وہ خط کنیز کو دیا۔ کنیز نے خط کو دیکھ کر چما اور آنکھوں سے لگایا اور عمر بن زید سے بات تجھے اس کے ہاتھ فر دھت کر دو، چنانچہ خریداری کے بعد میں کنیز کو لے کر چلا۔ وہ خط کو بار بار نکالتی تھی کبھی سر پر رکھتی تھی، کبھی پوسہ دے کر روٹی تھی، میں نے کہا یہ عجیب بات ہے کہ تم نے ابھی اپنے خریدار کو دیکھا بھی نہیں، اس کے باوجود خط کا اتنا احراام کر رہی ہو۔ کنیز نے کہا تجھ بے کہ تم اتنے قریب رہتے ہوئے بھی اولاد نبی کے مقام سے بے خبر ہو۔

پس غور سے سنو۔ ”میں ملکہ دختر یشو عاپسرا تیصر روم ہوں۔ میری ماں حضرت عیینی“ کے حواریں کی اولاد میں سے ہے اور ہمارا سلسلہ نب حضرت سعی کے وہی شمعون سے ملتا ہے۔ میرے دادا تیصر روم نے چاہا کہ میری شادی اپنے بیٹجے سے کروں، دربار سجا یا گیا درباریوں کو فاخرہ لباس سے لمبوں کیا گیا جس کے بعد تمام ارکان سلطنت اور وزراء مملکت اور اسی طرح ہزاروں کی تعداد میں خاص و عام جمع ہوئے، ایک تخت شاہی کہ جوز رو جواہر کا تھا دربار میں لا یا گیا۔ جس کے چاروں طرف صلیب و انجلی کے پرچم لگے ہوئے تھے جس پر دلہا آ کر بیٹھ گیا، جیسے ہی پادری تخت کی طرف بڑھا ویسے ایک مرتبہ زولہ آیا۔ قصر کی دیواریں ملنے

گلیں اور تخت کے پائے کاٹھنے لگے تو دلہا بیہوش ہو کر زمین پر گرا، پادری نے ہاتھ جوڑ کر کہا: اے تیصر روم! ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔ فی الحال اس کام سے باز آئیں، لیکن میرے دادا تیصر روم نہ مانے اور پھر تخت وغیرہ سجا یا گیا، چاروں طرف صلیب لگائی گئی۔ دو ہنے کو تخت پر سجا یا گیا، پادری کو حکم ہوا کہ وہ تخت پر جائے، پھر زولہ آیا اور تیصر روم کا سمجھا پادری کے ہمراہ زمین پر بے ہوش گر پڑا، لوگ اپنے اپنے گمراہ چلے گئے۔ میرے دادا محترم بڑے افراد اور علیکم گمراہوں آئے۔ میں نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت سعی اور شمعون اپنی حواریوں کے ساتھ اس کرہ میں موجود ہیں کہ اتنے میں آنحضرت اپنے اوصیاء کے ساتھ تعریف لائے اور جناب سعی سے فرمایا: میں آپ سے ایک نیا رشتہ قائم کرنا چاہتا ہوں، میں چاہتا ہوں ملکیہ کا رشتہ اپنے فرزند حسن عسکری سے کروں، حضرت سعی نے اپنے وہی جناب شمعون کی طرف نکال کی۔ شمعون نے کہا مجھے بھروسہ خوش منکور ہے۔ جناب رسول اکرم نے خطبہ عقد پڑھ کر میرا عقد حضرت حسن عسکری کے ساتھ پڑھا۔ جناب سعی اور حواریوں نے گواہی دی۔ جب میں خواب ہی بیدار ہوئی تو گمراہ گئی کہ اگر اس ہات کا تذکرہ کسی سے کروں گی تو قتل کر دی جاؤں گی۔ لہذا اس راز کو پوشیدہ رکھا، اسی گمراہ ہٹ میں کھانا پینا تقریباً ترک ہو گیا تھا۔ بعد میں یہ کمزوری بڑتی گئی۔ باپ نے سمجھا کہ شاید کوئی بیماری ہے لہذا روم کے مشہور اطباء سے علاج و معالجہ کروالیا گر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر نا امید ہو کر مجھ سے ایک بڑے پوچھا:

مسلمانوں نے ہمیں کمیر لیا اور قید کر کے بھاں لے آئے۔ اور یہ وہ راز ہے جو سوائے تمہارے کسی کو معلوم نہیں حتیٰ کہ بروہ فروش کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے۔ جب اس نے میرا نام پوچھا تو میں نے اپنا نام زبس بتایا۔

جب یہ دونوں ملکیت اور بشر امام علیؑ کی خدمت اقدس میں پہنچ تو امام نے پوچھا کہ تم یہاں کیسے مسلمان کیسے ہوئی؟

ملکیت مسکرائیں اور عرض کیا: آب مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ امام نے فرمایا: جنہیں بشارت ہو کہ تمہارے بطن مبارک سے خدا ایسا فرزند حطا کرے گا جو دنیا کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ عالم د جو دے بھری ہو گی۔ پھر امامؑ نے پیغامِ خدا کا خواب میں لکھا چڑھتا، جناب سیدہ کا خواب میں آتا۔ یہ سب واقعات سنائے جس کی جناب زبس تقدیت کرتی رہیں۔

پھر امام ہادیؑ نے حضرت امام حسنؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تم انہیں پہنچانی ہو؟

عرض کیا: کیوں نہیں جب سے میں نے کلمہ اسلام پڑھا تب سے ہر روز خواب میں ان کی زیارت سے شرف یاب ہوتی رہی ہوں۔ پھر امام نے انہیں بھنہ حکمہ خاتون کو بلا کر فرمایا: یہ وہ خاتون ہیں جن کے متعلق میں نے تم کو بتایا تھا ”یہ ابو محمدؐ کی زوجہ محترمہ اور قائم آل محمدؐ کی والدہ گرای ہیں۔“

زبس خاتون کی عظمت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ خدا کی آخری جنت اور امام زمانہؑ کی والدہ گرای ہیں۔ (۱) جس طرح شاعر نے شعر میں کہا:

اے میری بیٹی کوئی آرزو ہو تو بیان کروتا کہ میں پوری کر دوں۔ میں نے کہا: نا امیدی بزمتی جا رہی ہے۔ اگر یہ مسلمان قیدی رہا کر دیجے جائیں تو شاید یہ عمل حضرت سعیؓ اور ماورائےؓ کو پسند آئے اور مجھے شفا مل جائے۔ میرے پدر بزرگوار نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کچھ کھانا پینا شروع کر دیا جس کی بدولت رہا شدہ قیدیوں کی کافی خاطر داری ہونے لگی۔ میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ جناب فاطمہ بنت رسول علیہ السلام، حضرت مریم بنت عمران علیہما السلام کے ساتھ تعریف لائی ہیں۔ جناب مریم نے مجھ سے فرمایا: یہ سیدۃ النساء العالمین (تمام عالمین کی عورتوں کی سردار) ہیں جو تیرے شوہر کی والدہ گرای ہیں۔ میں حضرت فاطمہ علیہما السلام کے دامن کے ساتھ لپٹ کر روئی اور ابو محمدؐ کے تعریف نہ لانے کی ان سے فکایت کی۔ جناب فاطمہؓ نے فرمایا: تم ابھی یہاں نہ جب پر ہوں ایسے اس کے آنے میں رکاوٹ ہے، لہذا دین اسلام کو قبول کرو اور پھر مجھے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ عَلَىٰ وَلِيُّ اللَّهِ“ پڑھا کر فرمایا: ابھی ابو محمدؐ تھا دے پاس آئیں گے۔ یہ کہہ کر مجھے سینے سے لگایا۔ اس رات سے خواب میں روزانہ امامؑ کی زیارت ہوتی رہی۔

بذر نے سوال کیا: تو پھر تم اسیر ہو کر بھاں کیسے آئی ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے ایک رات حضرت ابو محمدؐ کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے آپ نے فرمایا: چونکہ تم ادا دادا قیصر روم مسلمانوں کے ملک پر حملہ کرنے والا ہے۔ لہذا تم بھی اپنے دادا کے ساتھ پڑھ جاؤ، میں نے دیسا ہی کیا، چنانچہ ایک مقام پر

حضرت امام حسن عسکری کا علمی جہاد

اس میں کوئی بھک نہیں کہ خداوند عالم اپنے نمائدوں کو فور علم و صداقت سے لوازتا ہے، اسی طرح ہر امام اپنے دور کا عالی مرکز اور مرجع ہوتا ہے، کیونکہ الٰہ کا علم، الٰہی علم کی بنیاد پر استوار ہے، اسی لیے آج بھی کتب الٰہ بیتِ کتاب رکات بگر سے نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور اسلامی معارف میں سے خواہ علوم دور سافر ہوں یا گذشتہ کے، مثال کے طور پر وہ علوم جدید سائنس، تکنیکالوجی، ریاضیک عکلیات، طب و حکمت، علم کلام و فلسفہ، تفسیر و علم حدیث وغیرہ تمام علوم میں سب سے ممتاز نظر آتا ہے، درحقیقت کتب الٰہیت کی تھاں اور دوام کا راز علمی بنیادوں پر ہے۔ جس جوں جوں علم کی روشنی بھگلتی جائیگی اسی طرح اس کتب کی فورانیت کی بروحتی جائیگی، جس اس لحاظ سے یعنی ترین اور پر فیض کتب بگر ہے۔

حضرت امام حسن عسکری کی کتب الٰہ بیت کی بنیادوں میں سے ایک فرد ہیں کہ جنہوں نے اسلامی اصول و قوانین اور الٰہی علوم کی سر بلندی کے لیے کوئی لمحہ فروغ و گذشت نہیں کیا، ہر دم علمی کتب کی سرفرازی کیلئے کوشش رہے۔ اور اپنے اجہاد طاہرین کی پاک بیت پر چلتے ہوئے علمی دھپ روشن کئے۔ امام

کافی ہے بات فصیلہ کو آپ کی ۔۔۔۔۔
یہ والدہ ہیں مہدی صاحب زمان کی
اس واقعہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ الٰہیت حصمت و طہارت
عالم خواب میں بھی ہدایت کے چہاغ ہیں، پس ان سے ہدایت حاصل کرنے کے
لیے اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنی ہو گی۔ محبوس کے چہاغ سے ہدایت کے چہاغ
روشن ہو جاتے ہیں، اس کے علاوہ حکم امام انسان کی نجات کا خامن ہوتا ہے تو
یقین کامل سے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے۔



نے اپنے دورِ امامت میں عقلی و فقیہی علوم سے لوگوں کو روشناس کروایا اور ایک روایت کے مطابق اخبارہ ہزار شگان علم نے امام کے حضور میں زانو ادب تھے کیا اور علم امام سے استفادہ کیا۔ (۱) اور ساتھ ہی ساتھ امام کے شاگردوں نے ان علوم کو غنی ہنانے میں بڑا کردار ادا کیا۔ جیسا کہ آج بھی اس الہی کتب کے پروردہ عقلی علوم اور اسلامی آئینہ یا لوچی نیز نقیٰ دنیا میں عظیم مقام رکھتے ہیں، آج بھی علماء اور فقہاء علوم آل محمدؐ کی پاسبانی اور تالیف و تدوین میں مشغول عمل ہیں تاکہ مسلمانوں میں علوم الہی کو رائج کر کے انہیں گراہ کن افکار سے محفوظ رکھا جاسکے۔

حضرت امام حسن عسکری (ع) نے رجال و حدیث کے ایسے اصحاب کی تربیت کی کہ جو امام و امت کے درمیان واسطہ قرار پائے، ہم انشاء اللہ حضرت کے روایان احادیث کا تذکرہ امام کے نامہنگان کے باب میں منفصل کریں گے۔ امام کی پوری توجہ علم و معرفت کی اشاعت، اسلامی افکار و نظریات سے آگاہی اور کتب الہ بیت کے ذیر سایہ عقیدے کی بنیادوں کو محکم کرنا تھی۔ لہذا امام نے ان فرائض کی سمجھیل کیلئے اپنے نامہندوں کو دنیا کے گوشہ کنار میں مقبرہ کیا ہوا تھا تاکہ لوگوں کو حقیقی اسلام سے روشناس کرائیں اور انہیں دین و احکام کی تعلیم دیں۔

امام پیشتر اوقات اپنی علمی و سیاسی سرگرمیاں آزادی کے ساتھ انجام نہیں دے پاتے تھے۔ اس لیے کہ حکومتوں کا رویہ الہ بیت کے کتب کے خلاف رہا ہے۔ کیونکہ حکام وقت اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر لوگوں میں علمی بصیرت آگئی تو درہ ہمیسہ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ ہماری حکومت اور تخت دنایج ختم

چاہئے گا، اس لیے وہ اپنی شہنشاہیت کے تحفظ کے لیے لوگوں کی علمی و سیاسی سرگرمیاں پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ امام کی درسگاہ ایک منظم پروگرام کے تحت تنگی کر جس سے لوگ آ کر فیض حاصل کرتے تھے۔ علاوہ ازیں امام بے اسلامی افکار کی اشاعت علمی سنتگو اور مناظرہ کے ذریعے شروع کی، جن کے ذریعے امام نے گراہ کن حقائق کے مقابلے میں اسلام کا دفاع کیا۔



”تفاوض قرآن“ کا واقعہ

الجیوف بیحوب بن اسحاق کندی نے اسلامی ذوق کے روپ میں قرآنی الفاظ کے نئے نئے معنی تراشے اور ایک پوری کتاب تدوین کی۔ اور اس نے اس کتاب کا نام ”تفاوض القرآن“ رکھا، یعنی قرآن مجید کے بیانات میں تضاد ہے اور کہیں بھی دو بمعانات پر تھاونیں ہے بلکہ اختلاف و تفاوض ہے۔ اب اس صورت حال میں حکام وقت خاموش تماشائی بن کر دیکھتے رہتے اور علماء حیران و پریشان تھے کہ آخر ایسی صورت حال سے کیسے نیلا جائے، جبکہ لوگ گمراہ ہو رہے تھے اور دوسری طرف جس کی حفاظت کی ذمہ داری کو خود خدا نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے یعنی قرآنی حقائق و معارف پر حرف آ رہا ہے۔ آخر کار جب فرزند رسول حضرت امام حسن عسکری (علیہ السلام) نے حالات کا مشاہدہ کیا کہ اب عظیت اسلام کا مسئلہ ہے تو کندی کے ایک شاگرد سے فرمایا: اپنے استاد کو ان باتوں سے کیوں نہیں روکتے؟ اس نے کہا:

فرزند رسول وہ ہم سے کہیں زیادہ عالم و فاضل ہے اور ہماری کیا مجال کہ اس سے بحث کریں۔

امام نے فرمایا: تم اپنے استاد سے ایک سوال کر سکتے ہو؟

عرض کی: کیوں نہیں؟ ہم تو رابر سوال کرتے رہتے ہیں۔

امام نے فرمایا: میں اپنے استاد سے یہ سوال کر لیتا کہ آیات کے متعلق

جو تعباد اور اختلاف تم نے ثابت کیا ہے؟ کیا وہ آپ کے ذہن کی ایجاد ہے یا خدا نے آپ کو بتایا ہے؟ (یعنی آپ پر کب وحی نازل ہوئی) مطلب یہ کہ اگر یہ اختلافات تمہارے ذہن کی تخلیق ہیں تو پھر ان کا خدا سے کیا ربط اور اگر خدائی تعلیم سے ہتا رہے تو کب وحی نازل ہوئی؟

شاگرد بڑا تیار ہو کر استاد کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا استاد مجی ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جو آپ نے تفاوض القرآن کے موضوع پر کتاب لکھی وہ اختلافات آپ کے ذہن کی تخلیق ہیں یعنی وہ مخفی آپ کے اپنے ہاتھے ہوئے ہیں یا خدا کے بیان کردہ ہیں۔ اگر آپ کے ذہن نے تراشے ہیں تو پھر ان کا خدا سے کیا ربط ہے اور اگر خدا نے بیان کیے ہیں تو اللہ نے آپ سے کب بیان کیے ہیں؟ استاد صاحب حواس باخذه ہو گئے۔

کندی نے کہا: یہ کفر تھے کس نے دی ہے؟ شاگرد نے کہا: میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ بات میرے ذہن میں آئی تو نے میں چاہا کہ آپ سے پوچھ لوں۔

استاد نے کہا: یہ ناممکن ہے کہ جو بات ابھی تک استاد کے ذہن میں نہیں آئی وہ تیرے دماغ میں کیسے آگئی؟ حق تھا تو اس نے یہ کفر تیرے دماغ میں ڈالی ہے؟

شاعر نے کہا: یہ سوال حضرت حسن عسکری ع نے میرے ذہن میں
ڈالا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ کندی نے اچھل کر کہا: پیکھ ایسے سائل ہمیہ رسول کے
صلادہ کوئی نہیں جانتا۔ کندی نے اپنی کتاب تناقض القرآن کو لیا اور آگ لگا دی۔

(تاریخ المحبہ ص ۱۹۵، انوار امامت ص ۲۸۸)

میں وارث قرآن نے قرآن کی عزت پھالی اور ساتھ ساتھ امام نے یہ
بھی سمجھا دیا کہ صرف وہی اختراعات سے قرآن نہیں ملکن نہیں۔ حذیل و تاویل کو
وارث قرآن اور رامخون فی الحلم علی جانتے ہیں۔ حسن امام نے یہ مسئلہ بھی واضح کر
دیا کہ کلام خدا میں ذاتی الکار کام نہیں آتے جب تک کہ الہی تعلیمات کے ذریعے
حاصل نہ کئے جائیں۔ لہذا قرآنی حقائق اور مطالب کو ان دعاویوں سے حاصل
کرنے چاہیں، جو ان معارف اور حقائق کا خون اور مقایم کا مرکز ہیں، جن کے
سینوں میں علوم قرآنی کا سمندر شاہیں مار رہا ہے، ان سے اخذ کرنا چاہیں، جنہیں
غیرہ اسلام نے قرآن کا حلم البدل قرار دیا ہے، اور حکم و قضاۓ کا علم انہیں کے پاس
ہے، اب یہ سوال ضرور ذہن میں آتا ہے کہ آخر ان سے قرآنی مقایم و مطالب کو
کیوں نہیں لایا گیا کہ جو حقیقت میں وارث قرآن تھے، مدینہ کی گلیوں میں گمراہ جا
کر قرآن کو جمع کرنا گوارا تھا لیکن اہل بیت کہ جو وارث قرآن تھے ان سے نہ
لیا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اگر ان سے لیا جاتا تو وہ آیت کے ساتھ ساتھ باخ اور
منسوخ، حکم و قضاۓ اور تفسیر و تاویل کو بھی بتاتے اور قرآن خوانی کے ساتھ ساتھ
آیت کا شان نزول بھی، اس سے بہتر یہ ہے کہ قرآن کو ان سے نہ لایا جائے کیونکہ

حکومت کو خوف تھا کہ اگر قرآن کے حقیقی مفہوم کو لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا تو
ہماری حکومت جو کہ قرآن کی تفسیر بالرأی کے مل بوتے پر جمل رعنی ہے، فتح ہو
جائے گی اور لوگ مجذوب ہو کر اہل بیت کی طرف رجوع کریں گے لہذا ان کی کوشش
رعنی کہ لوگوں کو اہل بیت سے دور رکھا جائے تا کہ لوگ بے خبری کے عالم اُنکی
اطاعت کا طوق اپنی گروہ میں ڈال کر زندگی گزاریں، لیکن اس کے باوجود اہل بیت
نے لوگوں کی گرفتوں سے ضلالت و گمراہی کے طوق کو اتردا کر ان کو زندگی کی شاہراہ
پر لا کر بنا دیا۔ اگر زندگی گزارنا ہے تو آزاد منش انسانوں کی طرح زندگی گزارو۔

لهذا امام حسن عسکری ع نے اپنے دوز میں خواہ توحید کا مسئلہ ہو یا
قرآن شناسی کا، قوم کی مشکل ہو یا اسلام کی محافظت، دین کی رہبری ہو یا قرآن
کے حقائق سے آگاہی، اس طرح سے واضح کیا کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی ان کی
فضیلت کا قصیدہ پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب یہی مسائل مختین آپ سے سوال
کرتے تھے تو جواب ملے کے بعد بے ساختہ کہتے تھے، یہ تو اللہ کے پاک سمجھا ہیں،
تعجب تو یہ ہے کہ آنے والا سائل خطہ ارض پر کہیں کا ہو، جس زبان کا جانے والا ہو
تو امام حصم سائل کو اسی زبان میں جواب دیتے ہیں، ایسا کوں نہ ہو یہ علم
لدنی کے مالک ہیں۔

ایک شخص امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

فرزند رسول شریعت اسلام میں لڑکے کے میراث میں دو حصے اور لڑکی کا
ایک حصہ کیوں ہے؟ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ صنف نازک کو ایک اور طاقت ور کو
دو حصے میں؟

امام نے فرمایا: شہوں ہے کہ تم نے میراث کی تفہیم پر تو توجہ کر لی مگر قلقد احکام الہی کو نہیں جانتے ہو، اس لیے کہ اسلام نے حقوق اور فرائض کو الگ الگ نہیں رکھا بلکہ حقوق کے نظام کو فرائض الہی کے تابع بنا لیا ہے کہ اگر کسی کو حق ملت ہے تو اس پر فرماداری بھی عائد ہوتی ہے، جس طرح اسلام میں مردوں کے فرائض مردوں سے زیادہ ہیں لیکن عورتوں پر جہاد واجب نہیں ہے جب کہ مردوں پر واجب ہے۔ مردوں کے لیے نان و نفقہ فراہم کرنا واجب ہے جبکہ عورتوں کے لیے نہیں، پورے گھر کا بوجہ مرد کے ذمہ ہے جبکہ عورت پر نہیں نہیں واضح ہے جس کے فرائض اور فرماداریاں زیادہ ہیں اس کے حق و حقوق بھی زیادہ ہوں گے۔

محمد بن محبی سے روایت ہے کہ محمد بن حسن نے حضرت امام الدوام محمد حسن عسکری کی خدمت میں مخطلکہ کرائیک مسئلے کا حل پوچھا: کیا ایک شخص پر میت کا قرض ثابت کرنے کے لیے اس کے وصی کے ساتھ ایک عادل کی گواہی کافی ہے؟ آپ نے جواباً تحریر فرمایا: اگر ایک عادل گواہی دیتا ہے جب بھی مدینی کو اپنے دوستی پر قسم کھانی ہوگی۔

راوی تحریر کہتا ہے: کہ پھر امام سے استفسار کیا گیا، کیا وصی کے لیے جائز ہے کہ وہ میت کے باالیغ یا نابالغ وارث کا گواہ بننے کے میمع پر یا کسی اور پر اس کا قلاں حق واجب ہے جبکہ وہ نابالغ کی طرف سے قابض بھی ہو۔ جواب: میں امام نے تحریر فرمایا: ہاں! وصی کو چاہیے کہ وہ حق کونہ چھپائے اور اس کے لیے گواہی دے۔ (سیرت ائمہ البت ت ۲۲ ج رمذان ۵۵۹)



امام حسن عسکری کی دینی خدمات

آپ کی بے شمار دینی خدمات کے علاوہ آپ کی ایک تفسیر بھی ہے جو تفسیر امام حسن عسکری کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تفسیر آپ کے دست مبارک کی نہیں ہے بلکہ آپ کے دروس تھے جن کو آپ کے شاگردوں نے تدوین کیا، ظاہر ہے کہ ترتیب جب غیر مخصوص کی ہو گی تو تدوین میں خاصیں کا امکان ہو سکتا ہے، اس کے باوجود حضرت کے شاگردوں کی یہ کاوش قابل تحسین ہے، کیونکہ حضرت نے خانہ تھین رہ کر ان دروس کو اپنے شاگردوں کے سامنے بیان کیا اور تمام مکملات کے باوجود خواہ سیاسی عوامل ہوں یا اقصادی، تفسیر قرآن کی تدوین اور ترتیب دی۔

امام حسن عسکری نے قرآن کی فضیلت کے متعلق اپنے اجداد طاہرین سے یہاں لفظ فرمایا:

حملة القرآن المخصوصون برحمۃ اللہ' الملیسون نور
الله' المعلمون کلام الله' المقربون عند الله من والهم

فَقَدْ وَالَّهُ وَمَنْ عَادَ هُمْ فَقَدْ عَادَ اللَّهُ وَيَدْفَعُ اللَّهُ
عَنْ مِسْتَعْنَ الْقُرْآنِ بِلَوْيِ الدُّنْيَا وَعَنْ قَارِيِهِ بِلَوْيِ
الْآخِرَةِ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بِالْقُرْآنِ فَانْهِ
الشَّفَاءُ الْغَافِعُ وَالدَّوَاءُ الْمَهَارِكُ۔

”رَحْمَةُ پُورے کار حلالان قرآن سے مخصوص ہے، وہ اللہ کے نور
میں ملبوس ہیں لوراہی طرح خداوند عالم کے کلام کے مضمون، لوراہی
کے مقرب بننے ہیں۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے خدا
سے محبت کی لوراہی کا دشن ہے وہ خدا کا دشن ہے قرآن مجید
کی تلاوت سننے والے کو خدا دینہوی آفت و بیاء سے محفوظ رکھتا
ہے لوراہی قرآن کو اخردی مصیبتوں سے لذکر دیتا ہے۔ جناب
رسول خدا کا ارشاد گرائی ہے : تم قرآن کریم سے متسلک
ہو اس لیے قرآن تعالیٰ بخش بخش اور ہابرکت دو اے۔“

میں امام کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ
آپ نے دین کے تحفظ اور اسلام سے دفاع کا عملی طور پر درس دیا ہے، جیسا کہ
آپ نے اپنی پوری زندگی میں ہر حرم کے اخیر کے محلوں کا اسلامی نقطہ نظر سے
جواب دیا جس کے نتیجے میں آج بھی آپ کی علمی خدمات (خواہ وہ علوم قرآن ہوں
یا حدیث و روایت، فلسفہ و کلام ہو یا فقہ و اصول) کی بدولت آج نہب اسلام ہر
کبھی بگر سے زیادہ سر بلند ہے۔ اسی لئے تو علماء اسلام جنہوں نے احادیث اور
تفاسیر کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہو گا وہ آپ کی علمی حیثیت و منزالت سے بخوبی

آگاہ ہوں گے، جبکہ تاریخ اسلام میں علماء و دانشوروں حضرات آپ کے علم و فضل کی
کوئی دیجے نظر آتے ہیں، اس لیے کہ آپ ان کے لیے مشعل ہدایت کے مائد
تھے۔ اور امام حسن عسکری رض نے اپنی علمی سرگرمیوں اور کاموں کے ذریعے عقیدت
علوم و فتوح میں افراد کی تربیت کی کہ جنہوں نے آپ سے تعلیم و تربیت حاصل
کرنے کے بعد متعدد تصانیف و تالیفات کے ذریعے علوم و فتوح اور معارف اسلام
کی ترویج کی۔ جس کی وجہ سے کثیر تعداد میں روایات حدیث اور محققین و مصنفوں
نے اپنی کتابوں میں امام کا نام سرفہرست ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ امام نے
اپنے خطوط اور استثناءات کے ذریعے بھی دین اسلام کی تبلیغ کی۔ امام نے اپنے
علم اور تکاہ بصیرت سے کفار اور ملحدین کی کنج گلبریوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان
کے غلط نظریوں کا منہ توڑ جواب دیا اور ساتھ ہی اپنی پاک سیرت و کرامہ کے ذریعہ
اسلام کی علمی اور فکری بنیادوں کو مسح کیا اور اسلام کی سر بلندی کے لیے ہر وقت
کوشش رہے۔



حضرت امام حسن عسکری کی عبادت

آپ اپنے زمانے کے عابد ترین شخص تھے اور اسی طرح علم و عمل، زہد و تقویٰ اور مناجات خداوندی میں امت اسلام کے لیے مسونہ کامل تھے۔ عبادت پروردگاری انسان کے خلوص و پاکیزگی کا پتہ دیتی ہے اور خداوند عالم سے ارتباط اور وابستگی ایمان کی علامت ہے، اسی لیے تو آئندہ طاہرین کی سیرت طیبہ کا مطلبوں کرتے ہیں تو یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارے مخصوصین عبادت و مناجات میں اعلیٰ درجات پر فائز تھے۔

مثال کے طور پر سماقیں امام کے متعلق تاریخ میں یوں رقم کیا گیا کہ آپ نے فرمایا: میرے پروردگار میں نے تجویز سے خلوت کی دعا کی تھی تاکہ میں مجھ کر تیری عبادت کر سکوں، تو نے میری دعا قبول کر لی، پس تیری عی حمد اور تیراء علی ہے۔ یہ جملے آپ کے بعد امجد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زندان میں مناجات کے ہیں اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی عبادت کا کیا کہنا کہ ڈشمنوں نے اپنی ساری توانائیاں استعمال کیں، لیکن آپ ان بختیوں اور مصیبتوں کے باوجود عبادت الہی میں مشغول رہے، کیوں نہ رہتے کہ آپ جیسا صابر و شاکر امام اپنے زمانے

پن لفظ مسلمانوں کے مصدق احتیٰ تھے اور تاریخ آپ کی عبادت اور مناجات کے تذکروں سے بھری پڑی ہے، ہم ان میں سے کچھ کو ذکر کرتے ہیں۔

صیدی اللہ بن خاقان اپنے بیٹے احمد کے سامنے حضرت امام حسن عسکری کی بیویں توصیف کرتا ہے: اگر نبی عباس کی حکومت کو زوال آجائے تو خلافت کے لیے نبی احمد میں سے حضرت امام حسن عسکری سے بہتر کوئی نہیں۔ اس لیے کہ آپ جیسا افضل و کرم، غفت و پاکداشتی، نماز و روزہ، تقویٰ و پارسائی، علم و حلم کسی میں نہیں۔ (۱)

محمد شاکری سے روایت ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ بجہے میں جائے تو بجہے کو اتنا طولانی کرتے کہ جب میں سو کر رہتا تو آپ کو حالت بجہے میں پانا تھا۔ (۲)

مرحوم کلینٹ سے ہم قول ہے: حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانہ کے اندر اپنا سارا وقت عبادت خدا اور یا پروردگار میں گزارتے تھے، جس کی وجہ سے قید خانے کا داروغہ جو آپ کو آزار دا دیتے دینے پر ماسور تھا، آپ کی عبادت کا حال دیکھ کر بہت متاثر ہوا۔

اصول کافی میں علی بن محمد نے عبدالغفار سے روایت کی ہے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کو سامنہ میں قید کیا گیا تو نبی عباس کے کچھ افراد جن میں صالح بن علی بھی مخفف افراد بھی شامل تھے صالح بن وصیف کے پاس آ کر امام حسن عسکری علیہ السلام پر ہر یہ تھی کرنے کا مطالبہ کیا، تو اس نے جواب میں کہا: اس سے

(۱) (مناقب آل ابی طالب ج ۲ ص ۳۲۲، نور الدلیل بصری ص ۳۲۷)، سیرت آئندہ اہل

بیت م ۵۵۲

(۲)

یقینت میں فضیلت بھی وہ ہوا کرتی ہے کہ جس کا دشمن بھی اعتراف کرتے ہوں۔
الفصل ما اقربہ الاعدام۔

چنانچہ محمد بن اسحاق علوی سے روایت ہے کہ حاکم وقت مہنگی نے امام
حسن عسکری علیہ السلام کو علی بن ادیاش کی دیگرانی رکھا، یہ شخص آں محمد کا سرخون دشمن
شا اور آل علی سے بے پناہ عداوت رکھتا تھا۔ چنانچہ اسے حکم دیا گیا کہ وہ امام پر بخشی
بخی کر سکے کرے، کچھ دنوں تک اس نے اس حکم پر عمل کیا مگر جب اس نے آپ
کی بزرگی و پاکیزگی کا مشاہدہ کیا تو آپ کا طبع ہو گیا یہاں تک کہ اس کا حاصل یہ تھا کہ
وہ ہمیشہ آپ کی تعریفیں کیا کرتا تھا۔

لہن امام نے تجھ و تاریک قید خالوں میں رہ کر عبادت خدادندی کے
ایسے نمونہ پیش کر کے اپنے پروردگار سے حکم را بلیے کو منعکس کیا اور ہمیں یہ درس دیا
کہ یادِ خدا ہی مسئلکِ ترین حالات کا سرمایہ ہے، دعا و عبادت ہی اطمینان نفس کا
ذریعہ ہے۔ آپ ہتنا مادیات سے دوری اختیار کرتے جائیں گے اتنا ہی سکون
تکب میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ امام کی مناجات اور راز و نیاز ہمارے لئے
استقلالِ باطنی اور صبر و تحبیبی کا بہترین مظہر ہے۔

لہذا ہمیں چاہیے کہ اس سیرت طیبہ کا تحفظ کریں اور اس سیرت کو اپنی
زندگی میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں اور ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ خداوند ہمیں
اس مظلوم کی سیرت کو عملی جامہ پہنانے اور زندہ کرنے کی توفیق دے۔



بڑھ کر میں ان کے ساتھ اور کیا بخشی کرتا کہ میں نے دو بدترین افراد کو آپ پر مامور
کیا تھا مگر وہ دونوں حضرت کی عبادت سے موثر ہو کر تمماز روزہ میں مشغول ہو گئے،
بھر صاحب کے حکم پر ان دلوں کو لاایا گیا وہ ان سے غاطب ہو کر کہتے لگا، تم پر
وائے! تمہیں اس شخص (حضرت حسن عسکری علیہ السلام) نے کیا کر دیا ہے؟ انہوں نے
جباب دیا: تم اس شخص کے متعلق کیا پوچھتے ہو کہ جو دن میں روزہ رکھتا ہوا اور پوری
رات عبادت خدا میں بیدار رہ کر گزارتا ہو بلکہ ہر وقت عبادت خدا میں رہتا ہے اور
اس کی جلالت و بیعت کا یہ عالم ہے کہ جب وہ ہماری طرف ناٹاہ اٹھا کر دیکھتا ہے تو
ہمارے اندر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، جس وقت عبادی جماعت نے یہ حال سناؤ تو سر
جنکا لیا اور مابین ہو کر والوں بچٹے گئے۔

ای طرح ابو ہاشم داؤ و کہتے ہیں:

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام قید خانے میں روزہ رکھتے آپ کی انتظاری
آپ کا غلام مسئلک بذریعہ میں لاایا کرتا تھا، اس خدا میں سے تمہرا ساتھاں فرمائی
بیتہ کھانا مجھے کھلا دیا کرتے تھے۔

(فضلُ الْمُهَمَّةِ فِي أحوالِ الْأَئمَّةِ ص ۲۷۳، ہدیۃُ الرَّاهِنِ فِي حُكْمِ الرَّاهِنِ ص ۱۶۴)

می ہاں ایسا کہیں نہ ہو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سلسلہ امامت کے
آنکھ بخے کہ جو اپنے نور سے عالم ہستی کو یوں منور فرمائے تھے، جس طرح
آنکھ کی روشنی نہیں خالوں سے چھپن پھپن کر اپنی لورانیت کا پہنچتی ہے، امام کی
زندگی کا ہر لمحہ یادِ خدا میں صرف ہوا، یہاں تک کہ جس کا اقرار دشمن نے بھی کیا اور

امام حسن عسکری کی سیاسی اور اخلاقی زندگی

حضرت امام حسن عسکری ع نے اپنے آباء و اجداد کی مکر حرام کے سیاسی نظام میں بھی حصہ لیا تاکہ طاغونی نظام حکومت کا مقابلہ کر کے خالموں کے علم کی مخالفت اور مظلوموں کی نصرت کر سکیں اور اسی طرح استبدادی حکومت اور ظالم حکر انوں کو اسلامی انتداب کا مذاق اڑانے سے روکا جائے، حضرت نے ان مقاصد کے حصول کے لیے بہت سخت حالات کا سامنا کیا۔ قید و بند کی صوبتیں برداشت کیں۔ اور طرح طرح کے آزار و اذانت کا سامنا کیا اور ساتھ ہی اپنے فرائض کی ادائیگی میں ایک لمحہ بھی خلعت نہیں برلتی، بیان تک کہ آپ کی دفعہ تبلیغ گئے اور کئی مرتبہ آپ کے قتل کی سازشیں تیار کی گئیں اور آپ کو ایک شہر کے قید خانے سے دہرے شہر کے زمان میں منتقل کیا گیا، تاکہ حکومت کے جاسوس آپ کی مصروفیات سے باخبر رہیں۔ طلاوہ اذیں امام کو چاہئے والوں سے جدا کر کے عوای طاقت سے امام کو محروم رکھا جائے۔

بہر حال عہدی خلافاء کا یہ سلوک صرف امام حسن عسکری ع سے نہیں تھا بلکہ آپ سے پہلے بھی امام موسیٰ کاظم ع کو سالہا سال قید خانوں میں رکھا گیا۔

بیان تک امام موسیٰ کاظم ع کی شہادت بھی زمانہ ہی میں ہوئی۔ عہدی حکومت کی آپ کے حرکات و سکنات پر کمزی نظر رکھنے کی وجہ یہ تھی تاکہ امام کی سیاسی اور فکری کوششوں کو ناکام بنا جائے، لہذا انہیں وجوہات کی بنا پر امام کی سیاسی سرگرمیاں مظہر عام پر نہ آسکیں، مثال کے طور پر علی بن جعفر طیبی کا بیان ہے کہ ہم کچھ لوگ مظلہ عسکری میں اکٹھے ہو کر امام کا انتشار کر رہے تھے کہ اتنے میں امام کی جانب سے ایک نوشتہ آیا جو آپ کے دست مبارک سے تحریر شدہ تھا، خبردار تم میں سے کوئی بھی مجھے سلام نہ کرے اور نہ ہی مجھے کوئی اشارہ کرے کیونکہ تمہاری جان محفوظ نہیں رہے گی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالم حکام کی جاسوسی کا نظام کتنا سخت تھا کہ تصوری سی غلطت قتل کا سبب بن جاتی یا کم سے کم اگر قتل نہیں تو قید میں ڈالنا سعوی بات تھی، بیان تک کہ انہمار بحث کرتا جنم تھا اگرچہ وہ سلام یا عرض انہی کیوں نہ ہو، حضرت تو یہ ہے کہ حکومت نے (ان کی عصمت و جلالت سے واقف ہونے کے باوجود) ان سے بعض و عطاوں کی انتہا کر دی، عہدی حکام کو بیان تک معلوم تھا کہ آپ فرزند رسول، فضل و کمال کے اعلیٰ درجہ پر فائز، شریعت اسلام کے محافظ اور علم میں یہاں روزگار ہیں مگر خواہشات تقسیمی کے اسیروں کو اسلام سے زیادہ اپنی حکومت کے زوال کا خطرہ تھا، جس کی بنا پر امت مسلمہ کو ہلالت و گمراہی میں رکھا اور اپنے تخت و تاج کی حفاظت کی۔

ابو ہاشم جعفری، واوہ بن اسود سے لقول کرتے ہیں: ایک دن حضرت امام

حسن عسکری رض نے مجھے بلایا، 'جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے مجھے ایک گولی لکڑی دی جو اندر سے پر نظر آ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اس کو عمری کے پاس لے جاؤ' میں وہاں سے روانہ ہوا تو راستے میں مجھے ایک ٹھپر سوارستا طا اور اس نے میرا راستہ روکا، تو میں نے راستے کو صاف کرنے کے لئے اس ٹھپر کو لکڑی سے مارا، جس کی وجہ سے لکڑی نوٹ گئی اور میں نے دیکھا کہ لکڑی کے اندر کچھ مخطوط تھے، میں نے فوراً نوٹ ہوئی لکڑی کو اپنی آشین میں چھپا لیا اور جل پڑا۔ ادھر سماجی آوازیں دیتا رہا اور ساتھ ہی امام کو اور جھميرا بھلا کہتا جا رہا تھا، جب میں منزل مقصود تک پہنچا تو عینی نے میرا استقبال کیا اور کہنے لگا امام نے پوچھا ہے تم نے ٹھپر کو کیوں مارا تھا کہ جس کی وجہ سے کوئی نوٹ گئی؟

میں نے کہا چنکہ میرے علم میں نہیں تھا کہ اس لکڑی کے اندر کیلئے چیزیں ہی ہے امام نے فرمایا: آخر ایسا کام کیوں کرتے ہو جس کی وجہ سے تمہیں عذر خانی کرنا پڑے، کوئی بات نہیں دوبارہ ایسی غلطی مت کرنا یاد رکھو، جب بھی تمہیں کوئی برا بھلا کہے تو اس کی پرواہ کرو اور اپنے کام سے کام رکھو، کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے لیے حالات ساز گارنیں ہیں، لہذا اپنے کام کو بڑی ہوشیاری اور ٹرافت سے انجام دو اور تمہارے متعلق ہمیں سب باعث پڑھنے چلتی رہتی ہیں۔ (۱)

اس واقعہ سے پہلے چلنا ہے کہ امام کی مسلم سیاسی مہم تھی کہ جس کے ذریعے لوگوں کے ٹکڑوں شعور کو بیدار، اور حکام کے خفیہ مظالم کی ثقاب کشائی کی جائے۔

(۱) امن شہر آشوب، مذاقب آل ابی طالب ج ۲۳، لعل از زندگانی حضرت امام حسن عسکری تحریر: علائے بنان کی ایک جماعت ترجمہ قاری حمید رضا۔
ک۔ ش۔ ص ۲۰۳۔

سکے۔ علاوه ازیں امام نے لوگوں کو احساس ذمہ داری کا ودوس دیا اور فرمایا مقدس اہداف کے سلسلہ میں لوگوں کی چہ میگوئیوں اور کھجھنیوں کی طرف متوجہ ہے ہوں بلکہ الہی مشن کی محک و دو کے لئے صدرف عمل رہیں، یہ نہ دیکھیں کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں بلکہ اپنے کام کو جاری رکھیں، چونکہ زمانے کے طاغوت اذہان کو منتشر کرنے کے لئے طرح طرح کی پالیسیاں اور پوکرام بناتے ہیں تا کہ پرواز گلر نحمد ہو اور لوگوں کو ایسے معاملات میں الجھا کر رکھ دیا جائے کہ انہیں صحیح صورت حال کی آگاہی نہ ہو سکے، امام نے ابو ہاشم جعفری کو تحقیق فرمائی کہ فریضہ کی انجام دہی میں صدرف رہو اور لوگوں کی محکتوں پر توجہ نہ دو شایعہ امام نے اس آہت ادا کا خاطریم الجاهلون قالوا سلاما پر عمل کرنے کی طرف اشارہ کیا ہواں بات سے پہلے چلنا ہے کہ فریضہ کی انجام دہی اور احساس ذمہ داری کس قدر اہم ہے۔

امام نے یہ بھی تاکید فرمائی کہ اپنی زندگی میں اپنے افعال و کردار پر کڑی نظر رکھو، جو کام کرنا ہو سوچ کبھی کر انجام دوتا کہ اپنے کام پر نام نہ ہونا ہے کہ کیونکہ ٹکڑوں شعور سے کام کرنا عذرخواہی سے کہیں بہتر ہے، لہذا ایک انسان کا کل کی ماہندر زندگی بس رکھو۔

ذکورہ واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ ان دیوالیوی حکومتوں کے خطر تک حالات کے باوجود اپنی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور اپنے ماننے والوں کو کمل لائج عمل دے کر نہایت صبر و استقامت کے ساتھ اپنے مقدس اہداف کی جانب گامزن رہے۔ جب آپ نے دیکھا کہ عہدی حکومت میں

انگی حالات کے ٹھیں نظر وہ سائل پیدا ہوئے کہ حکومت کی بائگ ڈور غلاموں اور ترکوں کے ہاتھ میں آگئی اور حکومت سیاسی انتبار سے بڑی طرح ناکام ہوئی، لہذا انہوں نے پالیسی بنائی کہ امام اور آپ کے ساتھیوں کو ڈراڈ و مکاڑ کر جس میں وہ لوگ کامیاب نہ ہو سکی اور ذرا نے، دعکانے کی پالیسی خود اس بات کی دلیل تھی کہ حکومت اپنی سیاست اور اپنے طریقہ کار میں ناکام ہو چکی تھی۔ اگرچہ حکومت وقت کی پوری پوری کوشش رہی کہ امام کی اجتماعی حیثیت کو ختم کر دیا جائے مگر یہ حکومت کی قلاع تھی۔ اس کے علاوہ عہدی حکومت نے ایک پالیسی تیار کی کہ لوگوں کو بغیر جرم کے گرفتار کیا جائے، اسی پالیسی کے تحت حضرت کو گرفتار کیا گیا اگر چہ گرفتاری کی علت تمام لوگوں کو معلوم تھی کہ متولی کے دل میں آل رسول کا بغضہ دحدش طور پر ہے، اسی لیے بے بنیاد بھانے ہنا کہ حضرت کو گرفتار، جلاوطن کیا گیا اور طرح طرح کے مظالم ڈھانے گے۔ بہر حال حضرت امام حسن عسکری (علیہ السلام) نے تمام مظالم کے باوجود اسلامی اقتدار کا تحفظ اور امت مسلم کو علم سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور حالاتے میشن کیلئے اچھی سے اچھی حکمت عملی تیار کی تاکہ اسلام کا موقف محفوظ رکھا جاسکے۔



شیعوں کی فکری تربیت

امام نے اپنے عہد امامت میں ظالم حکومتوں کے مقابل میں اپنے شیعوں کی سروپتی اور ان کی طلبی و فکری بینیادوں کو محظی کیا تاکہ وہ فکری بیداری کے ساتھ شاہراہ پر گامزن رہیں، ہمیشہ انہیں اسلامی فکر دیتے تھے تاکہ وہ ہا ایمان ہر اول دنے کی قابل سے آگے بڑھ سکیں، امام اکثر اداقت انہیں حکومت وقت کے ہخندزوں سے خبردار کرتے تھے کیونکہ نبی امیرہ کی نسبت نبی عہد کا دور حکومت طولانی تھا اور اسی دور کو آخر نہ محسوبیں اور شیعوں کیلئے مشکل ترین دور جانا جاتا ہے۔ تاریخ انسانیت اس بات پر شاہراہ ہے کہ ایسی کوئی زندگی تحریک نظر نہیں آتی کہ یہ ملت تشیع کی طرح آزاد و اوتھی اور اتنی خفتیوں سے دوچار ہونا پڑا ہو بلکہ آج بھی پوری تاریخ اسلام عالم تشیع پر جو قلم ڈھانے کے ہیں، ان پر نوحہ کتاب ہے۔ گر عاشقان پاک طینے کا کیا کہنا کہ جو دشمن کے قلم و تشدید کے مقابل میسے پڑائی ہوئی دیوار بنے رہے اور کسی طاغوت کے سامنے سر نہ جھکایا، آخر ایسا کیوں نہ ہو کہ جن کی فکری تربیت آخر نہ محسوبیں نے کی ہو وہ بھلا کسی ظالم کے سامنے سر جھکا دیں۔

امام حسن عسکری (علیہ السلام) کے دور امامت میں ایران، عراق، یمن، چجاز، مصر

امام کا بغیر سوال کے جواب

ابو ہاشم جعفری کی روایت ہے کہ میں ایک دن امام کی خدمت میں حاضری کے لئے کلا، راستے میں خیال آیا کہ امام سے آج انگوٹھی کے لئے ایک گھینڈ کی درخواست کروں گا، جسے تمہر کے طور پر انگوٹھی بخوا کر پہنچوں گا، جب امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو پاؤں میں اس قدر رخو ہو گیا کہ گھینڈ مانگنا بھول گیا، جب امام سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی تو امام نے اپنے دست مبارک سے انگوٹھی اتار کر مجھے دی اور فرمایا: تم یہ چاہئے تھے کہ گھینڈ لے کر چاہی کی انگوٹھی بخواوں تو تم تیار شدہ انگوٹھی لے لو اور یہ جھینڈ مبارک ہو۔

(بخاری الدوائر بیان ۵۰۰ باب مبارک امام)

حضرات کے خالمانہ رویے کی بنا پر شیعوں کی اتفاقی اور معاشر مکالمات میں ان کی دیگری فرماتے اور ہمدرد امام اپنے اصحاب کو تقدیر اور حالات سے متنبہ کی تلقین کیا کرتے تھے حتیٰ کہ اپنے ائمہ قید خالوں میں بھی حفاظ طریقہ سے رہنے کی سفارش کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کے کچھ اصحاب گرفتار ہوئے اور صالح بن ہبیف کی گرفتاری میں رکھے گئے، ان گرفتار ہونے والوں میں ابو ہاشم جعفری، داؤد بن قاسم، محمد بن

اور دنگر ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں شیعہ آباد تھے اور اپنے دینی و دیناوی مسائل اور مکالمات میں آپ سے رجوع کیا کرتے تھے جن کے حسن کی رقم آپ کے ان دکلام کے توسط سے آپ تک پہنچتی تھی جو آپ کی طرف سے دجوہات شرمہہ کی وجہ آوری پر مامور تھے۔

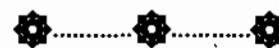
شیخ طویل اپنی کتاب "الخطیب" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن مکری کے ایک وکیل جن کا نام ٹھان بن سعید تھا کہ جنہیں سان (بغفن فردش) کہتے تھے کیونکہ وہ امام کے معاملات کو خیر رکھنے کیلئے "روغذیات" کی تجارت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حسن کی رقم شید آپ کے پروردگار تھے تو ہمدرد ٹھان بن سعید اس رقم کو حکومت کے خوف سے بغوں والے برتوں میں رکھ کر امام تک پہنچا دیتے تھے اور دوسری طرف امام نے کر دیا درستہ اگر امام دیسے بھی دعا کرتے تو پارش ہو جاتی مگر نماز پڑھ کر اپنے مجنود کی عظمت کو بغوں کیا، اور دعا مانگ کر عبد و مجنود کے رابطے کو عملی طور پر قائم کیا، اس لیے کہ کہیں ہقص الایمان فصیری کے سبھ گلری طرف نہ بوصیں۔ تجھی سب سے بڑا شرف ہے کہ آئندہ گو جہاں بھی موقعہ ملا انہوں نے اپنے پروردگار کی عظمت ابا گر کیا اور بتایا کہ اگر کوئی بھی کمال چاہے ہو تو وہ پروردگار کی صیادیت میں مضر ہے۔ جوں جوں بندگی کرتے جاؤ گے اسی طرح فعال و کمالات کے دروازے مکملے جائیں گے۔



اہم ایام عمری لور حسن بن محمد علیؑ بھی تھے۔ امام نے انہیں زمان کے اعداء کی شخص سے نہایت ختم کاربینے کے متعلق سفارش کی جو اپنے آپ کو علوی فاہر کرتا تھا جب کہ وہ علوی نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: یہ شخص علوی نہیں۔ ہے اس سے احتیاط کرو، اس نے ظیفہ وقت سے متعلق تمہاری پانچ لکھ کر لباس میں چھپا رکھی ہیں۔ تا کہ وہ خلیفہ کو بٹائے۔ اسی وقت بعض لوگ اتنے اور اس کے لباس کی خلاصی لی تو انہیں وہ تحریر ملی جس میں گفتگو کے اہم حصے بطور کامل لکھے ہوئے تھے۔ (۱)

چہاری کام نے امام کے دوستوں اور اصحاب پر کڑی لہاڑ کی اور انہوں نے دیکھا کیا تا کہ امام کے دستور پر کوئی عمل کرنے کی کوشش نہ کرے، اس کے طلاوہ انہوں نے خمیر دن کا سودا کرنے کے لیے بھی کافی اسہاب فراہم کیے۔ ان پالیسیوں کے مقابل امام نے لوگوں کے اذہان کو بیدار کر کے حقائق سے روشناس کیا، انہیں وحی و صحت کے ساتھ ساتھ ان کی حوصلہ افزائی کی۔ امام نے بلند بھتی کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: وہ نادار جو ہمارا ساتھ دے اس تو غرر سے بہتر ہے جو ہمارے چالغین کا ساتھی ہو۔ ہمارے دشمنوں کے ساتھ جیتنے کے بجائے ہماری محبت میں قلل ہو جانا غنیمت ہے، ہم ان لوگوں کی پناہ گاہ ہیں جو ہم سے رہنمائی حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں جو ہم سے حقائق کے خواہاں ہیں ہم ان کے محافظ ہیں جو ہم سے محبت کرے گا وہ جنت کے بلند درجات میں ہمارے ساتھ رہے گا۔ اور جو ہم سے دوری اختیار کرے اس کی منزل جہنم ہے۔

(کوفی الفہری ج ۲۱، نقل از آنحضرت حسین کی سیاسی زندگی کا جائزہ ص ۳۰۳)



حدیث نمبر ۲:

قال الامام الحسن العسكري عليه السلام اکثروا ذکر الله
وذكر الموت وتلاوة القرآن والصلوة على النبی فان

حضرت امام عسکری عليه السلام کی پاک اور پاکیزہ سیرت سے آٹھا ہونے کیلئے چالیس حدیثوں کو نقل کرتے ہیں۔ اس امید کے ساتھ کہ خدا و مدد عالم ان احادیث کے نوادرات و برکات سے ہمیں بہرہ مند کرے اور ہم الہ بیت کی پاک تہذیب سے فیض یاب ہو سکیں۔

حدیث نمبر ۱:

قال الامام الحسن العسكري عليه السلام : ان الوصول الى
الله عزوجل سفر لا يدرك الا با تکاء الليل
”خدا و مدد ہم سے قربت عاصل کرنا فضل شر زندہ داری یعنی
کے ذریعہ ممکن ہے۔“

(بیرون الحمد بیان ۷۸، ص ۱۱۱، مختار الاقوائد بیان ۷۵، ص ۳۸۰)

کثرة الصلاة والصوم، انا العبادة التفكير في امر الله۔
”عبادت فقط نماز وروزہ عنائیں ہے بلکہ اللہ کے امریں لگر
کرنا بھی عبادت ہے۔“ (بخار الابوارج را ۱۷ ص ۲۷۵)

حدیث نمبر ۵:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : جعلت الخواص
في بيت والكذاب مفاتيحها۔

”تمام خایب (برائیوں) کو ایک گمراہی میں جمع کیا گیا اور اس
گمراہی کئی جھوٹ ہے۔“ (اطام الدین ص ۳۲۲)

حدیث نمبر ۶:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : من وعظ اخاه
سرأ فقد زانه ومن وعظه علانية فقد شانه۔
”جو اپنے مومن بھائی کو حقی طور پر سمجھت کرے گویا اس نے
اسے عزت بخشی اور جس نے اسے اطلاعی طور پر سمجھت کی اس
نے گویا اسے ذلیل کیا۔“ (حشف المحویں ص ۵۲۰)

حدیث نمبر ۷:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : التواضع نعمة لا
يحسد عليها۔

ترجمہ: تواضع ایک نعمت ہے جس پر حدیث کیا جاتا۔
(وسائل العیہ وج ۱۲ ص ۹۸)

حدیث نمبر ۸:

قال الامام الحسن عسکری (ع) : مامن بلية الاولى
فيها نعمة تحيط بها

الصلوة على رسول الله عشر حسنات۔
”تم ذکر خدا، ذکر موت اور حلاوت قرآن کوت سے کرو اور
محمد وآل پر زیادہ سے زیادہ دارود بھیجو، کیونکہ ان پر صلوٽ
پڑھنے سے دل نیکیاں ملتی ہیں۔“ (حشف المحویں ص ۲۷۴)

حدیث نمبر ۹:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : علامات المؤمن
خمس: صلاة احدى والخمسين ركعة وزيارة
الاربعين والتخصم باليمين وتعزير الجنين والجهور
باسم الله الرحمن الرحيم۔

مؤمن کی پانچ ملائکتیں ہیں:

- (۱) ۱۵ رکعت نماز (کے ۱۵ رکعت نماز بخاگانہ اور ۳۳ رکعت نوافل) کا دن رات
میں پڑھتا۔
 - (۲) زیارت اربعین پڑھتا۔
 - (۳) داشتیں ہاتھ میں اگلوٹی پہنتا۔
 - (۴) خاک پر سجدہ کرتا۔
 - (۵) بسم الله الرحمن الرحيم کو بلند آواز سے پڑھتا۔
- (بخار الابوارج ص ۹۵)

حدیث نمبر ۱۰:

قال الامام الحسن عسکری (ع) : ليست العبادة

ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے کی وجہت کرتا ہوں کیونکہ
غثیر اکرم اُنہی امور کے لئے مبوحہ ہوئے تھے۔“

حدیث نمبر ۱۱:

قال الامام الحسن العسكري : اور ع الناس من
وقف عند الشبه اعبد الناس من اقام على الفرافض
ازهد الناس من ترك الحرام اشد الناس اجتهاداً من
ترك الذنوب (تحف العقول ص: ۵۱۹)

”لوگوں میں پارساتین شخص وہ ہے کہ جو اپنے آپ کو مخلوق
موارو سے محفوظ رکھے اور عابد ترین شخص وہ ہے جو واجبات
کی ادائیگی پر قیام کرے، زائد ترین شخص وہ ہے جو حرام کاموں
سے باز رہے اور سی و کوشش میں مفبوط ترین شخص وہ ہے کہ
جو اپنے آپ کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔“

حدیث نمبر ۱۲:

قال الامام الحسن العسكري : قلب الاحمق في
فمه و فم الحكم في قوله (تحف العقول ص: ۵۱۹)
”بے وقوف کا دل اس کے منہ میں اور گھنڈ کا منہ اس کے دل
میں ہتا ہے۔“

حدیث نمبر ۱۳:

قال الامام الحسن العسكري : من تعدى في
ظهوره كان كفاقة

”ونیا میں کوئی بھی اسکی بلاء و مصیبت نہیں ہے، کہ جس میں
خدا و عالم کی طرف (انسان کے لیے) ایک نعمت پیشیدہ نہ
ہو۔“ (میران الحکمة بح رام / ص ۲۷۸)

حدیث نمبر ۹ :

قال الامام الحسن العسكري : ما اقبح بالعوم ان
تكون له رغبة تذله
ایک مومن کے لئے کتنی بڑی بات ہے کہ وہ ایک اسی حظر کی
طرف رعیت کرے کہ جو اس کے لئے ہائی ذات و خواری ہو۔
(حضرت مسیح علیہ السلام ص: ۵۰۶)

حدیث نمبر ۱۰ :

قال الامام الحسن العسكري : او صيكم بتقوى
الله، والورع في دينكم، والاجتهد للله، وصدق
ال الحديث، واداء الامانة الى من انتسبتم من بر او فاجر
وطول السجدة وحسن الجوار، فلهذا جاء محمد۔
(میران الحکمة بح رام / ص ۲۹۱)

”من حمییں تقوی الہی اقتیار کرنے اور اپنے دین میں درج
(احتیاط عمل) اقتیار کرنے کی، اللہ سے تقرب کی کوشش کرنے،
ہمیشہ مفتکوں میں سچائی، صاحب امانت کو اس کی امانت ادا کرنے
کی ول امانت دینے والا نیک ہو یا بد (مومن ہو یا کافر) اور
اس طرح سجدہ الہی میں طول اور اپنے اپنے همسایہوں کے

جو خوب، حسل اور طہارت میں حد سے زیادہ نیک کرے گویا
اس کی طہارت ناقص ہے۔ (البیت ۲۷ ص ۸۷)

حدیث نمبر: ۱۴

قال الامام الحسن العسكري: صدیق الجاهل تعب
”نادان دوست باعث مصیبت ہے۔“

(حقائق معرفت ۵۰۰ نقل از جمل ملک بزار دیک حدیث، تالیف احمد دہغان سال میع ۳۰۰)

حدیث نمبر: ۱۵

قال الامام الحسن العسكري: خصلتان لیس
فوچما الشی الیمان بالله ونفع الخوان
”دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جن سے جو مذکور کوئی شی نہیں۔
اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا۔
بھائیوں کو فائدہ پہنچانا۔“

(حقائق معرفت ۵۰۰)

حدیث نمبر: ۱۶

قال الامام الحسن العسكري: لیس من باب
الادب اظہار الفرح عدد المحرzon

(حوار الاتوارج ۲۷۸ ص ۲۲۳)

”غزدہ غرض کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا بے ادبی ہے۔“

حدیث نمبر: ۱۷

قال الامام الحسن العسكري: اکیس الکیسین
من حاصل نفسم و عمل لها بعد الموت
”ہوشیار افراد میں سب سے زیادہ حنندہ ہے کہ جو اپنے قس
کا حاصل کرے (اور ایسا عمل کرے) جو اسے موت کے بعد
کام آئے“ (وسائل الہدیہ ج ۱۲ ص ۹۸، ۹۹)

حدیث نمبر: ۱۸

قال الامام الحسن العسكري: لا تمار فيذهب
بها ذاك ولا تمار حفيحة علىك
”لڑائی جھڑا (جگ و جہاں) مت کرو، کیونکہ اس سے تمہاری
ضیافت قدم ہو گی لہر (ساحر ہی) کسی سے مذاق بھی نہ کرو کیونکہ
مذاق سے مقابل کو تم پر جہالت کرنے کی جرأت ہو گی۔“
(حوار الاتوارج ر ۲۵۱ ص ۲۷۱، میران الحکمة ج ۷ ص ۱۳۵)

حدیث نمبر: ۱۹

قال الامام الحسن العسكري: من التواضع
السلام على كل من تصربه والجلوس دون شرف
المجلس۔ (میزان الحکمة ج ۱۰ ص ۵۱۹)

”تو اپنے اور اکساری کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ ہرگز رئے
والے کو سلام کرے اور کسی محفل میں واظل ہوتے وقت صدر
مجلس کی خلاش میں نہ رہے بلکہ جہاں بھی جگہ مل جائے وہیں
پہنچ جائے۔“

حدیث نمبر ۳۳ :

قال الامام الحسن العسكري (ع) : من انس بالله استوحش من الناس
”ہے خداوند عالم سے انس و عبادت ہو جائے وہ لوگوں (کے
طلقات) سے بھاگتا ہے۔“ (بحار الانوار ج ۵ ص ۲۶۹)

حدیث نمبر ۳۴ :

قال الامام الحسن العسكري (ع) : شیعہ علی ہم
الذین یوشنرون اخوانہم علی انفسہم ولوکان ہم،
خاصصۃ ہم الذین لا ییراہم اللہ حیث تناہم، ولا
ینقدہم حیث امرہم و شیعہ علی ہم الذین یقتدون
علی فی اکرام اخوانہم المؤمنین۔

(میراث الحکمة ج ۱ ص ۲۲۱)

”حضرت علیؑ کے شیعہ وہ ہیں کہ جو اپنے دینی بھائیوں کی
ضرورت کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوں، جبکہ وہ خود
ضرور تجندھوں، اور یہ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے فیکر کرو امور
سے پرہیز کرتے ہیں اور جس حقیقت کا اللہ نے انہیں حکم دیا ہے،
اس پر عمل ہوا ہوتے ہیں اور اپنے مولیٰ علیؑ کی سیرت پر عمل
کر کے اپنے دینی برادران کی عزت و محکم کرتے ہیں۔“

حدیث نمبر ۳۰ :

قال الامام الحسن العسكري (ع) : اقل الناس راحة
الحدود (تحف العقول ص ۵۱۹)
”سب سے زیادہ بے محنت وہ شخص ہے کہ جو لوگوں سے بغض
و دیکھ رکتا ہو۔“

حدیث نمبر ۳۱ :

قال الامام الحسن العسكري (ع) : من ركب ظہر
الباطل نزل به الداماۃ۔
”جو شخص باطل کی پشت پر سوار ہو گا وہ عدامت کے ساتھ
سحوط کرے گا۔ (یعنی پیشانی سے دوچار ہو گا)
(بحار الانوار ج ۷ ص ۲۶۹)

حدیث نمبر ۳۲ :

قال الامام الحسن العسكري (ع) : من رضى بدون
الشرف من المجلس لم ینزل الله وملائکہ یصلون
علیه حتی یقوم۔ (بحار الانوار ج ۵ ص ۳۶۵)
”جو شخص صدر مجلس کے علاوہ بیٹھنا پسند کرے تو خداوند تعال
اور اس کے فرشتے اس وقت تک اس پر درود بیجھ جائے ہے جب
تک کہ وہ دہاں سے نہیں گھٹا۔“

غیر خدا سے نامید ہو جانے کے بعد جس ذات کی طرف متوجہ
ہوتا ہے، اس ذات کا نام اللہ ہے۔“

حدیث نمبر ۳۸:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : والله ليغفرين غيبة
لانيجروا فيها من الهاكمة الامن ثبت الله عز وجل على
القول بامانته ووقته الدعاء بتعجيل فرجه
”خدا کی تم حضرت امام مهدیؑ کی غیبت اس قدر طولانی ہو
گی کہ اس کی غیبت کے زمانے میں کوئی بھی ہلاکت سے
نجات نہیں پائے گا، مگر وہ لوگ کہ جن کے دلوں میں امانت
مهدیؑ کا عقیدہ اللہ کی طرف سے رائج ہو چکا ہو گا اور خدا نے
انہیں توفیق دی ہو گی کہ امام زمانہ (ع) کے ظہور کے قبل کی
دعا کریں۔“ (کمال الدین ح ۲۲ ص ۳۸۷)

حدیث نمبر ۳۹:

قال الامام الحسن عسکری (ع) : فرض الله تعالى
الصوم لجدد الفتن مس الجوع فيحتو على القير-
(من لا يحضر المفتي ح ۲۲ حدیث ۳۳۷، حلیل از زمانی امام حسن عسکری ص ۱۱۶)
”خداوند عالم نے روزے کو اس لیے واجب کیا کہ امیر بھوک
کی شدت کا احساس کر سکے تا کہ فقیر پر توجہ دے۔“

حدیث نمبر ۴۰:

قال الامام الحسن عسکری (ع) : المون برکة على

حدیث نمبر ۴۵:

قال الامام الحسن عسکری (ع) : ان الرجل اذا
ورع في دينه وصدق في حديثه وادى الامانة
وحسن خلقه مع الناس قيل : هذا شيعي فيسرقنى ذلك
(تحف العقول ص ۵۰)

”جب کوئی اپنے دین میں باورہ (پارسا) گفتگو میں سچا اور
اداء امانت کا پابند، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق والا ہو تو
ایسا شخص ہمارا شیعہ ہے اور اس کے ایسے کاموں سے ہمیں
خوشی ہوتی ہے۔“

حدیث نمبر ۴۶:

قال الامام الحسن عسکری (ع) : اتقوا الله وكونوا
زيناً ولا تكونوا شيئاً (تحف العقول ص ۵۱۸)
”تقوى الله اختيار کرو اور ہمارے لیے باعث زینت بونہ
ذلت۔“

حدیث نمبر ۴۷:

قال الامام الحسن عسکری (ع) : الله هو الذي يتألم
إليه عند المواعظ والشدائد كل مخلوق عند اقطاع
الرجاء من كل مادونه

(محار الارواح ص ۲۱۷، میران الحکمة ح ۹۶ ص ۱۳۵)

”جب انسان سختیوں اور مصیبتوں میں گھر کر رہ جاتا ہے اور

حدیث نمبر ۳۴:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : خير اخوانك من
تسى ذننك اليه وذكر احسانك اليه
”تمهارا بہترن دوست وہ ہے جو تمہاری خطاوں سے درگز
کرے اور جو تم نے کے اوپر احسان کئے ہیں، انہیں یاد
رکھے۔“ (قطیل اوزعہ کافی امام عسکری ص ۱۲۰)

حدیث نمبر ۳۵:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : حسن الصورة
جمال ظاهر و حسن العقل جمال باطن
چہرے کی خوبصورتی ظاہری جمال سے ہے اور جمل کی خوبصورتی
باطنی جمال سے ہے۔ (قطیل اوزعہ کافی امام عسکری ص ۱۲۰)

حدیث نمبر ۳۶:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : بسم الله الرحمن الرحيم أقرب الى اسم الله الاعظم من سواد العين الى
بيانها
”کفر“ بسم الله الرحمن الرحيم ”الله تعالیٰ کے ام اعظم سے
آنکھ کی سیاہی اور سفیدی سے بھی زیادہ قریب ہے۔“
(قطیل اوزعہ کافی امام عسکری ص ۱۲۰)

حدیث نمبر ۳۷:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : بنیت العبد عبد

المؤمن وحجة على الكافر۔

”مون کا وجود دھرے مون کے لیے باعث برکت ہے اور کافر
کے لیے تمام جھٹ ہے۔“ (قطیل اوزعہ کافی امام عسکری ص ۱۲۸)

حدیث نمبر ۳۹:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : رياضة الجاحظ
ورد المعتاد عن عاداته كالمسجزة
”جالی کی تربیت کرنا اور کسی شخص کی عادت چھڑوانا بھرے
سے کم نہیں۔“ (قطیل اوزعہ کافی امام حسن عسکری ص ۱۱۹)

حدیث نمبر ۴۳:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : لا تكرم الرجل بما
يشق عليه
”کسی کا اس قدر احترام نہ کرو کہ جو اس اس کے لیے باعث
شافت ہو۔“ (جذف احوال ص ۵۶)

حدیث نمبر ۴۴:

قال الامام الحسن العسكري (ع) : كذلك ادبآ تجهيزك
ماتكرة من غيرك۔
”تمہیں غیروں کی جس بات سے نفرت ہو، اس سے اپنے
آپ کو پچھاٹنی تمہارے ادب کے لیے کافی ہے۔“
(قطیل اوزعہ کافی امام عسکری ص ۱۲۰)

علی کلام الناس کفضلنا علیهم۔

(تحلیل اور رعایاتی امام عسکری ص/۱۳۲)

”بے شک اللہ تعالیٰ کا کلام بقیہ کلاموں سے اس طرح
بفضلیت ہے جس طرح اس کی ذات تمام حقوق پر اور ہم اہل
بیت کا کلام لوگوں کے کلام پر اس طرح فوقیت رکتا ہے جس
طرح میں ان پر فضیلت حاصل ہے۔“



ذا وجوہین وذا سانین یطری اخاه شاهداؤ یا کله
غایباً، ان اعطی حسدہ وان ابٹی خانہ
”ووہرے منہ اور زبان والانفس بہت برا ہے کہ جو اپنے بھائی
کے سامنے اس کی تعریف کرے اور اس کی عدم موجودگی میں
اس کی براکی کرے اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس پر حد
کرے اور اگر اس پر کوئی مشکل پڑے تو منہ چھائے۔“

(بخار الانوارج ر ۴۵ ص/۲۹)

حدیث نمبر ۳۸ :

قال الامام الحسن العسكري : الغصب متاح كل شر
”غضبه ہر براکی کی جڑ (کنجی) ہے۔“

(تحلیل اور رعایاتی امام عسکری ص/۱۱۸)

حدیث نمبر ۳۹ :

قال الامام الحسن العسكري : لا يعرف النعمة الا
الشاكراً ولا يشكرا النعمة الا لعارف

(تحلیل اور رعایاتی امام عسکری ص/۷۷)

”نعمت کی قدر کوئی نہیں جانتا، سوائے شکر گزار کے اور نعمت پر
شکر کوئی نہیں کرتا مگر باعمرت انسان۔“

حدیث نمبر ۴۰ :

قال الامام الحسن العسكري : ان کلام الله فضل
علی الكلام کفضل الله علی خلقه ولكلامنا فضل

امام حسن عسکریؑ کے دور امامت میں سیاسی حکام

اگرچہ یہ بات مسلم ہے کہ تمام امامت کے لیے قیادت اور رہبری جو
لائیک ہے، لیکن مگر غاصب اور چاہرہ حکمرانوں نے خاندان رسالت کے تمام
رہنماؤں کو اس حق سے عردم رکھا۔ حضرت امام حسن عسکریؑ کا دور تین عہدی
خلفاء (عمر، جہونگی اور سعید) کی حکومت میں گزرا، ان شہروں نے گمراہی کیمیانے
کے لیے دم توڑ کوششیں کی، علم و جردن کی سیاست کا مہم حصہ تھا، ہماری حکومتوں
میں اخلاق کا نام و نشان تھیں تھا، وہ حکومت و خلافت کو شایعی نظام کی طرح کئے
گئے یعنی پیٹا باپ کی موت کے بعد حکومت کو ترکہ وارثت سمجھ کر پانے لگا۔ البتہ یہ
طریقہ کارنی اسیہ کی ایجاد کردہ بہعتوں میں سے ہے، جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ فی
اسیہ نے زیر ذاتی حکومت پر قبضہ کیا، اور معادیہ کو حاکم مقرر کیا اور یہ سلسہ جل لکھا کہ

فصل دوم

امام حسن عسکریؑ کے
دور امامت میں سیاسی حکام



اپنی گروہ میں قرآن نکالیا اور تھیار لے کر ان کی طرف روانہ ہوا اور انہیں خوب
ڈالیا۔ وہ کیا بھر مہندی نے ترکوں کے خون و مال کو حلال کر دیا تو ان کے گھر لوٹ
لئے گئے جس کے نتیجے میں ترکوں کی کثیر تعداد خلاف ہو گئی اور دوسرے لوگوں نے
بھی ان کے پاس کھلنا شروع کر دیا جب مہندی تھا رہ گیا تو اپنی منزل کی طرف
روانہ ہوا اور احمد بن جیل (جو کہ ترکوں کا ایک سردار تھا) کے گھر قائم کیا تو تھوڑی
دیر بعد کچھ ترک آئے اور انہوں نے اسے پکڑ کر اونٹ پر نکھلایا اور نکھلا کیا کہ
خلافت سے مزروعی کا اعلان کر دے گروہ نہ مانا۔ چنانچہ دونوں کے بعد ۲۵۶ھ کو منگل
کے دن قتل ہو گیا۔ البتہ پر تمام حالات عباسیوں کی سیاست اور اخلاقی کمزوریوں کا
نتیجہ ہیں اور عباسی حکام نظام عمل و انصاف کے دھن ہے۔ عباسی قصر خلافت کے
عورت کدے، لب و لعب اور فضول خرچی کی مثالیں تو اس قدر معروف ہیں کہ قلم حبر
کرتے ہوئے شرم حسوں کرتا ہے، ان محلات کی عیاشیوں کا کچھ مختل لوگوں کے
سامنے آیا۔ چنانچہ طبری اپنی تاریخ میں متول کی ایک کنیز کی دولت کے ہارے میں
لکھا ہے کہ اس کا نام ”قیچہ“ تھا اور اس کے پاس میں لاکھ دینار تک کی دولت
موجود تھی، میں عباس کی کنیزوں اور درباریوں کے پاس اس قدر مال و متعاق اور
جو اہرات میچے خزانے موجود ہیں اور دوسری طرف عوام خفروں فاقوں میں جان بلب
ہیں اور اہر کنیزوں زرق و برق، میش و عورت اور قصہ میں مشغول ہیں جبکہ دوسری
طرف امت مسلمہ کے کلیے بھوک و فقر کی وجہ سے تڑپ رہے ہیں۔

(تاریخ یعقوبی ج ۲۰ ص ۵۰۳، ۵۰۶)

جناب طبری اس صورت مال سے بہوں پر وہ امانتے ہیں: ۲۶۰ھ میں تمام

محاویہ کے بعد یزید جیسا فاسق و فاقہو بر اقتدار آیا اور اس کے بعد دوسرے اموی
حکام قابض رہے، چنانچہ میں عباس نے بھی اس منحوم روشن پر بڑھ چکہ کر عمل کیا،
جس کے نتیجے میں عباسیوں کی سیلہ کاریوں پر تاریخ گواہ ہے، مثال کے طور پر
مامون اور امین (حاکمون رشید کے بیٹوں) کے درمیان اقتدار حاصل کرنے کے لیے
شدید جگہ ہوئی اور مامون نے امین کو قتل کروا کر اور اس کا سرنشیت طلائی میں رکھ
کر دربار میں ملکوایا، جس تاریخ کے اندر بھائی بھائی کا احترام نہیں، اس میں سماج کی
فلاح و بہبود کیا تصور؟ اس سے بڑھ کر مفتر نے اپنے باپ متول کو قتل کروا یا اور
بھر اپنے دونوں بھائیوں کو حکومت سے بر طرف کیا، تاکہ اپنی حکومت کی بیباودوں کو
محکم کر سکے (حرید معلومات کے لیے تاریخ یعقوبی ج ۲۰ کا مطالعہ کریں)۔

امام حسن عسکری نے ان میںے خود غرض حکمراؤں کے درمیں زندگی گواری
اور حمام کو ان کی کارستانیوں سے آگاہ کیا۔ عباسی حکام نے حکومت کو بازیچہ اطفال بنا
رکھا تھا اور بیت المال کو بے دریخ خرچ کرنا اپنا معمول بنا لیا تھا کہ جوان کی بجائی کا
ہاثر بنا، یہاں تک کہ معزز کی حکومت کو سال بھی نہیں گزرا تھا کہ ترکوں نے اس پر
حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور معزز کے بعد ۲۵۵ھ میں مہندی عباسی محمد بن وائل
تحت خلافت پر بیٹھا۔ جس کے متعلق یعقوبی یوں رقم طراز ہیں:

”مہندی نے ترکوں کو بر طرف کر کے ان کی جگہ اپنے بیٹوں کو منصب
کیا۔ جب ترکوں نے ان حالات کو دیکھا تو اس پر تھیڈ کی، مہندی نے ترکوں کے
ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا، اس گروہ کے سردار کا نام ”بایکیاک“ تھا اور اسے قتل کر
ڈالا، ترکوں نے اجتماع کر کے مہندی کے خلاف اعلان بغاوت کر دیا۔ مہندی نے

جبکہ امام تو علم غیب سے آگاہ ہوتا ہے۔ معتز کے قتل کے بعد ہتدی آیا اور تخت خلافت پر بیٹھتے ہی اس نے اپنے آپ کو آل رسول میں شمار کرنا شروع کر دیا اور انہا شجرہ نسب امام علی سے جاتلایا، لوگ تجب سے سوال کرتے کہ آخر کار یہ شخص کی کہ اپنے آپ کو علوی کہلاتا ہے جبکہ وہ اعمال و کوار کے لحاظ سے دشمن ہمیشہ تھا اور اس کے ساتھی بھی نہایت بری صفات کے حامل تھے۔ وہ حقیقت اس کا مقصود اپنی تحریک کو حکم بنا اور اپنے حامیوں کی تعداد میں اضافہ کرنا تھا،

امام حسن مسکریؑ کو جب خبر ملت تو آپ نے اس کے دھوئی کی تروید فرمائی، کیونکہ وہ نہایت خالم شخص تھا کہ بڑھوں اور بچوں کو قتل کر داتا اور خورتوں کو قیدی ہنا کر گھروں اور بستیوں کو آگ لگادیتا تھا، بالکل اس کی مثال ایسے ہے جیسے اسرائیل فلسطین پر مظالم ڈھارہا ہے۔ کویا ہتدی اسرائیلی صفت کا مالک تھا۔ اس امام نے اس کے مظالم کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

ہتدی کا ہم ہمیشہ سے کوئی تعقیب نہیں ہے۔ ہنس امام نے اپنے دور کی غلط سیاست کے خلاف قیام کیا اور جن افراد نے طوبیوں کا روپ اپنالیا ہوا تھا ان کے کمروں چہروں کو بھی بے نقاب کیا۔

بہر کیف ہتدی کا روپیہ امام کے ساتھ گذشتہ جماںی حکام کی طرح تھا اور اس کے زمانے میں امام نظر بند رہے، کوئی بھی آپ سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔ تمام مسائل عدالت کتابت کے ذریعہ حل ہوتے تھے حالانکہ حاکم وقت امام کو ایک بہت بڑا خطرہ محسوس کرتا تھا جس کی وجہ سے ہر دن اس کی کوشش رہی کہ انہیں زیر نظر کر کر ان کی حرکات و سکنات کو نوٹ کیا جائے۔ لیکن امام کی عظمت و جلالت کا ہر حکومت کو

اسلامی شہروں میں موجودی ہے انجا ہو گئی، جس کی وجہ سے لوگ نقل مکانی کر رہے تھے، مکہ سے مدینہ اور مدینے شہروں کی طرف جا رہے تھے۔ اور شہر کا شہر دیوان ہو رہا تھا، کمانے پڑنے کی اشیاء اس قدر بہی جیسی کہ ایک عام انسان کا جینا مغلک تھا۔ ہنس مہاسیلوں کی طرف سے عائد کردہ مخلات کے مقابل میں حضرت نام حسن مسکریؑ نے اپنی فمد داری کا احساس کرتے ہوئے ان کے منہوں اور عاصب چہروں کو بے نقاب کیا، اخلاقی سرگرمیوں کی حمایت کی تاکہ لوگوں میں احساس فمد داری پیدا ہو اور جماعت و همت کے ساتھ طاغوتوں کا مقابلہ کر سکیں۔ علامہ کو حقائق کی طرف توجہ کیا، خوبیہ مخلقات کے ذریعے گلری سیاسی اور اعتمادی سرگرمیوں کے خلاصہ اکتسابی اور ماحصلی مسائل کو حل کرنے میں مشغول رہے۔

حکومت ان حالات کے پیش نظر، خصوصاً خلیفہ معتز جماںی حضرت امام حسن مسکریؑ سے شدید بغض و عداوت رکتا تھا، چنانچہ مناقب این شہر آشوب سے نقل ہے۔ حاکم وقت معتز نے سعید حاجب کو حکم دیا کہ امام حسن مسکریؑ کو کوئی لے جاؤ کر خوبیہ طور پر قتل کرو، راوی حربہ کہتا ہے کہ انہی طوں امام کا ایک رقدہ ہمارے پاس پہنچا کر جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا: جو کچھ تم کو حکم طاہے انشاء اللہ اس پر عمل کرنے سے مغلوظ رہو گے میں اس کے بعد تین ہی دن گزرے تھے کہ معتز کو قتل کر دیا گیا۔

اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام اپنے شیعوں کو بے چینی میں نہیں دیکھ سکتے، لہذا عطا لکھ کر الہیمان دلایا کہ جو ہمارے قتل کے درپر ہے وہ ابھی تین دن میں خود ذیل درسواء ہو کر قتل ہونے والا ہے، قتل اڑھتہ تانے میں تجب کس بات کا

آپ دوبار خلافت سے مریبو طریقہ رہیں جبکہ امام حسن عسکری ع کا دور تو اتنا سخت ترین دور تھا کہ حکومت نے آپ کو اتنا مجبور کر رکھا تھا کہ بخت میں کم از کم دودن (جہا اور جسرات) دربار میں حاضر ہوا کریں، ایسے عجیب حالات کے پیش نظر امام نے اپنے آپاہ و احمداؤ کی مانند نہایت تحفاظ طریقہ کار احتیار کیا، اسی بنا پر آپ کی عزت و احترام اور شان و شوکت 'عفت و پاک داشتی' کا اعتراف خود حکومت نے کیا۔ چنانچہ اس سے پہلے ہم صید اللہ بن سعیین بن خاقان اور اس کے بیٹے کا واقعہ نقل کر چکے ہیں کہ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی حکومت ہر عام و خاص کے دلوں پر قبضی، پھر انہی امام ہمیشہ ابطال باطل اور احراق حق کی پالیسی پر گامزد رہے چاہے عموم الناس میں ہوں یا دربار خلافت میں، اپنے ہدف میں صادق نظر آتے تھے، امام کا دربار میں جانا دین اسلام کے تحفظ اور امت مسلمہ کی فکری تربیت کے پیش نظر تھا اور آپ کا جانا شاید اس لیے ہو کہ حق کی حمایت کر سکیں، کیونکہ خالم خام اس علاش میں رجھتے تھے کہ کوئی بہانہ ملے لیکن اس کے برعکس آپ کی کوشش تھی کہ انہیں موقع ہی نہ دیں اور یہ سمجھانے کے لیے کہ ہم آل رسول تو صرف دین حق کی سر بلندی اور امت اسلام کی سعادت چاہتے ہیں، ہمیں تخت و تاج کی ضرورت نہیں، اور ہم تو الہی نمائندے ہیں ہمارا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہے۔

پس امام بہت احتیاط بے کام لیتے تھے، جس کی بنا پر بسا اوقات کچھ سائل پر خاموش رجھتے تھے یعنی خاموشی اس جھت سے کہ ان سائل پر صراحت کے ساتھ ثابت یا ختنی روکیں کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ یہ بات مسلم ہے کہ ہر چیز کا جواب صراحت کے ساتھ نہیں دیا جاتا بلکہ بعض سائل میں حالات کے پیش نظر خاموش رہتا

علم حق کے خلافت و حکومت کے اصلی حقدار امام حسن عسکری ہیں۔ حتیٰ محدث جب حکومت پر آیا تو امام کے مکان پر حاضر ہوا کہ آپ میرے لیے دعا کریں، خدا ہمیں عمر کو دراز کرے اور مجھے میں سال بیک کی حکمرانی عطا کرے۔ امام نے مصلحت کے تحت دعا فرمائی اور اس نے میں سال بیک حکومت کی۔ محدث عباسی اس لیے گھبرا یا ہوا تھا کہ گذشتہ صدی حکومتیں سال چھ میہین میں ہی ملت ہو جاتی تھیں۔ لہذا اس نے امام سے دعا کا سہارا لیا اور وہ اسکی دعا کا طالب تھا کہ جو اللہ کے ہاں مقبول ہو اور اسکی دعا سوائے امام حسن عسکری ع کے کسی سے ممکن نہ تھی، اس کے باوجود وہ خلافت و عناد کو اپنی خاندانی درافت سمجھ کر انجام دیتا رہا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اتنا احسان فراموش تھا کہ اس نے کمی دفعہ آپ کو قید کروایا اور طرح طرح کے مظالم ڈھاتا رہا، جبکہ بعض روایات بتاتی ہیں کہ محدث کے درباری آپ کی بہت عزت و اکرام کیا کرتے تھے جو بعد میں خلفاء کے غیض و غضب کا نشانہ بننے تھے اور ادھر امام کے ہیرو کاروں پر طرح طرح کی سختیاں کی جاتی تھیں، یہاں بیک کرم مقدسہ میں متعدد علماء اور محدثین کو قتل کروایا، چنانچہ تابعی انہیں کیش کی پانچوں جلد میں ہے کہ ان حکمرانوں نے فقط اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ کے خلاف برابر بعض قائم رکھا اور اسی بعض وحدت کی بنا پر آپ کو میں شباب کے عالم میں زہر جانا سے شہید کروایا۔

عباسی حکام کے مقابل امام کی حکمت عملی

آنکہ طاہرین کے مقابلے میں نبی عہد کی سیاست واضح تھی کہ ان کو مسلسل نگرانی میں رکھ کر عوای حمایت سے محروم کیا جائے اور ساتھ یہ بھی کوشش تھی کہ

امام پخت پابندی ہونے کے علی و اسباب

قارئین ہماری گذشتہ مفتونو سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ اموی اور عباسی حکمرانوں نے آئندہ اطہار " کے ساتھ کیا کیا پالیسیاں اختیار کیں اور ان پالیسیوں کے مقابلے میں آئندہ طاہرین نے (مختفانے زمان کے لحاظ سے) کس طرح کی حکمت آمیز تدبیریں پیش کیں، دراصل بتوامیہ اور بتو عباس کی ظالمانہ سیاست کا خود یہ تھا کہ آئندہ طاہرین " عام العاد سے کوئی رابطہ نہ رکھ سکیں جس کے نتیجے میں ان کی حکمت عملی حکومت الہی کو تکمیل دینے میں کار ساز نہ رہے، میں ان امور کے حصول کیلئے اموی اور عباسی حکام نے کتب الہیت سے تعلق رکھنے والے کو اپنے قبر و غصب اور قلم کا نشانہ بنایا تا کہ یہ لوگ آئندہ صاحبوں کے انکار کو عملی جامد نہ پہنچ سکیں۔

امام حسن عسکری (ع) کا دور دیکھ آئندہ سے کہیں زیادہ مشکل دور تھا، اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بالآخر امام حسن عسکری (ع) پر اس قدر زیادہ معماں اور سختیاں کیوں کی گئیں، اور ان سختیوں کے عوامل اور اسباب کیا تھے؟ عباسی حکام کی

بہترین عمل ہوا کرتا ہے، جس طرح یہیں کہا جاتا ہے کہ "الکناۃ ابلع من الفصریح" (کناۃ صراحت سے زیادہ فتح و بیش ہوتا ہے)، اس لحاظ سے امامت کی خاموشی اسلام کی سر بلندی کے لیے تھی اور اگر امام سکوت کا مظاہرہ نہ کرتے تو مسائل حکومت وقت کے قائدے میں جاتے جیسا کہ "زگی تحریک" کا مقدمہ عباسیوں کی طاقت کو توڑنا تھا۔ امام نے مشترکہ دشمن سمجھ کر صراحت کے ساتھ زگی تحریک کا اعلان نہیں کیا۔ اس لیے کہ زگی تحریک کے قائد کی بغاوت حکومت وقت سے وقیع تھی جبکہ امام کی حکومت عملی دوریں اثرات کے پیش نظر تھی۔ لہذا زگی تحریک بہت جلد موت زگی اور حکومت نے اسے جڑ سے اکھاڑ دیا۔ لیکن امام کی تحریک کا عباسیوں کو اچھی طرح علم تھا کہ ان کی تحریک زگی تحریک سے کہیں زیادہ خطرناک ہے، مگر ظاہری عوامل کے پیش نظر عباسی حکام امام کی حکومت عملی کے مقابلے مکمل تھے پر مجبوس ہو گئے۔ لہذا ہر مسئلہ کا جواب صراحتاً نہیں دیا جاتا، بلکہ خاموشی اور سکوت بسا اوقات بہت برا جواب اور حالات کے مقابلے میں بہت بڑی ضرب ہوتی ہے۔



جانب سے امام پر زیادہ سختی اور مصائب کے کئی عوامل ہیں لیکن ہم ان میں سے کچھ بہتر عوامل کو ذکر کرتے ہیں۔

(الف) نظریہ انتظار مهدی

نبی عباس کی طحدانہ اور خالمانہ روشن "نظریہ انتظار مهدی" کو پاہال کرنا تھی، انہیں خوف تھا کہ نسل رسولؐ سے گیارہویں امام کے مطلب سے ایک بیٹا ہو گا جو زمین کو عدل الٰہی سے بھروسے گا اور علم کا خاتمہ کرے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اپنے اس نظریہ کا علم کیسے ہوا؟ حضرت امام مهدی ﷺ (ج) کے بارے میں رسول خدا اور آئمہ اطہار کی تیشین گوئیاں کثیر تعداد میں اور متواتر احادیث کی صورت میں موجود ہیں کہ جن کو صحاح کے مؤلفین نے اپنی کتب میں تو اتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔ یعنی کتب المیں (صحاح المیں) میں سے سرفہرست صحیح بخاری، مسلم، مسند احمد بن حنبل ہیں جنہوں نے اس مسئلہ کو نقل کیا ہے۔ نظریہ انتظار مهدیؐ کے بارے میں روایات اور احادیث بہت زیادہ ہیں اس کے علاوہ دعاوں اور زیارتیوں میں بھی مسلسل امام زمانہ کا تذکرہ کیا گیا ہے، مثال کے طور پر دعائے ندبہ کے جو امام زمانہ کی یاد میں جحد کی صحیح کو پڑھی جاتی ہے، اس دعا کا ایک جملہ یہ ہے:

این بقیۃ اللہ التی لا تخلو من العترة الہادیۃ

"کہاں ہیں وہ بقیۃ اللہ (امام زمانہؐ) جو عزتت پیغمبر اور

ہادیاں برحق میں سے ہیں اور دنیا ان کے بغیر نہیں رہ سکتی؟"

روایتوں میں بتایا گیا ہے کہ زمین کبھی جنت خدا سے خالی نہیں رہتی اور آئمہ اطہارؐ نے امت اسلام کو یہ درس دیا کہ معرفت امام حاصل کرو اور ساتھ ہی

اللہ کی آخری جنت کی نتائج بھی کی۔ جس طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

بقیۃ اللہ خیر لکم ان کتم مومنین۔ (سورہ ہود رہ ۸۶)

"اگر مومن ہو تو بقیۃ اللہ تھارے لے باعث خیر و برکت ہے۔"

(کلہ بقیۃ اللہ یعنی جنہیں اللہ نے باقی رکھا ہے)

اور اس کلہ بقیۃ اللہ کے حقیقی مصدق امام زمانہؐ (ج) ہیں۔ فضول الہمہ کے باب ۱۲ میں مذکورہ آپ کے ذیل میں بقیۃ اللہ سے مراد حضرت امام مهدیؐ کو ذکر کیا گیا ہے۔ اکمال الدین میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مردی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب (حضرت مهدیؐ) موعود قیام کریں گے تو فرمائیں۔

باقیۃ اللہ خیر لکم ان کتم مومنین۔

بھر فرمائیں گے، میں بقیۃ اللہ جنت خدا اور تمہارے درمیان اللہ کا خلیفہ برحق ہوں، اس کے بعد لوگ آپ کو یوں خطاب کریں گے

"السلام عليك يا بقیۃ اللہ فی ارضه"

چنانچہ یہ جملہ زیارت آل نبیؐ کا ہے جس کو خود حضرت نے اپنے کسی صحابی کو تعلیم دیا تھا۔

ای طرح دعائے ندبہ کے دوسرے جملات کو ملاحظہ فرمائیں:

این معد لقطع دابر الظلمة۔ این المستطر لاقامة الامت

و العوج۔ این المرتجی لازالة الجور و العذوان۔ این

المدخل لتجديد الفرائض وال السنن

”کہاں ہے وہ (بستی) جسے (اللہ) ظلم و ستم کو ختم کرنے کے لیے مہیا کیا گیا۔ کہاں ہے وہ مفتر (جس کا سارا جہاں انتظار کر رہا ہے) جو گمراہی اور ضلالت سے نجات دلائیں گے؟ کہاں ہے وہ (امام جس سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں) ہماری امیدوں کا ہمدرد جو ظلم و بربریت کا خاتمه کرے گا، کہاں ہے وہ ذخیرہ الہی جو فرائض و سنن (آئین اسلام) کو زندہ کرے گا۔“

میں روایات اور دعاوں کے مضامین سے پتہ چلا ہے کہ امام زمان (ع) خالموں کا قلع قلع اور ظلم کی بینا دلوں کا خاتمه کریں گے۔ امام ظلم و ستم کا خاتمه اور عدل و انصاف کرنے کیلئے تیار ہیں، فقط اونٹن الہی کے مفتر ہیں اور اس ظلم مقصود میں خداوند امام زمان (ع) کی اس طرح حضرت کریمہ جس طرح تمام گذشتہ انجیاں و اولیاء کی مدحکی ہے، جس کے نتیجے میں ظلم و بربریت کا خاتمه اور ہر انسان کو عدل و انصاف کی زندگی گزارنے کا موقع طے گا، لہذا انتظار حضرت مهدی موعود (ع) موتیں کے دلوں کا سہارا اور دشمنان اسلام اور اللہ ظلم کیلئے خطرے کی کفٹی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ظہور سے پہلے نظریہ انتظار کا ہمیں کیا قائدہ؟ نظریہ انتظار ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کی بدولت موتیں کے قلوب زندہ اور امیدیں قائم ہیں اور دشمن اسلام کیلئے مسئلہ انتظار نہ امیدی اور بے چینی کا سبب ہے، اسی لیے اللہ باللہ اس نظریہ کو کمزور کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اس وقت استخارت کی ہر دم کوشش ہے کہ نظریہ انتظار کو دلوں سے نکال دیا جائے اور وہ اسی وجہ سے جوانوں کو گمراہ کرنے میں مصروف عمل ہے کہ انہیں اللہ بیت اور خصوصاً امام زمان (ع) کی

محبت سے محروم رکھ کر اس مودت اور محبت کے بجائے، ہوا و ہوں اور باطل محتسبوں کے جاں میں جکڑ دیا جائے اور وہ مری طرف دشمنان اسلام انتظار کے مسئلہ کو کھوکھلا کرنے کیلئے امام زمانہ (ع) کے خلاف طرح طرح کے شبہات و اختراضات پھلانے جا رہے ہیں جیسے وجود امام زمانہ (ع) کا انکار کیا جا رہا ہے۔ لہذا موتیں کو چاہیے کہ وہ امام زمانہ (ع) کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنائیں اور خطباء اور مقررین کو چاہیے کہ امام زمانہ (ع) کی خصیت کو قرآن و سنت کی روشنی میں بھان کریں۔

بہر کیف نظریہ مہدوہت اور انتظار، قرآن و احادیث کی بنیادوں پر استوار ہے اور دشمنان اسلام کو عبادی دور سے لے کر آج تک ٹکست ناپیر کا سامنا ہے، کیونکہ حقیقتہ انتظار سے موتیں کے دلوں کو سکون وطمینان حاصل ہوتا ہے اور نظریہ انتظار کو ختم کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس لیے کہ جس کے لیے ہزاروں قربانیوں دی گئیں ہوں اور جس کی آئندہ مخصوصین کے پاک خون سے آبیاری ہو گئی ہو اسے کون مٹا سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ جسے خدا رکھتا چاہے اسے کون ختم کرے گا، لہذا حقیقتہ مہدوہت پر تمام مسلمانوں کو ایمان رکھنا چاہیے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

وَمِنْ كَذِبِ الْمَهْدِيِّ فَقْدَ كَفَرَ

”جس نے (ظہور) مہدی کا انکار کیا وہ کافر ہے۔“

صرف یہی حدیث نہیں بلکہ اللہ سنت اور اللہ تشیع کے بزرگان نے تفصیل سے احادیث نبوی کا ذکر کیا ہے، جیسے الحسنؑ کے معروف عالم حافظ علاء الدین علی

بن حام الدین مقنی ہندی بہبھری (م: ۹۷۵) نے اپنی مشہور کتاب "کنز اعمال" کی ۳۲ویں جلد میں (باب خروج المهدی) کے ذیل میں ۵۸ روایتوں کو تقلیل کیا ہے اور اسی طرح مند احمد بن حبیل میں سو (۱۰۰) سے زیادہ روایتوں "امام مهدی" سے متعلق نقل کی ہیں اور امام بخاری نے صحیح بخاری میں "کتاب بدایہ اخلاق باب نزول صلی" میں روایت نقل کی ہے۔

"كيف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم"
"اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہو گی جب آسمان سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔"

صحیح بخاری کے شارحین نے "الامکم" کی تفسیر حضرت امام مهدیؑ سے کی ہے سن ترمذی میں "ماجاه المهدی" کے نام سے مستقل باب ہے جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث محقق ہے:

"دنیا اس وقت تک ختم ہیں ہو گی جب تک میرے الٰی بیت میں سے میرا ہم نام فرضی سارے عرب پر حکومت نہ کرے" اور سنہ المدداؤد میں "کتاب المهدی" کے عنوان سے ایک تصلی ہے جس میں دیگر روایات کے طلاوہ یہ روایت بھی ہے:

قال رسول الله (ص): "المهدی من عترتی من ولد فاطمة"

"مهدی موجود میری عترت سے اور اولاد فاطمه زہراؓ میں سے ہے۔"

ان تمام واضح دلائل اور روشن بہائیں کے باوجود اثکار، تصب اور بحکم نظری کے سوا کچھ نہیں۔

ان دلائل قرآنی و شاہد سنن اور حقائق مورثین سے بالکل واضح ہے کہ عقیدہ مهدویت صرف شیعوں تک محدود نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا مسلم عقیدہ ہے۔

میں جو اس واضح بہائیں اور روشن دلائل کو ملاحظہ رکھتے ہوئے اس نتیجے پر بحق چکے تھے کہ گذشتہ مخصوصین میں سے "المهدی" کے نام سے کوئی نہیں تھا، اگر ہے تو وہ نسل امام عسکریؑ سے ہی ممکن ہے، کیونکہ وہ امام کی حصت سے بخوبی ۲۴، ۲۵ تھے، لہذا انہوں نے نظریہ مهدویت کو ثقہ کرنے کیلئے امام حسن مکریؑ کے قبل کا منصوبہ بنایا، اس لیے کہ جب امام حسن مکریؑ خود نہیں ہوں گے تو مهدی بحق کہاں سے آئے گے، چنانچہ اس امر کی جانب خداوند امامؑ کا ایک خط موجود ہے، جس میں فرماتے ہیں:

"وہ (میں جو اس) یہ چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا جائے تاکہ میری نسل مقطوع ہو جائے مگر خداوند عالم نے ان کی سازشوں کو ناکام بنا دیا ہے جس پر میں خداوند حال کا ٹھکر گزار ہوں۔"

(ب) بعض وحد

امامؑ کی علت و بزرگی لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح تھی کہ اس کی حکومت دلوں پر تھی، اسی لیے لوگ چاہے دوست ہوں یا دشمن سمجھی آپ کا ہے حدیث داحرام کیا کرتے تھے اور آپ کی بیت کا یہ عالم تھا کہ خالم حکام اپنے درباریوں کو ان (امام) کی عزت کرنے سے روکتے تھے لیکن خود کو جب امام کا سامنا

دومین آمر

حضرت امام حسن عسکری ع نے حاکم کے مقابل اپنے حامیوں کی طلبی و فکری تربیت اور ان کی سرپرستی کرتے ہوئے ان کو سیاسی شور بخشنا، مگر ان تمام امور کے علاوہ امام نے دو اساسی امور کی جانب بہت زیادہ تاکید کی۔

(۱) عقیدہ مہدویت کی ترویج

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ غیر اسلام اور آئندہ طاہرین کی جانب سے امام زمانہ (ع) کے متعلق متواتر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ لیکن حضرت امام حسن عسکری ع کی تاکید بذات خود بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے کہ امام زمانہ آپ کے وصی علیہ السلام اور خلیفہ ہیں لہذا آپ کی تاکید دلوں میں محبت کو رانج اور ذہنوں کو تربیت کرنے کے لیے لوگوں کو احساس ذمہ داری دلانا تھی، غیر اسلام اور آئندہ طاہرین کی احادیث اور روایات نے ذہنوں کو آمادہ کیا اور حضرت امام حسن عسکری نے عملی طور پر پرلوگوں کے دلوں میں امام زمانہ کی محبت کو رانج کیا۔

علاوہ ازیں حضرت امام حسن عسکری کے لیے سب سے مشکل مرحلہ یہ تھا کہ ثابت کریں غیبت کا وہ زمانہ آپ کا ہے جس کے مصدق حضرت امام مهدی (ع)

ہوتا ہے احتیار تخت و تاج مجھوں کر حضرت کا احترام کیا کرتے تھے، جب عباسی حاکم آپ کی عزت کا یہ عالم دیکھتے تھے تو ان کے دلوں میں بغرض وحدت کی آگ بہر کشی تھی، کیونکہ مال و دولت اور تخت و تاج راجہ تو ہمارے پاس ہے اور عزت و احترام حسن عسکری کے پاس آخر کار ایسا کیوں؟

(ج) علیوں کا قیام

عباسیوں کے مظالم اور مفاسد کے خلاف کلی قسم کی انقلابی تحریکیں اٹھنی جن میں سے ایک علیوں کی تحریک تھی، جس کا مقصد مسلمانوں کو عباسیوں کے چکال سے ٹالانا تھا تا کہ عدل و انصاف پر منی سیاست رائج ہو سکے، جس کے ذریعے معاشرے میں اسلامی نظام قائم ہو۔ علیوں کی اس تحریک کو تمام مسلمانوں کی یادی حفظت تو حاصل تھی لیکن خالق حاکم کے سامنے ڈٹ کر مقابلہ کرنا سب کے بس کی بات نہ تھی، اس کے باوجود حکومت کو جھین و سکون نہیں تھا (جس طرح آج کے دور میں اسرائیلی حکومت کے قلم و تشدید کے باوجود قسطنطینی تحریکیں اپنے مقدس ہدف کی طرف رواں دواں ہیں) اسی لیے عباسی حکمرانوں نے اس تحریک کو کچلنے کیلئے اپنے جاسوسوں کو حکم دے رکھا تھا کہ علیوں کا قلع قلع کر دو، کیونکہ عباسی حکومت کی نظر میں یہ بات تھی کہ امام حسن عسکری ع نہ صرف علیوں کے سرپرست ہیں بلکہ امت مسلمہ کے لیے ہادی و رہبر کے محسب پر فائز ہیں، اسی لیے انہوں نے آپ کو ہمہ قلم و تشدید کا نشانہ بنایا۔



ہیں، اس لیے کہ لوگوں کے درمیان عمومی زندگی گزار کر غائب ہو جانا اور بات ہے، مگر مجھ عالم میں آئے بغیر غائب رہنا اور بات۔ چونکہ اس سے عقاید و نظریات کو اچاک دیکھا لئے کا خلرو تھا اور ساتھ یہ بھی خوف تھا کہ کہیں لوگ امام زمان (ع) کے وجود سے الکارہ کریں۔ اس لیے امام نے مومنین کو غیبت کے لیے آمادہ کیا اور اس پیغام کو بطریق احسن پہنانے کی ذمہ داری انجام دی، یعنی لوگوں کو نظریہ غیبت سے آگاہ کیا اور غیبت کے تقاضوں کا تحسی بھایا، حتیٰ غیبت کی تیاری کے سلسلے میں بذات خود امام حسن عسکری اپنے خاص اصحاب کے علاوہ عام لوگوں کی نظریوں سے خود کو قفل رکھتے تھے۔ لوگوں کے سائل کے لیے نمائندے مقرر کئے تھے، تا کہ لوگ زمانہ غیبت میں کھلنے محسوس نہ کریں اور لوگوں کو اس روشن کا عادی ہائیں۔ امام نے نظریہ مہدوہت کو امت مسلمہ اور اپنے حامیوں کے لیے ثابت کیا، اہر امام زمانہ (ع) کی حفاظت کیلئے عملی اقدامات کئے امام زمانہ (ع) کی ولادت کو قفل رکھا اور لوگوں کے سائل کو وکلاء اور خط و کتابت کے ذریعہ حل کیا۔ جس کی بدولت حکومت وقت کو تمام تر کوششوں کے باوجود امام زمانہ (ع) کی ولادت کی خبر نہ ہو سکی اور اس طرح امام اپنے دور جنم کو دھمن کے شر سے محفوظ رکھنے میں کاملاً مدد ہوئے اور اہر حضرت امام عسکری (ع) نے اپنے اصحاب کے درمیان امام زمانہ (ع) کا تعارف کرایا۔

احمد بن اسحاق بن سعید اشعری کی روایت ہے کہ میں حضرت امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ کے جائشی اور وہی کے متعلق سوال کر دیں۔ امام نے بغیر کسی تمہید کے فرمایا: اے احمد بن اسحاق! خداوند عالم نے

حضرت آدم کی خلقت سے لے کر آج تک زمین کو محنت خدا سے خالی نہیں رکھا اور یہ سلسلہ تا قیامت قیامت جاری و ساری رہے گا، کیونکہ محنت (امم مخصوص) کے صدقے میں لوگوں سے بلا نیکی ہیں اور باران رحمت کا نزول ہوتا ہے اور محنت خدا کے طفل ہی سے زمین میں نعمات و برکات موجود ہیں۔

احمد بن اسحاق نے عرض کیا: یا بن رسول اللہ! آپ کے بعد آپ کا جائشیں کون ہو گا؟

امام فوراً کرے میں گئے اور جب ہاہر تشریف لائے تو آپ کی آنکھ
میں تین سالہ پچھے تھا، جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہا تھا، تو امام نے
محنت سے فرمایا:

اے احمد! اگر تھماری عظمت خدا اور ہمارے (آئمہ مخصوصین) نزدیک
عزیز نہ ہوتی۔ تو جسمیں بھی بھی یہ راز نہ ہتانا اور اس فرزند کی زیارت بھی تجھے نصیب
نہ ہوتی۔ اس کا نام رسول خدا کا نام اور اس کی کیتیت رسول خدا کی کیتیت ہے۔

اے احمد! خدا نے اسے وہ مقام دیا ہے کہ جس کے ذریعے خداوند عالم
زمین کو عدل و النصف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح علم و جور سے پر ہو گی۔

اے احمد! اس کی مثال اس امت میں ایسے ہے جیسے حضرت خنزیر اور
ذوالقرنین کی تھی۔ خدا کی قسم اس کا زمانہ غیبت بہت طولانی ہو گا، اس دوران گمراہی
و ہلاکت سے وہی لوگ نجات پائیں گے جو اس کی امت کے معتقد ہوں گے، اللہ
 تعالیٰ کی طرف سے انہیں کو اپنے امام کے ظہور کی قبیل کے لئے دعا کرنے کی توفیق
حاصل ہو گی۔

امام صادق کے زمانے ہی سے جاری ہے) فقهاء مجتهدین امام کی طرف سے خدا کے حلال و حرام میں امن ہیں، چنانچہ حضرت امام حسن عسکری کی زندگی میں نظام مرہبیت کی بنیادوں کو محکم کیا گیا تا کہ شیخ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہو جائیں اور بلا جھگ اپنے سائل کو فقہاء کے سامنے پیش کرے۔ امام نے سفیر ان آل وہ (یعنی فقہاء و محدثین) کا تعارف اس انداز سے کرایا کہ یہ ہماری طرف سے حلال و حرام خداوندی پر امن ہیں، ان کی مخالفت ہماری (آل بیت) مخالفت ہے، اور یہ (فقہاء) ہماری طرف سے تم پر جوت ہیں جس طرح ہم ان پر ہیں۔

یہ صرف ہماری طرف سے ادعائیں ہے بلکہ بطور مثال امام حسن عسکری نے اپنے چہ بزرگوار امام صادق علیہ السلام کی حدیث کو یوں لفظ کیا ہے:

فاما من كان من الفقهاء صانعاً لنفسه حافظاً لدعيمه
مخالفاً لهواه مطيناً لامر مولاه فللعوام ان يقلدوه

”ہم فقہاء میں سے جو اپنے نفس پر کنٹرول رکھتا ہو اور دین اسلام کا محافظ، خواہشات نفسانی کا مخالف اور اپنے مولا کے امر کا مطیع و فرمانتہدار ہو تو عوام کو چاہیے کہ ایسے مجتهد (Jurist) کی تقلید کریں۔“

امام نے فقہاء مجتهدین کی صفات اور شرائط کو واضح طور پر بیان کر دیا کہ جن میں یہ صفات پائی جائیں ان کی تقلید کریں، لہذا تقلید کرنا حکم امام ہے اور اگر حکم امام کی خلاف ورزی کی تو اس کے اعمال باطل ہو جائیں گے۔ مذکورہ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نظام مرہبیت دراصل امامت کے زیر نظر نظام کا نام ہے کہ جس

(۲) نظام مرہبیت

جبیسا کہ حضرت کے ولاد کے سلسلے میں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ امام نے ان کی اہمیت اور عظمت کو روشناس اور غیرت کے زمانے میں دین اسلام کی رہبری کا تعارف کرایا، اور خود امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے دور امامت میں اکثر سائل، احکام اور وجوہات شرعیہ کو مراجع اور ولاد کے سپر و کیا، وہ حقیقت دور حاضر میں فقہاء دین راہ امامت و ولادت میں پاسبان ہیں یعنی امام زمانہ (ع) کی امامت کے زیر سایہ مراجع و فقہاء بھی رسالت اللہ اور اسی طرح ملت اسلام کی بہاد کے خالیں ہیں، اسی لیے تو ان کے وجود سے ہر ظالم و جائر گھبرا تا ہے اور انہی سے کفار و مشرکین کے حرسبے ناکام ہوتے ہیں۔

وہ حقیقت نظام مرہبیت نظام امامت کی ترویج کا نام ہے اور نظام مرہبیت کا اجراء امام حسن عسکری کی طرف سے ہوا، بلکہ (سلسلہ) مرہبیت کا سلسلہ

فصل سو مم

امام کے اصحاب اور وایان حدیث



نظام کی بنیاد عدل و انصاف اور تقویٰ الہی پر استوار ہے۔ اس نظام سے معاشرے میں ٹھوپاگی، پاکیزگی اور روشن فکری بیدا ہوتی ہے جو اسلام کے زیر سایہ ہے اس سلسلہ نہادت کی مثال بالکل چاعد کی روشنی کے ماند ہے یعنی جس طرح چاعد کی روشنی اس کی اپنی ذاتی نعمت ہے بلکہ سورج کی روشنی کی بدولت ہے، اسی طرح نظام مرہیعہ کی روشنی اور امامت و ولادت سے حاصل ہوتی ہے۔

پوروگارا: بحق محمد و آل محمد میں نظام مرہیعہ پر عمل ہوا ہونے کی توفیق اور ان کے حامیوں میں سے قرار دے اور ہمارے امام برحق مہدی موجود (امام زمانہ (ع)) کے غبور میں قبیل فرم۔ (آمن یا رب العالمین)۔



(۱) ابراہیم بن ابی حفص

ان کے تعلق نجاشی نے یوں تحریر کیا ہے : ابراہیم بن ابی حفص کا شار
حضرت امام حسن عسکریؑ کے بزرگ اصحاب میں ہوتا ہے، یہ بہت موقن اور امام کی
نظر حاصل ہے اس کے شامل تھی۔ انہوں نے ایک کتاب غالیوں کی رو میں لکھی۔

(رجال نجاشی)

(۲) ابراہیم بن خضیب

شیخ طویلؒ نے انہیں امام کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ (رجال طویل)

(۳) احمد بن محمد بن عیسیٰ الشعرا

احمد بن محمد بن عیسیٰ روایت نقل کرنے میں بہت خاطر تھے، غالباً قم کے علماء
کی یہ روشن رہی ہے کہ آئندہ کو ان باقتوں سے بری الفضل رکھیں، جن باقتوں کو غالی اور
مخرف افرا و آئندہ علیہم السلام کی طرف غلط منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی بناء پر
رواقتوں کو نقل کرنے میں نہایت احتیاط کرتے تھے۔

(۴) ابراہیم بن عبدہ

شیخ طویلؒ نے انہیں امام علی الحنفیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے
اصحاب میں سے شمار کیا ہے۔ (رجال طویل)

گذشتہ مباحثت میں ہم نے امام کے ایک خط میں ان کا تذکرہ کیا تھا کہ
امام کو ان پر کتنا اعتماد کرنے تھے، آپ نے انہیں اپنا نامانندہ قرار دیا، جو بذات خود
ان کے عظیم المرتبہ ہونے پر دلیل ہے۔

امام کے اصحاب اور راویان حدیث

حضرت امام حسن عسکریؑ کا دور بھی دیگر آئندہ مصومن کے مانند علوم و
معارف کا مرکز رہا، مسلسل حق کی نشر و اشاعت اور امر بالمردوف و نهي عن المکر کا
سلسلہ چلارہا، آپ کے اصحاب اور شاگردوں میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جنہوں
نے آپ سے پہلے دیگر مصومن سے کسب فیض کیا تھا۔ آپ کے اصحاب اور راویان
احادیث مسٹگیما (ڈائرکٹ) امام سے کسب فیض کر کے لوگوں بھی پہنچاتے تھے، ظاہر
ہے، راویان احادیث میں سے بعض صرف روایت نقل کرتے تھے اور کچھ ساتھ ہی
ساتھ تالیفات اور تصنیفات میں مشغول رہتے تھے اور جبکہ دوسری طرف عہدی
حکومت فقہاء اور علماء کو امام سے ملنے بھی دیجی تھی تا کہ امام کا مقام لوگوں میں
آفکار نہ ہونے پائے اور عہدی حکومت کے خلاف بغاوت کی فضا ہمارا نہ ہو سکے،
بہر حال ان مختیوں اور پابندیوں کے باوجود عاشقان ولایت خدمت امام میں
شرفیاب ہو کر کسب علوم کرتے تھے، ہم یہاں پر آپ کے چند اصحاب اور راویان
احادیث کا اجمالی طور پر ذکر کرتے ہیں۔

(۵) احمد بن ابراہیم

احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن داؤد بہت بڑے اہل لفظ تھے۔ انہوں نے امام اور آپ کے پورب زرگوار سے روایات لفظ کی ہیں۔ (رجال طوی) نجاشی ان کے متعلق یہوں انکھار خیال کرتے ہیں کہ محتول ہے کہ احمد بن ابراہیم کا تعلق آپ کے خاص اصحاب میں سے تھا۔ ان کی کئی تبلیغات ہیں، جن میں سے "اسماء الجبال والیاہ الادویہ" نبی علیل، "نوار الاعراب" جیسی معروف کتابیں ہیں۔

(۶) احمد بن اسحاق

احمد بن اسحاق بن عبد اللہ بن سعد بن مالک بن احوس، ان کی کنیت ابو علی ہی ہے، انہیں اہل قم نے امام کی خدمت میں بیسجا تھا، احمد بن اسحاق کا شمار امام کے خاص روایان خدمت میں ہوتا ہے، شیخ طوی ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ احمد بن اسحاق کا تعلق ان افراد میں سے ہے کہ جنہوں نے امام زمانہ (ع) کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔

ایک دفعہ محمد بن ملت ہی نے امام زمانہ (ع) کی خدمت میں محلہ کھا جس میں احمد بن اسحاق کا تذکرہ کیا کہ وہ حج کا ارادہ رکھتے ہیں انہیں ایک ہزار دینار کی ضرورت ہے اگر آپ اجازت فرمائیں تو انہیں دو جہات شرعیہ میں سے قرض کے عنوان سے دوے دوں اور جب وہ دوں میں آئیں تو ادا کر دیں، امام نے جواب میں تحریر فرمایا:

ایک ہزار دینار انہیں دوے دو اور جب وہ حج سے واپس آئیں تو اس قم کے طلاوہ بھی ان کا حق ہمارے پاس موجود ہے۔ (رجال کشی) امام کی اس توقع

سے احمد بن اسحاق کی حریت عظمت اجاگر ہوتی ہے کہ وہ امام کی کتاب میں کس قدر با ایمان اور قابلِ طیباں شخص تھے۔

(۷) اسحاق بن اسماعیل:

اسحاق بن اسماعیل نیشاپوری قابلِ اعتماد اور سورہ دوچ مخصوص تھے، شیخ طوی نے انہیں حضرت امام حسن مسکریؑ کے اصحاب میں سے شمار کیا ہے۔

(۸) احمد بن جلال

شیخ طوی نے انہیں امام حسن مسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، مگر یہ مخصوص قابلِ اعتماد ہیں تھا کیونکہ قاسم الدہب تھا (رجال طوی)

(۹) اسحاق بن محمد

اسحاق بن محمد بھری جن کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ شیخ طوی نے انہیں حضرت امام حسن مسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے (رجال طوی) لیکن کئی کشی نے اپنی رجال کی کتاب میں انہیں غالیوں کے گروہ میں سے قرار دیا ہے۔

(۱۰) اسماعیل بن محمد

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل ہاشمی عہدی، جنمیں شیخ طوی نے حضرت امام حسن مسکریؑ کے اصحاب میں سے قرار دیا ہے۔ (رجال طوی)

(۱۱) جابر بن سہیل

جابر بن سہیل صیقل ان کا شمار حضرت امام علی نقیؑ، حضرت امام حسن مسکریؑ اور امام زمانہ (ع) کے دکاء میں شمار ہوتا ہے۔ (رجال طوی)

(۱۲) حفص بن العربی:

حفص بن العربی کو شیخ طوی نے حضرت امام عسکری ع کے اصحاب میں سے ذکر کیا ہے، حضرت امام نے اپنے اصحاب میں سے ان کے متعلق وقوع میں ارشاد فرمایا:

”شہر مرد سے عمری تک جاؤ اور ان سے ملاقات کرو، خداوند عالم ان سے ہماری ولایت کی بنا پر راضی و خوشود ہے، جب ملاقات ہو تو انہیں میراسلام کہنا اور انہیں اپنا تعارف کرائیں تاکہ وہ تمہیں پہچان سکیں وہ بہت سی پاک طینت اور ہمارے امین ہیں اور وجوہات شرعیہ میں سے جو کچھ ہمارا حصہ ان تک ملختا ہے وہ ہم تک پہنچا دیتے ہیں۔“ (حیاة الامام عسکری ص ۳۳۷)

(۱۳) محمد بن سلیمان:

شیخ طوی نے انہیں حضرت امام حسن عسکری ع کے اصحاب میں سے قرار دیا۔ یہ بہت مؤثت تھے اور ان کا شمار بزرگان شیعہ میں ہوتا ہے۔

(حیاة الامام عسکری ص ۳۳۷)

(۱۴) داؤد بن ابی زید:

داؤد بن ابی زید کا متعلق نیشا پور سے ہے، وہ بہت مؤثت اور دیدگار تھے، شیخ طوی نے انہیں دویں اور گیارہویں امام کے اصحاب میں سے ذکر ہے۔

(۱۵) سندی بن راقع

ان کا متعلق کوفہ سے تھا، شیخ طوی نے انہیں حضرت امام حسن عسکری ع کے اصحاب میں سے قرار دیا اور لکھا ہے کہ ان کا شمار مؤثت ترین افراد میں سے ہوتا تھا۔ (رجال طوی)

(۱۶) شاہویہ بن عبد اللہ

شیخ طوی نے انہیں گیارہویں امام کے اصحاب میں ذکر کیا ہے۔

(۱۷) صالح بن عبد اللہ:

صالح بن عبد اللہ کو شیخ طوی نے حضرت امام حسن عسکری ع کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔

(۱۸) سید شاہ عبدالحیم حنفی

سید بزرگوار حضرت عبدالحیم حنفی کا شجرہ نسبتہ جتاب امام حسن مجتبی سے جاتا ہے، آپ کے پدر بزرگوار حضرت عبد اللہ بن علی ہیں، آپ اپنے زمانے کے بہت بڑے محدث اور مجتہد تھے، آئندہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو فقہاء کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا تھا، جس طرح ابو حماد رازی کی روایت ہے: میں شہر سامراہ میں حضرت امام حسن عسکری ع کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے کچھ شرعی سائل کے متعلق سوالات کئے۔ امام نے میرے تمام سوالوں کے جواب دیئے اور جس وقت میں نے امام سے اجازت مانگی تو امام نے مجھے فرمایا:

حاد! اگر تمہیں اپنے علاقہ میں کوئی شرعی مسئلہ درپیش آجائے تو سید عبدالحیم بن عبد اللہ حنفی سے پوچھ لیتا، جب جانا، تو انہیں ہمارا اسلام پہنچا دینا۔

و رحمت شاہ عبدالظیم حنی اپنے رمانے میں باعثت فضیلت اور اہل تشیع کی پناہ گا تھے۔ (حیات امام حسن مکری ص/۱۳۸)

ایک وفہ کا واقعہ ہے کہ ایک شیخ نے رات کو خواب میں جناب رسول خدا کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا:

میرا ایک فرزند مطہ موالی اور عبد الجبار بن عبد الواحد کے بائی میں دُن ہو گا، جب یہ خواب ہاغبان کو سنایا تو عبد الجبار نے کہا، میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا ہے، چنانچہ اس بائی کو آپ کے نام وقف کر دیا گیا، اس سے کچھ دن بعد حضرت عبدالظیم پیارہ ہوئے اور اسی دوران اپنے خالق سے جاتے حصل دیتے وقت آپ کی جیب سے ایک لوشٹہ لٹلا جس میں آپ نے اپنا شمرہ نسب لکھا ہوا تھا (رجالِ مجاشی) آپ کا روضہ اقدس تہران "شہرے" میں ہے۔ جو آج بھی عاشقان ولایت کی زیارتگاہ ہے، آپ کی قدر و منزلت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام علی تھا نے آپ کی زیارت کے متعلق فرمایا:

جو بھی شاہ عبدالظیم حنی کی قبر کی زیارت کرے گا تو اس کا ڈوب زیارت حضرت سید الشهداء امام حسن تھا کے برابر ہے۔

(۱۹) عبد اللہ بن جعفر حیری

عبد اللہ بن جعفر شریم کے بہت نای گرای فتحہ تھے، آپ نے بہت سی کتابیں تالیف کیں تقریباً ۱۲۹۰ھ میں کوفہ تعریف لائے، کافی حدیک لوگوں نے آپ سے روایتیں لفظ کیں۔ (حیات امام حسن مکری ص/۱۵۱)

۲۰۔ علی بن جعفر ہانی:

یہ بہت قابل غصہ اور امام حسن مکری تھا کے وکیل تھے۔ ان کے متعلق ایک بہت دلچسپ دائم محتول ہے کہ متول کے دور میں علی بن جعفر کو حضرت امام حسن مکری تھا سے ارجاطاً کئے کے جنم میں قید کر دیا گیا اور ان کی قید کی مدت روز بہرہ زیاد ہوتی گئی یہاں تک کہ آزادی کی کوئی امید نہ رہی، تو انہوں نے متول کے وزراء میں سے ایک وزیر (عبداللہ بن خاقان) کو تمن ہزار درہم دینے کو کہا تاکہ وہ متول سے میری رہائی کے حقوق سفارش کرے، جب عبد اللہ بن متول سے بات کی تو متول نے کہا: تمہارے حقوق مجھے لٹک ہو رہا ہے کہ تم راضی ہو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علی این حضرت امام کا وکیل ہے، میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ جب یہ خبر علی بن جعفر تک پہنچی تو انہوں نے امام کی خدمت میں لکھا:

اے میرے آقا! خدا کیلئے میری مدد کیجئے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں میں لٹک و تردید کا ہمارہ ہو جاؤں۔

امام نے جواب تحریر فرمایا: اگر تم اس حدیک پہنچ پہنچے تو میں تمہاری رہائی کیلئے خداوند عالم سے دعا کروں گا، یہ سارا امیراء شب جحدہ کا تھا کہ دعا برے دن متول کو شدید بخارہ ہو جا جس کے نتیجے میں سووارکے بخار نے اسے ٹھیک کر دیا، اسی اثنائیں متول نے حکم دیا کہ میرے سامنے کچھ قیدیوں کے نام لیے جائیں تاکہ وہ آزاد کر دوں ان ناموں میں سے علی بن جعفر کا نام بھی پکارا گیا تو متول نے ان کی رہائی کا حکم دے دیا، جب علی بن جعفر آزاد ہوئے تو حضرت امام حسن مکری تھا نے

مور حسن ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں عی قبر تیار کی ہوئی تھی، وہ ہر روز اپنی قبر میں جا کر قرآن مجید کے ایک جزء کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ حثان بن سعید کا جمادی الاولی ۳۰۲ یا ۳۰۳ محرم کو انتقال ہوا، انہوں نے اپنی وفات کی پہلے سے خبر دے دی تھی، ان کی قبر مطہر بخداو میں ہے، بخداو کے لوگ ان کی قبر کو شیخ غلاقی کے نام سے پہلوانتے ہیں۔

(۲۲) علی بن ہلال

شیخ طویل نے ان کو حضرت امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں شمار کیا ہے، نجاشی ان کے ہزارے میں کہتے ہیں وہ دراصل بخداو کے رہنے والے تھے، بعد میں واسطہ کی جانب گئے۔ امام حسن عسکریؑ نے اسحاق کے نام تو قیع میں فرمایا: اے اسحاق! ہمارے مخلوط بھی کبھار علی بن ہلال کو سنایا کرو، وہ ہمارے بہت قابل اعتماد امانت دار اور واجبات کی معروف رکھنے والے ہیں۔ (اکنی والا نقاب ص ۲۶۸)۔

(۲۳) فضل بن شاذان

شیخ طویل نے ان کا شمار امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں کیا ہے، وہ ہیچان آں مور میں بہت فحال تھے۔ علماء حنفیین میں سے بے حد قدر و منزلت کے حامل تھے، ان کی بہت سی تالیفات موجود ہیں، ان کی تالیفات کو امام کی خصوصی عنایت حاصل تھی۔ فضل بن شاذان کی ایک سو اسی (۱۸۰) تالیفات ہیں ان میں سے بعض تالیفات جب امام کو دکھائی گئیں تو آپ نے ان پر عمل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ”یہ کتاب صحیح ہے اور اس پر عمل کرنا سزاوار ہے“

انہیں کہدیکھجا اور وہ وہیں مجاہد ہو گئے۔ (خطاۃ الامام احسن عسکری ص ۱۵۶)

(۲۴) حثان بن سعید (ابو عمرہ)

بہت بھی جلیل القدر، صاحب تقویٰ صحابی تھے، آخرہ طیہم السلام کو ان پر بہت زیادہ اعتماد تھا، احمد بن اسحاق بن سعد تھی کی روایت ہے کہ میں ایک دفعہ حضرت امام ابو الحسن علی نقیؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، میں نے عرض کیا میرے آقا! میں کبھی بھاں کبھی وہاں رہتا ہوں تو ایسی صورت حال میں آپ سک رسائی نہیں ہو پاتی، تو ایسے موقع پر میں کس کی ہات پر عمل کروں؟

امام نے فرمایا: ابو عمرہ کی، اس لیے کہ ابو عمرہ میرے نزدیک بہت ہی موثق اور امن شخص ہیں۔ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں وہ ہماری طرف سے کہتے ہیں اور جو کچھ وہ ادا کرتے ہیں وہ میری طرف سے ہوتا ہے۔ اور حضرت امام علی نقیؑ کی شہادت کے بعد، (احمد بن اسحاق) کہتے ہیں کہ جب میں آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، جو بائیں امام علی نقیؑ سے پچھلی حسیں امام حسن عسکریؑ سے پچھلیں تو امام نے فرمایا:

ابو عمرہ ہمارے لیے بہت قابل اعتماد اور امن شخص ہیں اور وہ میرے باب کے نزدیک بھی مور داماد تھے جیل وہ جو کہتے ہیں میری طرف سے کہتے ہیں اور جو ادا کرتے ہیں وہ میری طرف سے ہوتا ہے۔ (اکنی والا نقاب ص ۲۶۷/۳)

حثان بن سعید وہ جلیل القدر صحابی ہیں کہ جو تقریباً بھاں سال تک حضرت امام زمانہ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے وکل خاص بھی رہے ہیں زمانہ غیبت میں شیعہ ان سے مسائل پوچھتے تھے اور حثان بن سعید امام زمانہ علیہ السلام سے پوچھ کر لوگوں کو بتاتے تھے۔

ختنی کیا ہو سکتی ہے کہ جنمیں پورہ گار نے تھج جیسا بیٹا نصیب کیا ہوتا کہ تم ان کی رحلت کے بعد ان کے جانشین ہو اور ان کے لیے طلب مختارت کرو۔"

بهرام نے فرمایا:

"خدا کا شکر ہے، خداوند عالم نے جنمیں وہ منفات عطا کی ہیں کہ جن کی نیا پر لوگ تم سے محبت کرتے ہیں، میری دعا ہے کہ خداوند عالم تمہارا ناصر و مددگار رہے اور تمہاری توقعات خبر میں اضافہ کرے۔" (تمام الرجال الحدیث ۲۳۰/۱۶)

شیخ صدوق نے عبداللہ بن جعفر حیری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن حنفیہ سے پوچھا: کیا آپ امام زمانہ (ع) کی زیارت سے شرفاب ہوتے ہیں؟

انہوں نے کہا: تھی ہاں میری آخری ملاقات بیت اللہ میں ہوئی کہ امام اپنی دعا میں فرمارہے تھے۔ اے پورہ گار! اُس وعدہ کو جلدی پوا کر، ہو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

محمد بن حنفیہ بہت امن اور موافق فرض تھے، جمادی الاولی (۳۰۵) میں رحلت فرمائی۔

(۲۵) محمد بن عسیٰ

شیخ طویل نے محمد بن عسیٰ بن علی کا شمار حضرت امام حسن عسکری کے اصحاب میں سے کیا ہے۔ نجاشی قطر از ہیں کہ محمد بن عسیٰ کا شمار جلیل القدر شیعوں

امام فضل بن شاذان کا بہت زیادہ انتظام کیا کرتے تھے اور انہیں مرتب اُنہیں اپنا دوست پکار کر ان کیلئے مظہرتوں کی دعا فرمائی (رجال کشی)

علامہ کشی نے فضل بن شاذان کے حلقوں کیتھی توزوں کی وہ ہائی لفل کی ہیں کہ جو ذہنوں نے سازش کے طور پر بھیلائی تھیں تاکہ ان کے مقام کو لوگوں کی نظریوں سے گراہی جائے۔ فضل بن شاذان نے آئندہ طبیم السلام کے مشن کی ترویج میں کافی حد تک جنمیں اخراجیں۔ خداوند حوالہ ان کے درجات عالیہ میں اضافہ فرمائے۔

(۲۶) محمد بن حنفیہ

محمد بن حنفیہ عمری، جن کی کنیت ابو جعفر ہے۔ بہت موقع اور قابل اعتماد صحابی تھے۔ ان کی علیمت و جلالت میں کافی روایات وارد ہوئی ہیں۔ احمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری سے وریافت کیا۔ یا ابن رسول اللہ! میری مخاشرت کس سے ہوئی چاہیے اور کس سے اپنے دینی سماں پوچھوں اور میں کس کی باتوں پر عمل کروں؟

امام نے جواب میں فرمایا: عمری (حنفیہ بن سعید) اور ان کے بیٹے (یعنی محمد) کی، اس لیے کہ یہ دلوں نہ لئے ہیں۔ یہ جو کہتے ہیں وہ ہماری طرف سے ہوتا ہے (۱) ان کے پدر کی وفات پر امام زمانہ (ع) نے اپنی توقع میں تصریحت میں کی اور ان کی مظہرتوں کی دعا اور انہیں میری کلین کرتے ہوئے فرمایا:

"خداوند تمہیں اجر جزیل اور اس مصیبت پر سبroeے اور ہم بھی تمہارے ساتھ اس مصیبت میں شریک فرمیں ہیں، خداوند عالم ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا کرے اس سے بڑھ کر ان کی خوش

میں ہوتا ہے۔ بہت قائل اعتماد، ثقہ اور عظیم صفات کے حال تھے اور آپ کی تصانیف بہت زیاد ہیں۔

ہم بھاگ پا امام کے اصحاب کے احوال کو اختصار کی بناء پر نظام کر رہے ہیں، اگرچہ بعض کتب میں روایات حدیث کے سلسلہ کو ایک سوانح میک لکھا ہے، حریر معلومات کیلئے "منہ الدام اعسکری" تالیف شیخ عزیز اللہ حطاب الردی کی کتاب کی طرف رجوع کریں۔ امام کے روایوں اور اصحاب کا آل محمدؐ کے مشن کی ترویج و تبلیغ میں کافی حصہ رہا ہے، ان میں سے امام کے کچھ ایسے کلام اور نامن بھی تھے جن کا شمار نظام مرہبیت کے ارکان میں سے ہوتا تھا، یہ حضرات خود امام سے فیض حاصل کر کے امامت کی بہادت کرتے تھے۔ انہوں نے امام اور امامت کے درمیان رابطہ کو مضمون کیا، کیونکہ یہ وہ نظام ہے جو ہر قوم کے فتنے اور فساد سے بچاتا ہے۔ نظام مرہبیت نظام دلائیت کا ترجمان ہے۔ جس نے زمانہ غیبت میں اس نظام سے رابطہ مضمون کیا وہ دور حاضر کے ہر خالم کے قلم اور استعماری ساز شہوں سے محفوظ رہے گا کیونکہ اس سلسلہ مرہبیت کی پسروں دلائیت و امامت ہے۔ اس وقت عالم طاغوت کی ٹھاں میں نظام مرہبیت کی بربادی پر گئی ہوئی ہیں، دشمن اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ شیعیت کی بقاہ کا راز نظام مرہبیت ہے، اسی لیے دشمن میڈیا اور دہراتے تمام وسائل کو نظام مرہبیت ختم کرنے کیلئے استعمال کر رہا ہے لیکن دشمن کی یہ بھول ہے کیونکہ اس نظام مقدمہ کا حاوی و ناصر پرورہ غیب میں موجود ہے البتہ مگر اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ قوم شیعہ ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بینہ جائے بلکہ ہمارا شرعی فریضہ ہے کہ سعی و شام حکومت اسلامی کے قیام کے لیے کوشش رہیں، نہ کہ دشمن کی سازشوں کا دھکار ہوتے نظر آئیں۔

نظام مرہبیت کی چند خصوصیات

امام حسن عسکری نے اس نظام کو مضمون کیا، اس لیے نظام مرہبیت، دلائیت مخصوصیت کے زیر سایہ مواعیں دوالیں ہے اور یہ نظام امور دینی و اخروی کا ذمہ دار ہے، لہذا اس کے کچھ بعماود (Dimension) کو ذکر کرتے ہیں۔

اس نظام کا سرچشمہ امامت ہے اور یہ نظام فطرت و وجدان کے تقاضوں کے مطابق مسلمانوں کے درمیان نقطہ اجتماع ہے۔

اس نظام کی بنیاد تقویٰ الہی پر ہے، اسی لیے اس نظام میں قوم پرستی، جغرافیائی حدود صدود، امیر و غریب، رنگ و روبہ اور اسلامی تسبیبات کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ معیار، ان اکرم مکم عند اللہ انتقام کم - ہے۔

نظام مرہبیت کا ہرگز یہ مقصود نہیں ہے کہ قوم و قبیلے کا انکار کیا جائے بلکہ خداوند کریم نے قوم و قبیلے کو ایک دوسرے کی بھیجان کا ذریعہ قرار دیا۔ جس طرح ارشاد رب الحضرت ہے:

یا ایلہا الناس انا خلقتہا کم من ذکر و انشی و جعلنا شعوریاً
و قبائل لتعارفووا۔

پس اسلام میں معیار قوم و قبیلہ کی شرافت و بزرگی نہیں بلکہ تقویٰ الہی ہے (یعنی قوم و قبیلہ محض ایک بھیجان کا ذریعہ ہیں)۔ جس طرح تاریخ میں کعنان (حضرت لوح کا بیٹا) قرابت کے ہوتے ہوئے غرق آب ہوا، اور ادھر سلطان فارسی "بیگم" ہوتے ہوئے "مناہلہبیت" کا مصدق قرار پائے۔ جس طرح خدا نے نبوت و امامت کو لوگوں پر اپنی جدت قرار دیا، اسی

خطوط:

(۱) ابراہیم کے متعلق امام کا خط

حضرت امام حسن عسکری رض نے ابراہیم بن عبدہ کو اپنا وکیل شرعی نایا تا کہ وہ شیعوں سے وجوہات شرعیہ بخیں اور ان کو دینی کاموں میں خرچ کریں۔ امام کے اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابراہیم کتنے امین شخص تھے۔ اس خط میں آپ نے ان کی بہت تحملی اور حکمرم کی۔ بعد میں کچھ افراد نے امام سے پوچھا کہ کیا ابراہیم بن عبدہ کے متعلق آپ کی کوئی تحریر ہے؟ چنانچہ امام نے جواب میں فرمایا:

وَكَانَى الَّذِي وَرَدَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِهِ بِتُوكِيلِي أَيَّاهُ
بِقِيسِ حَقْوَى مِنْ مَوَالِيَنَا هَنَاكَ، نَعَمْ هُوَ كَانَى بِخَطْلِي
إِلَيْهِ أَقْتَهَ لَهُمْ بِبَلْدِهِمْ حَقًا غَيْرَ باطِلٍ فَلِيَقُولَ اللَّهُ حَقٌّ تَقَاءُ
وَلِيَخْرُجُوا مِنْ حَقْوَى، وَلِيَدْفُعوا إِلَيْهِ، قَدْ جُوزَتْ لَهُ مَا
يَعْلَمُ بِهِ فِيهَا وَفَقَهَ اللَّهُ وَمَنْ عَلَيْهِ بِالسَّلَامَةِ مِنَ التَّعْصِيرِ

(رہائشی ص ۳۰۸)

میرا خاطر جس میں ابراہیم ابن عبدہ کو میں نے اپنی طرف سے وکیل نایا ہے

طرح زمانہ نسبت میں نظام مرہبید (کہ جو ترجمان امامت ہے) کو اپنی جنت قرار دیا، تھی جس نے نظام مرہبید کو اپنا بیان اور سعادت مند بنا اور جس نے اس نظام سے گریز کیا تو روز قیامت اس کے پاس کوئی قابل تعلیل عذر نہیں ہو گا، کیونکہ اس کے جواب میں کہا جائے گا، ہم نے فتحاء کو تھارے لیے زمانہ نسبت میں جنت قرار دیا تھا تو نے کس لیے ان کی بیرونی نہیں کی۔



حضرات نے ابراہیم بن عبدہ کی دکات کے متعلق اور وجہات شرعیہ وصول کرنے کے بارے میں پوچھا) جی ہاں میرے ہاتھ کا تحریر شدہ خط، ان کے پاس موجود ہے۔ ابراہیم بن عبدہ کو اختاب کرنا (ہماری نظر میں) اس شہر کے لوگوں کے حق میں صحیح تھا نہ کہ غلط۔ میں ابراہیم کو اس طرح تقویٰ الی اختیار کرنا چاہیے جس طرح کہ اختیار کرنے کا حق ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ ہمارے حقوق اپنے اموال سے نکال کر ان کے پر وکر دیں اور میری طرف سے انہیں اجازت ہے کہ ان اموال کو جہاں مصلحت سمجھیں خرچ کریں، خداوند عالم انہیں کامیاب کرے۔ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور انہیں ہر قسم کی لغوش و کوتایی سے بخوبزار رکھ۔

فقیہہ الی بیت (علی بن حسین) کے نام خط

حضرت امام حسن عسکری ع نے فقیہہ بزرگوار ابو الحسن علی بن حسین بن بالبویہ ت (کہ جو بہت بڑے شیعہ عالم اور فرقہ و حدیث کے استاد تھے) کے نام آپ خط لکھا جس میں اپنے نے بسم اللہ کے بعد تحریر فرمایا:

الحمد لله رب العالمين، والعاقة للسترين، والجنة للموحدين، والنار للملاحدين، ولاعدوان الا على الظالمين، ولا اله الا الله احسن الخالقين، والصلة على خير خلقه محمد وعترته الطيبين:

اما بعد او صیک یا شیخی و محدثی و فقیہی ایا الحسن علی بن الحسین القمی، وقتل الله لمرضاۓ فانه لا تقبل الصلاة من مانعی الزکاۃ، او صیک بمحفظة الذنب، وكظم الغیظ، وصلة الرحم و مواساة الاخوان، والسم، فـ

حرائقهم فی العسر والیسر، والحلم عند الجهل، والتغطہ فی الدین، والتشتت فی الامور، والمهد لقرآن، وحسن الخلق، والامر بالمعروف، والنهی عن المنکر قال الله عزوجل هلا خیر فی كثير من نجواهم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس (نساء / ۱۱۲) واجتناب الفواحش كلها، وعليک بصلوة اللیل فان النبی اوصى علیاً فقال: يا علی علیک بصلوة اللیل۔ ثلاث مرات، ومن استخف بصلوة اللیل فليس منا، فاعمل بوصیتی، وأمر شیعیتی حتی یحصلوا علیه، وعليک بانتظار الفرج فان النبی قال: افضل الاعمال امتی انتظار الفرج، ولا یزال شیعتنا فی حزن حتی یظهور ولدی الذی نشرت مدحہ "محمد و شاء" ہے اس پروردگار کی جو عالمین کا پائیے والا ہے (ای خدا نے) متفقین کیلئے عاقبت بکیر، موحدین کیلئے جنت اور ہے دینوں کے لیے جہنم قرار دیا، اور خداوند متعال کسی کو وثنی نہیں رکھتا مگر ظلم کرنے والوں کو، خدا کے علاوہ کوئی معیوب نہیں وہی بہترین خالق ہے اور درود و سلام ہو اس کی بہترین حلقہ حضرت محمد اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر۔

اما بعد! اے شیخ اور میرے قائل اعتماد فقیہہ ابو الحسن علی بن حسین ت، خداوند عالم تھے اپنی رضا کے مطابق کامیاب کرے اور تمہارے صلب میں اپنی رحمت سے اولاد قرار دے، میں تمہیں تقویٰ الی، نماز قائم کرنے اور زکاۃ کی اوایلیں کی سفارش کرتا ہوں، بے شک جو شخص زکوہ کو روکے (یعنی ادا نہ کرے) اس کی نماز قبول نہیں

ہے اور اسی طرح گناہوں سے طلب مغفرت، غنیمت کے وقت بردباری، صدر جی، دینی بہادران میں مساوات، اور اپنے دینی بہادران کے مسائل کو حقیقت اور آسانی میں حل کرنے کی کوشش، جہالت کے وقت صبر و تحمل، اور دین میں تعلق (خلاص و کوشش کرنے) اپنے کاموں میں استقامت، قرآن سے عهد و بیان و بہترین اخلاق اپنانے، نیکی کا حکم اور بُرائی سے روکنے کی سفارش کرتا ہوں، جس طرح ارشاد پورنگار بھی ہے (غالباً ان لوگوں کے راز میں کوئی خبر نہیں مگر جب وہ صدقہ یا کار خیر یا لوگوں کے درمیان اصلاح کا حکم دیں)، اسی طرح تجھے تمام بُرائیوں سے احتساب کرنے کی سفارش کرتا ہوں اور جھمپیں چاہیے کہ نماز شب پڑھو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ کو سفارش کلاتے ہوئے فرمایا:

یا علی تم پر نماز شب ضروری ہے (اس جملے کو تین مرتبہ ارشاد فرمایا) اور جو بھی نماز شب کو اہمیت نہ دے وہ ہم سے نہیں ہے۔ جسیں میری وصیت پر عمل کرو اور میرے شیعوں کو بھی اس کا حکم دو تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں اور جھمپیں ظہور امام زمانہ (ع) کا مختصر رہنا چاہیے، اس لیے کہ جنہیں اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

”میری امت کا سب سے بہترین عمل انتظار فرج ہے“

اور ہمارے شیعوں سے پریشانیاں، اس وقت تک فتح میں ہو گی جب تک میرے ہیئے (جس کی میں نے بھارت دی ہے) کا ظہور نہیں ہو گا:

انہ یسلاً الارض عدلاً و قسطاً کما مللت ظلماً و جوراً
فاصبر یا شیخیٰ، وامر جميع شیعیتی بالصبر فَإِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ
لِلْمُتَّقِينَ (اعراف ۱۲۸) ، والسلام عليك وعلى
جميع شیعتنا و رحمة الله و برکاته و حسبي الله ونعم

امام کے اس خط سے چند اقتباس

امام حسن عسکری ع نے علی بن حسین کی اس تعریف و تمجید کی کہ انہیں اپنا فقیہ اور قابل الطینان شخص ہونے کی تائید کی، یہاں تک کہ اپنے امور ان کے پروردگار کے اور ان کی توفیقات میں اضافے اور ان کے لئے اولاد صاحب کی دعا کی۔ امام کی تحریر سے واضح ہے کہ علی بن حسین و اتعاب صاحب تقویٰ و تلمیذ بالحقی کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے۔ جس کی نماء پر امام نے انہیں عظیم القاب سے یاد کیا، اور علی بن حسین کے علمی مقام کا یہ عالم تھا کہ فقہاء و مجتہدین ان کے قلادی کو اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں، پس ملت تشیع کو چاہیے کہ خداوند عالم کا شکر ادا کرے کہ اس نے ہمیں کس قدر عظیم اور بزرگ علماء (جو دور حاضر میں دین اسلام کی پر بنے ہوئے ہیں)

کی تھت سے نوازا ہے، کیونکہ شکر نہ کریں کہ جن علماء کرام نے کسب علوم آل محمد اور دین اسلام کی ترویج اور سر بلحی کیلئے اپنی پوری زندگی نام زمانہ (ع) کے زیر سایہ صرف کروی اور زمانہ غیبت میں انھیاء آئندہ مخصوصین کی سیرت و کروار کے میکد ہیں۔

امام کی دعا کے بدولت علی بن حسین کو شیخ صدقہ جوہیا بیٹا عطا ہوا اور وہ شیخ صدقہ کہ جن کو دنیاہ فناہت میں بہت بڑا مقام حاصل ہے، انہوں نے شریعت مقدس اور آخر مخصوصین کی سیرت کو زندہ کیا شیخ صدقہ کی کتب میں سے "من الای بحضر الفقیہ" (کہ جس کا شمار کتب اربعہ میں ہوتا ہے) ایک ایسی کتاب ہے کہ جو گذشتہ زمانے کی طرح آج بھی فقہاء دمچھدین کے درمیان استدلائی کتاب بھی جاتی ہے۔

امام نے علی بن حسینؑ کو واجبات اللہ کی تاکید کرتے ہوئے دنیا کو بتا دیا کہ اللہ کے حدود کا خیال رکھیں اور اس کے وعدوں کو پورا کر کے اس کی رضا حاصل کریں اسی طرح نماز کی پابندی اور زکاۃ کی ادائیگی کا حکم دیجئے ہوئے فرمایا: جو بھی زکات ادا فہیں کر لیا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور راز واری کے متعلق امام نے فرمایا: کہ اگر راز داری صدقہ، کار خیر اور لوگوں کے درمیان اصلاح کی ہو وہ قابل حسین ہے، کیونکہ ان امور کے علاوہ راز داری سازش میں سکتی ہے۔

امام نے مکارم باخلاق کی تاکید کی اور اخلاق کے مہم پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: صدر جی انجام دو، اپنے غصے پر قابو رکھو، موبین کے مسائل اور حاجت روائی کی کوشش کرو، جس کے نتیجے میں انسان معرفت و کمال کی آخری منزل تک پہنچ سکتا ہے۔

* امامؑ کی سفارش نماز شب کے متعلق: کیونکہ نماز شب مومن کا شرف، بدن کی محنت، گناہوں کا کفارة، قبر میں مولیٰ و یادوں، دھشت قبر سے دوری کا باعث، چہرے کے نورانیت کا سبب اور رزق و روزی کی خانست ہے آئندہ مخصوصین کی احادیث میں موجود ہے کہ جس طرح مال و اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں، اسی طرح نماز شب آخرت کی زینت ہے اور امام حسن عسکریؑ سے نقل ہے کہ رسول خدا نے حضرت علیؓ کو نماز شب کے بارے میں تین مرتبہ تاکید کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؓ نماز شب کی ادائیگی تم پر لازم ہے، درحقیقت حضور اکرم صلی اللہ طیبہ وآلہ وسلم اس تاکید سے نماز شب کی اہمیت کو اجاگر کرنا چاہئے تھے، وگرنہ وہ علیؓ جو پوری رات عہادت خدا کرتے ہوئے یہاں تک کہ ہر رات ہزار رکعت نوافل ادا کرتے ہوں، ان سے تاکید کی کیا ضرورت تھی؟ بلکہ حضرت علیؓ رات کی تاریکی میں ستاروں کو ظاہب کر کے فرماتے ہیں۔

"اے ستاروا کوئی ایسی رات تو ہاؤ کہ جس میں تم نے علیؓ کو سویا ہوا پایا ہو۔"

امام حسن عسکریؓ نے رسول خدا کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے فقیہ کو نماز شب اور خدا سے مناجات کرنے کی سفارش کی۔ ہم اسی مناسبت سے نماز شب کے متعلق چند روایات ذکر کرتے ہیں:

رسول خدا نے فرمایا: رات کی تاریکی میں ذور کرعت نماز پڑھنا ہمارے لیے دنیا و مانیہا سے بہتر ہے۔

امام زین العابدینؑ سے کسی نے سوال کیا کہ اے فرزند رسول جو لوگ نماز

شب پڑھتے ہیں ان کے چہروں میں نورانیت کی کیا وجہ ہے؟

امام نے جواب دیا: کیونکہ وہ لوگ خداوند عالم سے جب خلوت میں راہ و نیاز کرتے ہیں تو خدا ان کے چہروں کو اپنے نور سے نورانیت بخدا ہے۔

امام صادق علیہ السلام شب کے متعلق فرماتے ہیں:

غالباً ہر انسان رات کو دن من مرتبہ بیدار ہوتا ہے اگر وہ نماز کیلئے اٹھ جائے تو بہتر ورنہ شیطان اس کے کالوں میں پیشاب کر دیتا ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے شیخ برقی نے روایت لعل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہر شخص کے سرہانے ایک شیطان (جس کا نام "رحا" ہے) آتا ہے اور جب صحیح کے وقت انسان بیدار ہوتا ہے تو شیطان جھکی دیکھ سلااد دینا ہے، کیاں تک کہ صحیح صادق گزر جاتی ہے اور شیطان اس کے کالوں میں پیشاب کر کے چلا جاتا ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام کی ایک اور روایت ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے جو بھی رات کو سہا ہے تو شیطان اس کے سرہانے اکثر تم گردہ لگاتا ہے اور یہ کہ کہ پھوٹکا ہے "علیک لیل طوبیل فارقد" سوتے رہا بھی رات (طلوانی) باقی ہے۔ مگر جب وہ شخص بیدار ہو کر یاد خدا کرتا ہے تو ایک گردہ کھل جاتی ہے، جب وضو کر لے تو دوسرا گردہ اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسرا گردہ کھل جاتی ہے اگر تم میں سے کوئی اس طرح کرے تو وہ صحیح کو پاک و پاکیزہ طبیعت کے ساتھ ہو گا درستہ اس کے حراج میں سُتی اور کسالت ہو گی۔

قطب رادعی نے حضرت امیر المؤمنین امام علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ

آپ نے فرمایا: دن من چیزوں کے ہوتے ہوئے دن من چیزوں کی تمناہ کرنا۔

(الف) پہبڑ کے کھانا کھانے کے بعد شب بیداری کی تمناہ کرنا۔

(ب) رات غرسوئے ہوئے رہنے کے بعد پھرے کی نورانیت کی توقع نہ کرنا۔

(ج) قاسوں کی دوستی میں دنیا میں امن و سکون کی آزادوںہ کرنا۔

(۷) امام حسن عسکری علیہ السلام نے علی بن حسین کو قلخہ انتقال ہاتھے ہوئے واضح کرو دیا کہ امام زمان (ع) کے ظہور کا انتقال نہ صرف امر عبادی ہے بلکہ افضل ترین عبادت ہے، حضرت نے اپنے فقیہہ کو زمانہ فہیبت میں صبر و استقامت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

ہمارے شیعوں کو بھی صبر و تحکیمی کی تلقین کرو، اگر چہ زمانہ فہیبت میں مخلکات حد سے زیادہ ہوں گے، اس حال میں تمہیں چاہیے اپنے زمانے کے حقیقی دارث امام زمان (ع) کے ظہور کی دعا کرو، کیونکہ ظہور عی میں تمہارے لیے نجات ہے اور جب ان کا ظہور ہو گا تو وہ کمالوں کا قلع قلع اور زمین پر عدل و انصاف کا نظام قائم کریں گے۔

اس خط کے آخر میں امام نے دعا دیتے ہوئے اپنے شیعوں کو پیغام دیا کہ تمہاری امیدیں خدا کے ساتھ وابستہ ہوں، اس لیے کہ وہ حق تمہارے لیے بہترین صیحنہ و مددگار ہے۔

امام کا خط ایک محبت کے نام

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس خط میں بسم اللہ کے بعد تحریر فرمایا:

کل مقدور کائن متوكِل علی اللہ عز و جل یکتیک
و تیق بہ لا یخییک و شکوت اخاک ماعلم یقیناً ان اللہ

عزو جل لا يعنی على قطعیه رحم، وهو جل ثناوہ من
وراء ظلم کل ظالم ومن يعنی عليه لینصره الله، ان الله
قوى عزیز، وسائل الدعا ان الله عزوجل حافظ و
ناصر و ساتر وارجوا من لله الکریم الذى عرفك
من حقه وحق اولیائے ما عمن عنده غيرك ان لا یزيل
عندك نعمۃ انعم بها عليك، انه ولی حميد

”هر چیز پر خدا کی قدرت موجود ہے۔ ہیں تمہارا توکل خداوند پر
ہو اور وہی تمہارے لیے کافی ہے، اس لیے کہ وہ تمہیں نامید
نہیں کریتا، تم نے ایک دینی بھائی کی فحایت کا اکھار کیا ہے،
گریب یقین کرو کہ خداوند عالم اس شخص کی مدد نہ کرتا جو قطع

(Breaking Ties with relatives and friends)
رجم کرے اور خداوند عالم ہر خالم کے قلم کا بدلہ اس سے ضرور لے
گا اور ہر مظلوم کا مددگار ہے، پیشک اللہ تعالیٰ قوی (قدر تمند) اور
عزیز ہے، اور تم نے اپنے خل میں احتساب دعا کی ہے، تو خداوند
عزو جل تمہارا حافظ، مددگار اور اکھار (تمہارے میہوں پر پرہ
ذالئے والا) ہے، اس خدا (کہ جس کی ذات کریم ہے) سے
امید کرتا ہوں کہ تمہیں اور دوستوں کو حقوق کی معرفت عطا
کرے تمہارے علاوہ بہت سے ایسے لوگ ہیں جنہیں دوسروں
کے حقوق کی خبر نہیں اور میری دعا ہے کہ خداوند تم سے اپنی نعمتیں
سلب نہ کرے پیشک وہی صاحب اختیار اور لائق تعریف ہے۔

(الدرالظہم، لعل ارجحی از زندگانی امام حسن عسکری ص ۱۰۳)

امام علیہ السلام نے اس خط میں اللہ پر بھروسہ کرنے کی دعوت دی کہ جس
نے خدا پر توکل کیا وہ کبھی کسی کا حق نہیں ہو گا اور خدا بھی اسے کبھی نامید نہیں
کرے گا۔ اور اس کے علاوہ اپنے دینی بھائی کی فحایت کرنے پر امام نے ناراضی کا
اکھار کرتے ہوئے فرمایا:

قطع رحم کرنے والے کی خداوند نہیں کرتا اور ساتھ ہی اشارہ کیا کہ خالم
کے قلم کا انتقام خداوند ضرور لے گا پس تمہیں خدا سے ڈرنا چاہیے کیونکہ خدا کے
یہاں دیر ہے اندھیر نہیں اور اس کی لائی بے آواز ہے۔ خط کے آخر میں امام نے
ان کے حق میں دعا کی کہ خدا ان پر اپنی نعمتوں کو جاری رکھے اور ان کے زوال سے
انہیں سخوڑ رکھے۔

امام کا جواب ایک شیعہ کے نام

امام حسن عسکری علیہ السلام کو ایک شیعہ نے خدا کو کر شیعوں کے حالات
سے باخبر کیا تو امام نے اس کے خلاف کے جواب میں تحریر فرمایا:

انما خاطب اللہ تعالیٰ العاقل..... والناس على حلقات :

المستبصر على سبل نجاة، متسلک بالحق، متعلق
بفرع الاصل غير شاك، ولا مرتاب، ولا يجد عن
ملجاً، وظبقة لاتا خذا الحق من اهلہ، فهم کراکب
البحر لموج عدد موجہ ولیکن عند سکونہ، وظبقة
استحوذ عليهم الشیطان، شأتم الرد على اهل الحق
ودفع الباطل حسدًا من عدد انفسهم فرع من ذهب
یعنیاً وشمالاً فان الراعی اذا اراد ان یجمع غنه

جمعها باہون مسمی و ایاک والا ذاعنه و طلب الریاست
فانہما یدعو ان الى الہلکۃ ”
خداؤند عالم نے فقط چندوں کو مخاطب کر کے فرمایا: میرے
زدیک لوگوں کی چند قسمیں ہیں:

(الف) ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جو راہ نجات
(Salvation) کی معرفت رکھتے ہوئے حق سے مسک کی
حتم کا ان کے دل میں لٹک دشہ نہیں ہے، اور میرے علاوہ کسی
غیر کو اپنی پناہ گناہ نہیں جانتے۔

(ب) اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے حق کو اہل حق سے
نہیں لیا، میں ان لوگوں کی مثال دریا کے مسافروں کے ماتھ
ہے کہ جو دریا کی عالم خرموجوں میں موجود اور دریا کے سکون
کے دوسری پر سکون رہتا ہے۔

(ج) تیسرا حتم کے دو لوگ ہیں کہ جن پر شیطان سلط ہے، ان کا
کام اہل حق کی باتوں کو جھلاتا اور اپنی مردی کے مطابق (حق
سے حد کرتے ہوئے) باطل کا دفعہ کرنا ہے، میں ایسے لوگ
جو ادھر بھیں ان کو اپنے حال پر مدد دو، اس لیے کہ
چوہا جب ریڑ کو جمع کرنا چاہے تو عمومی کوشش سے جمع کر
لیتا ہے، جس تھیں چاہیے کہ ریاست اور شہرت طلبی سے احتساب
کرو کیونکہ یہ دونوں ہلاکت کا باعث ہیں۔

امام کا خط اپنے ایک شیعہ کے نام:

والی آزار و اذیت پر امام حسن عسکری نے اکھار کرتے ہوئے فرمایا:

مامنی احد من آبائی بمثیل مامنیت به من شک هذه
العصابة، بان کان هذا الامر امراً اعتقادتوه و دمتم به
الى وقت ثم ینقطع فلشك موضع وان کان متصلًا ما
اتصلت امور الله فما معنی الشك

(بخار الانوار ج ۲۸ ص ۳۲۲)

”میرے آباء و اجداد میں سے کسی کو بھی اس حتم کے مسائل کا
سامنا نہیں کرنا پڑا کہ جس طرح اس قوم نے مجھے لٹک و تردید
کا نشانہ بنا یا، اگرچہ مسئلہ امامت کہ جس پر تمہارا عقیدہ ہے اگر
یہ سلسلہ امامت رک جاتا تو لٹک و شہر کی منجاہش تھی جبکہ سلسلہ
امامت حکم الہی سے جاری و ساری ہے تو لٹک کس بات پر؟“

درحقیقت بعض لوگ گمراہ اور مخترف ہو گئے تھے کہ ان پر شیطان سلطتا
ای وجہ سے وہ لوگ حقائق سے بے خبر اور یاد خدا سے غافل ہیں اور سبکی وہ لوگ ہیں
جو امام کی امامت میں لٹک و تردید اور کچھ جھیاں کرتے تھے، چنانچہ امام نے اپنے
کتب میں واضح فرمایا۔ امر امامت کسی ایک خاص دور اور ایک دفعی (Limiited)
مسئلہ نہیں ہے بلکہ امامت کا تعلق عهد الہی سے ہے، دراصل یہ سازش دشمن نے تباہ
کی تھی کہ جس کی وجہ سے شیعوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کی
گئی تھیاں تھک کہ شیعوں کو طبع اور لاقع دی گئی ساتھ ہی ان کو ڈرایا و حمل کیا گیا کہ اہل
بیت طیہم اللام سے دور ہو جائیں درستہ ۔۔۔ جس کے نتیجے میں دشمن کے
پروپیگنڈے سے ضعیف الایمان شیعہ تحت ناثیر قرار پائے اور انہوں نے امام حسن

پر بھروسہ کرو اور اسی سے ہی مدد چاہو تو خدا تمہاری مذکولات کو حل کرے گا، اور (دعا ہے کہ) خداوند عالم تمہیں خالموں کے شر سے محفوظ رکھے، پس خدا تمہارے ساتھ ایسا ہی کرے گا جیسی قسم محفوظ رہو گے۔ ہماری وجہ سے بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے اور پروردگار سے ابھی ہر خالم اور سرکش کی سزا کیلئے درخواست کرو، اس لیے کہ کوئی مٹکر اور باقی کامیاب نہیں ہو گا اور وائے ہوایے شخص پر کہ جس کی طرف مظلوموں کی الگیاں اُنھیں، لہذا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں، خداوند عالم پر بھروسہ کرو، تو بہت جلد تمہاری مشکل حل ہو جائیگی۔ پس خدا صبر اور احسان کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت امام حسن عسکری ع کے اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ خالموں، مٹکروں اور حاسدؤں کے ظلم کا نشانہ بننے رہے اور ان سے سخت نالاں تھے، چنانچہ امام نے ان حالات میں صرف خدا سے پناہ مانگی کیونکہ وہی بہترین سہارا ہے، اس خط میں امام نے اعلیٰ درجہ کے توکل کا درس دیا کہ سخت حالات میں مگر انہیں چاہیے بلکہ تمہاری توجہ پر دوگار کی طرف زیادہ سے زیادہ ہوئی چاہیے، اس لیے کہ "وَ عَنْ قَادِرٍ مُّطْلِقٍ ہر خالم اور مٹکر کو یقین کرو ایک پہنچا سکتا ہے۔

ہم نے امام کے کچھ مکتوبات کو ذکر کیا کہ جو مکتوب تقویٰ الہی، حسن اخلاق اور مومنین کیلئے خیر و ملاج پر مشتمل تھے، انہیں چند مکتوب پر اختصار کے پیش نظر اتفاق کرتے ہیں، اس امید کے ساتھ کہ خداوند عالم ہمیں آئندہ حصوں کے فرمان پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(آئین یا رب العالمین)

دیکھنا شروع کر دیا، چنانچہ امام نے خط میں تحریر فرمایا کہ سلسلہ امامت رکا نہیں ہے بلکہ یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا۔

امام حسن عسکریؑ کا خط ایک اور شیعہ کے نام
حضرت امام حسن عسکری ع کے ایک شیعہ نے آپ کی خدمت میں خط کھما، جس میں اس نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم و ستم کا ذکر کرتے ہوئے آپ سے مدد چاہی تو امام نے جواب میں یوں تحریر فرمایا:

نَحْنُ نَسْتَكْفِي بِاللَّهِ عَزَّ وَجَلَ فِي هَذَا الدِّينِ مِنْ كُلِّ
ظَالِمٍ وَبَاغٍ وَحَاسِدٍ وَوَيلٍ لِبْنِ قَالٍ: مَا يَعْلَمُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَ
جَلَ خَلَافَهُ مَا ذَا يَلْقَى مِنْ دِيَانَ يَوْمَ الدِّينِ ۖ إِنَّ اللَّهَ
عَزَّ وَجَلَ لِلْمُظْلَومِينَ نَاصِرٌ وَعَضْدُ فَتْقٍ بِهِ جَلَ شَنَاؤهُ وَ
اسْتَعْنُ بِهِ يَزِيلُ مَحْتَكَ وَيَكْتَلُ شَرَكَلَ ذَيِّ شَرٍّ فَعَلَ
اللَّهُ ذَلِكَ بِكَ وَمَنْ عَلَيْنَا فِيكَ، أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ،
اسْتَدْرَكَ اللَّهُ كُلَّ ظَالِمٍ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ مَا احْدَدَ ظَلَمٍ وَ
بَغْيًا فَافْلَحَ، الْوَيْلُ لِمَنْ أَخْذَتْهُ أَصْبَاعُ الْمُظْلَومِينَ فَلَا
تَفْتَأِمْ، وَلِقَ الْلَّهِ وَتَوَكِلْ عَلَيْهِ فَمَا اسْرَعَ فَرْجَكَ، وَاللَّهُ
عَزَّ وَجَلَ مَعَ الَّذِينَ صَبَرُوا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ.....

(الدراظم م ۱۰۶، نقش از جملی از زندگانی امام عسکری م ۱۰۶)

"آج ہم ہر خالم کے ظلم، سرکش اور حاسد شخص کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے بارگاہ خداوند میں الجا کرتے ہیں، وائے ہوایے شخص جو خود کچھ کہے مگر خداوند عالم اُس کے متعلق آگاہ ہے کہ ایسا شخص قیامت کے دن خداوند تعالیٰ سے کس طرح رو برو ہو گا

فصل پنجم

شہادت امام حسن عسکری



سرکاری طبیبوں نے عمل کرتے ہوئے ان حالات سے لوگوں کو بے خبر رکھا تا کہ کسی کو اجھت نہیں کاموچ نہ لے، یہی وجہ تھی کہ تنک خوار طبیب مسلل یہ اعلان کرتے رہے کہ انہیں زہر نہیں دیا گیا بلکہ ویسے یہ طبیعت ناساز ہے، مسلل علاج ہو رہا ہے، امکان ہے جلد یا سخت یا بے ہو جائیں گے۔

احمد بن عبید اللہ کے بیان کا ایک حصہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام کی شخصیت، کمالات اور فضائل کا بھی اعتراف کرتے تھے، دوسرا حصہ امام کی شہادت کے سلسلے میں ہے، چنانچہ مرحوم لکھنئی، شیخ منیر اور شیخ صدوقؑ نے بھی اس پر اعتماد کیا ہے۔

احمد کہتے ہیں، حضرت امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے وقت خلیفہ محمد اور روسیے حکومت پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ میں حیرت میں پڑ گیا کہ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ امام عسکریؑ بستر یاری پر ہیں اور میرے والد کو اطلاع میں تو وہ فوراً قصر خلافت پہنچے، جب والہ آئے تو ان کے ساتھ خلیفہ کے پانچ مخصوص غلام تھے، انہیں امام کے مکان پر رہنے کا حکم دیا گیا، پھر کچھ اطباء کو بلا یا گیا کہ وہ کیسے بعد دیکھ رہے ان کے پاس رہیں، صبح و شام ان پر نظر رکھیں۔

اس کے دو یا تین دن بعد میرے والد کو خبر میلی کہ امام کی کمزوری پڑھ گئی ہے تو وہ صبح سوریے آپ کی خدمت میں پہنچے، تمام اطباء کو حکم دیا گیا کہ وہ گھر عی پر رہیں، اس کے بعد انہوں نے قاضی القضاۃ (Chief Justice) کو حکم دیا کہ دس محقی اور پارسا افراد کو امام کے مکان پر رات دن رہنے کا حکم دیں، قاضی القضاۃ نے حکم کی تعمیل کی۔ (امال الدین بیان، ص ۱۳۰)

جس نے بھی امام کی شہادت کو بیان کیا ہے اسی نے اس روایت کو نقل کیا

کئی عہدی سلاطین کا دور دیکھا، اور ہر ایک نے اپنے اپنے اعتبار سے آپ پر علم
ڈھانے۔ آپ کی امامت کے ابتدائی دور میں متول حاکم وقت تھا جس کی عادات
اور خصیٰتیں بزید سے کم نہ تھیں اور متول کے بعد منصر نے حکومت سنگھائی اور ایک
سال کے بعد اس کا بھی خاتمه ہو گیا، تو مستمن تخت پر بیٹھا اور چار برس اس نے
حکومت کی، اس کے بعد ۲۵۲ھ میں مختار باللہ نے حکومت ہاتھ میں لی اور تین برس
میں اس کا بھی خاتمه ہو گیا۔ پھر مختار باللہ کے بعد مہدی کا دور آیا تو ایک سال کے
مرے میں یہ بھی قتل کر دیا گیا، جس کے بعد معتضد باللہ نے تخت حکومت سنبھال لیا
اور یہ بد جنت تھیں ۲۳ سال تک حکومت پر مسلط رہا اور ان ظالم حکمراؤں نے آپ
کو شہید کرنے کیلئے ہر قسم کی سازشی تیاریں اور اسی طرح مسلمانوں کو ذلیل کرنے
کی ہر ممکن کوشش کی اور امام کو قید و بند کی صوبتوں میں رکھا تاکہ وہ جنت خدا وجد
میں نہ آئے پائے کہ جو ہر علم کا خاتمه اور نظام عدالت کو استھوار کرنے والا ہے۔

داقعات شہادت

متول کے قتل کے وقت تقریباً آپ پندرہ یا سولہ برس کے تھے اور اسی
جوانی کے عالم میں آپ پر کیسے کیسے علم ڈھانے گے وہ کہ جس کا اندازہ اسی سے لگایا
جا سکتا ہے کہ امام کی افہامیں ۲۸ سالہ زندگی میں ہی ضمیٰتی کے آثار نمودار ہو گئے تھے
بھلا ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ عالم غربت کے ساتھ ساتھ قید و بند کی صوبتوں کا سامنا
تھا، امام حسن عسکری رض پہنچنے ہی میں اپنے پوربی زگوار حضرت امام علی نقی رض
سلے ساتھ نظر بند رہے اور اپنے والد کی شہادت کے بعد قید کی زندگی گزاری، حکومت
کی ستم فریضی کا یہ حال تھا کہ نہ فتنہ شیعہ طاقت سے عزم تھے بلکہ آپ کے ہمیشہ

کا بھی ملتا ممکن نہیں تھا۔ گویا ہر آنے والے طاغوت کی بھی کوششیں روی کر کسی
طریقے سے انہیں قتل کر دیا جائے، اسی لیے ہر قسم کا جلد و حریب استعمال کیا گیا، قید
خانے میں درندوں کو چھوڑا گیا، بکھر سرمش محوڑوں پر سواری کروائی گئی بھاں بھک کر
تمام مکاریوں کو بروے کار لایا گیا، مگر قدرت ہر مرطے پر ان کی فضیلتوں کا اعلیٰ ہمار
کرتی روی، بہر کیف حکومتیں ستائی رہیں اور اللہ فضیلتوں کے چانغ روشن کرتا رہا، قید
و بند کی صوبتوں سے جسم تونجیف ہو سکتا ہے مگر کردار کی روشنی میں ضعف نہیں آسکتا
۲۵۵ھ میں معتضد نے آپ کو زمان سے رہا کیا اور ۲۵۶ھ میں امام عصر عجل اللہ فوج
الشريف کی ولادت ہوئی، فرعونیت کے سارے حریب تھیں را ب ہوئے چنانچہ ہے
اللہ حیات دینا چاہیے اسے کون مٹا سکتا ہے، جنت خدا کی زندگی حالات کے تابع
نہیں ہوتی بلکہ حالات جنت خدا کے تابع ہوا کرتے ہیں، ہر خاص دعاء کی تعجب امام
کی طرف مرکوز تھی اور آپ ہی مرکز خلائق تھے، یہ حالات معتضد کیلئے قابل برداشت نہ
تھے اس لیے اس نے اپنے آباء و اجداد کے طریقے پر علم کرتے ہوئے آپ کو شہید
کرنے کا مقصود ارادہ کر لیا، اللہ معتضد عباسی نے زہر آلوں کھانا تیار کرو کر اپنے خادم
کے ذریعہ امام کو بھجوایا اور حکم دیا کہ امام حسن عسکری رض کو یہ کھانا ضرور کھلایا
جائے خادم نے آکر عرض کی: حضور یہ کھانا خاص طور پر آپ کیلئے تیار کیا گیا ہے،
امام نے فرمایا: جب میرے لیے ہی تیار کیا گیا ہے

تو پھر میں ہی کھاؤں گا، چنانچہ کھانا کھاتے ہی جسم اطہر پر زہر نے اڑ
کھانا شروع کیا اور ادھر حکومت کو حالات کی خبر تھی اپنے قدیمی رویے اور کرو
فروب کے تحت تجارت داری کا انتظام کروایا اور حکومت کے مخصوص طبیبوں کو بھیجا گیا
تاکہ وہ نظر رکھیں کہ زہر کی شدت میں کسی کوئی نہ ہونے پائے، اسی پالیسی کے تحت

ہے کہ راوی کہتا ہے: حضرت امام صادق فرماتے ہیں:

”ہم (آخر مخصوصین) میں سے ہر فرد یا تو قتل کیا جائے گا یا اسے زہر دیا جائے گا۔“

علاوه ازیں احمد بن عبید اللہ بن خاقان کی روایت خود اس امر کا ثبوت ہے کہ معتقد جماں کا رویہ امام کے متعلق کیا تھا، اُس نے کیا کیا حلیے و حریبے استعمال کیے تاکہ اصل واقعے پر پورہ پڑ جائے، لیکن ان تمام حقائق کے پیش نظر وہ کس طرح غصیت، کمالات اور فضائل کا سمجھی اعتراف کرتے تھے، وہ راحظہ امام کی شہادت کے ملٹے میں ہے، چنانچہ مرحوم کلینی، شیخ مغیدہ اور شیخ صدوق نے بھی اس پر اعتماد کیا ہے۔

احمد بن عبید اللہ کے بیان کا ایک حصہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام کی معتقد اور روسرے حکومت پر اسکی کیفیت طاری تھی کہ میں حیرت میں پڑ گیا کہ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ امام عسکری (ع) بستر پیاری پر ہیں اور میرے والد کو اطلاع می تو وہ فوراً تصریح کیا کہ آپ کی موت طبی طور پر ہوئی ہے۔ اگر وہ اس جنم میں ملوث نہ ہوتا تو ان تمام حیلوں کا کیا مقصود؟

عقیدہ کا بیان ہے کہ حضرت امام حسن عسکری (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھ سے فرمایا:

”مجھے زہر دیا گیا ہے اور میرے انتقال کا وقت قرب ہے“، زہر کی شدت سے امام کی حالت دگر گوں ہوئی تو امام نے فوراً پانی طلب کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پانی پیش کیا، آپ نے وضو کیا اور مصلی عبادت پر تشریف لے گئے۔ تمہارا ادا کی، بارگاہ الہی میں راز و نیاز کی، اس کے بعد بستر پر تشریف لائے، پھر پانی طلب

سرکاری طبیبوں نے عمل کرتے ہوئے ان حالات سے لوگوں کو بے خبر رکھا تاکہ کسی کو اگست غماقی کا موقع نہ ملے، بھی وجہی کر نہ کخوار طبیب مسلسل یہ اعلان کرتے رہے کہ انہیں زہر نہیں دیا گیا بلکہ ویسے ہی طبیعت ناساز ہے، مسلسل علاج ہو رہا ہے، امکان ہے جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے۔

احمد بن عبید اللہ کے بیان کا ایک حصہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام کی معتقد اور فضائل کا سمجھی اعتراف کرتے تھے، وہ راحظہ امام کی شہادت کے ملٹے میں ہے، چنانچہ مرحوم کلینی، شیخ مغیدہ اور شیخ صدوق نے بھی اس پر اعتماد کیا ہے۔

احمد کہتے ہیں: حضرت امام حسن عسکری (ع) کی شہادت کے وقت ظیفہ معتقد اور روسرے حکومت پر اسکی کیفیت طاری تھی کہ میں حیرت میں پڑ گیا کہ جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ امام عسکری (ع) بستر پیاری پر ہیں اور میرے والد کو اطلاع می تو وہ فوراً تصریح کیا کہ آپ نے تو ان کے ساتھ ظیفہ کے پانچ مخصوص غلام تھے، انہیں امام کے مکان پر رہنے کا حکم دیا گیا، پھر کچھ اطماء کو بلا یا گیا کہ وہ یکے بعد ویگرے ان کے پاس رہیں، صحیح و شام ان پر نظر رکھیں۔

اس کے دو یا تین دن بعد میرے والد کو خبر میں کہ امام کی کمزوری بڑھ گئی ہے تو وہ صحیح سویرے آپ کی خدمت میں پہنچ، تمام اطباء کو حکم دیا گیا کہ وہ گھر ہی پر رہیں، اس کے بعد انہوں نے قاضی القضاۃ (Chief Justice) کو حکم دیا کہ وہ متعین اور پارسا افراد کو امام کے مکان پر رہات ورنہ رہنے کا حکم دیں، قاضی القضاۃ نے حکم کی قبول کی۔ (اکمال الدین بیہقی، رأس رہب ۱۲)

جس نے بھی امام کی شہادت کو بیان کیا ہے اسی نے اس روایت کو نقل کیا

کیا، مگر ہاتھوں میں اتنا رعنہ تھا کہ پانی پہاڑ سکے۔ پوالہ کیز کے حوالے کر دیا، اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے، آٹھ ربيع الاول ۲۶۰ھ کو حضرت امام حسن عسکری کی شہادت ہوئی، تاریخ عزاداری میں اس تاریخ کی بہت اہمیت ہے، کیونکہ وارث غم اور صاحب غم موجود ہیں، لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب مل کر اپنے بارہوں امام جعل اللہ تعالیٰ فرج الشریف کی خدمت میں تحریت پیش کریں اور عرض کریں: یا بن رسول اللہ! آپ تو ہر روز کربلا کے غم کو، حسین مظلوم کی تعشیہ لبی کو اور کبھی خیام حسینی کو یاد کر کے روئے ہیں اور جیسا کہ فرماتے ہیں:

لشیں اخرتی الدھور و عاقنی عن نصرک العقدور
فلا ندبیک صاححاً و مسأة ولا بکین علیک بدل
الدموع دماء (زیارت ناحیہ)

”اے جدیز رگوار اگر چہ زمانے کے لحاظ سے مجھے بعد میں رکھا گیا اور مجھے موقع نہ مل سکا کہ کربلا میں آپ کی صرفت کر سکوں تو اب میں آپ کی مظلومیت پر سچ و شام گریہ و ماقم کرنا ہوں اور سچ و شام آپ کے مصائب پر رہتا ہوں اور (اے جد معلم جب تک میں زندہ ہوں تمہاری مظلومیت پر) گریہ کرنا رہوں گا، اگر میری آنکھوں سے آنسو تمام ہو گئے تو تم پر خون کے آنسو روں گا۔“

امام ناصر شہادت پر بہت ضعیف ہو چکے تھے کہ عقیدت ای غلام نے کہا کہ مولیٰ نے مجھے حکم دیا کہ دوسرا کمرے میں چلے جاؤ اور ایک پچھے کہ جو سجدہ میں ہو گا، اُسے بلا لاؤ۔ غلام گیا تو دیکھا کہ پچھے سجدہ الہی میں ہے، جس کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا اور گندی رنگ تھا میں نے عرض کیا: آپ کو امام نے طلب کیا ہے تو وہ

اپنے پدر جنرگوار کے پاس تعریف لائے۔ جب امام عسکری کی نگاہ اس بچہ پر پڑی تو زارو قطار رونے لگے اور فرمایا:

یا سید اہلیتہ اسقینی العاء فانی ذاہب الی رہی،

”اے اہل بیت کے وارث اب پرورگار سے ملاقات کا وقت
قریب آگیا ہے مجھے پانی پہاڑو۔“

شمزادے نے پانی پہاڑ کیا اور اپنے ہاتھوں سے پانی پہاڑا، مگر امام نے فرمایا: چیزاں میرے لیے نماز کا اہتمام کرو، شمزادے نے خصوصاً انتظام کیا، امام نے ان سے فرمایا: ”اے بیٹا جھیں بشارت دیتا ہوں کہ تم صاحب الزمان اور مهدی مرتضیٰ ہو، تم ہی اس زمیں پر اللہ کی جنت ہو اور یہ عہدہ الہی ہے کہ مجھے میرے بابا نے مجھے دیا اور میرے آباء طاہرین نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیا ہے۔

(تحمیل الامال ج ۷ ص ۲۸۷، سو گناہ آل محمد ص ۱۵۲)

پس امام عسکری ع نے امام زمانہ (علیہ السلام) کا وہیں تعارف کر دیا تا کہ امت کا سلسلہ امامت کے ساتھ مر جھڑ رہے، بہر کیف مولیٰ نے آخری دم تک اپنے بابا کو پانی پہاڑا اور خصوصاً نماز کا اہتمام کیا،

ہاں اے امام زمانہ آپ اپنے بابا کے پاس موجود تھے، مگر کربلا میں بھی ایک بیٹا تھا جو اپنے باپ کے سرہانے نہ آسکا اور اپنے مظلوم باپ کو پانی نہ پہاڑ سکا اور حدیہ ہوئی کہ باپ کا لاشہ پتے ہوئے صحرائیں پڑا ہوا اور جوان بیٹے کو قیدی بنا کر لالا جا رہا ہے اور دوسری طرف نافی زہراء فرماد کر رہی ہیں:

اے نانا جان! یہ آپ کا حسین بھتی زمیں پر پڑا ہے۔ ذرا بھتیوں کا حال تو دیکھئے، رن بستہ قیدی بن کر جا رہی ہیں۔

ابن مجرنے بھی نقل کیا ہے کہ امام حسن عسکری (ع) کی شہادت آنحضرت
الاول جمعہ کے دن بوقت نماز صحیح ہوئی۔ چیزیں عی شہادت کی خبر بھلی پورے سامراء
میں کہراں برپا ہو گیا، (جاءہ مجمعیں ص ۲۹۶، صوانع الحرمۃ ص ۱۳۳)

ہر طرف آہ بنا کی آوازیں آریتیں، ماتم فریاد سے سامراء کی گیوں میں
قیامت کا مظہر تھا، بازار بند ہو گئے ہیں، تمام نبی ہاشم، فوی الران، ارکان حکومت،
امراء و ربار اور تمام دوسرے لوگوں نے آپ کی صحیح جنازہ میں شرکت کی۔ امام کی
بڑی شان و شوکت سے جمیل و عین کی گئی، نہایت حرمت و لذتام کے ساتھ آپ کا
جنازہ اٹھایا گیا، ایسے میں محدث کے حکم سے عین بن متول جو عموماً نماز جنازہ پڑھایا
کرتا تھا، آگے بڑھا، اس نے کفن کو سر سے ہٹا کر نبی ہاشم اور سب کو چھڑہ دکھایا اور
لکھا:

مات حفف انفعہ على فراشه

”اے لوگو! دیکھیں یہ اپنے بستر پر قضاۓ الٰہی سے فوت ہوئے
ہیں۔“

پھر اس نے چھڑہ مبارک پر کپڑا ڈال دیا۔

(ذکر الصوفیین ص ۲۷۹، سیرہ المحدثین ص ۲۷۵)

شہادت کے سلسلہ میں ابوالاودیان کی روایت

امال الدین میں شیخ صدوق (ع) نے ابوالاودیان سے روایت کی ہے کہ میں
حضرت امام حسن عسکری (ع) کی خدمت کیا کرتا تھا اور جب بھی امام کسی جگہ
تشریف لے جاتے تو میں ان کے ہمراہ ہوتا تھا۔ حضرت کے مخلوط کو پہنچانے کی
سعادت بھی مجھے حاصل تھی، چنانچہ امام بستر پیداری پر تھے کہ جس کے ہاتھ آپ کی
شہادت ہوئی، اسی دوستان میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا (آپ نے کی مخلوط
لکھے) اور فرمایا:

تم ان مخلوط کو ملائیں پہنچاؤ، جب تم ان مخلوط کے جوابات لے کر چندہ
روز کے بعد سامراء والیں آؤ گے تو ہمارے گھر میں عزاداری اور ماحماری ہو رہی ہو
گی، میرا جنازہ جمیل و عین کیلئے آمادہ ہو گا،

ابوالاودیان بہت لٹکنے ہوئے اور پوچھا: یا بن رسول اللہ آپ کی عدم
موجودگی میں میں کس کی طرف رجوع کروں؟

فرمایا: تم ایسے شخص کی طرف رجوع کرنا کہ جس میں یہ نکتہاں موجود ہوں
وہ تم سے مخلوط یک جوابات کا مطالبہ کرے گا، وہ ہی میرے بعد میرا نائب ہو گا، اور اس
کی دوسری نشانی یہ ہو گی کہ وہ میری نماز جنازہ پڑھ لئے گا اور تیسرا نشانی یہ ہو گی کہ
اے غیب کی باتوں سے آگاہی ہو گی، چنانچہ وہ میرے بعد ہمارا قائم مقام ہو گا۔

امام کی جلالت اور حکمت مانع ہوئی کہ مرید کوئی سوال کر سکوں، میں آپ کے مخطوط لے کر ہائی چلا گیا اور ان کے جوابات لے کر پھر ہوئیں دن جب شہر سامراہ میں داخل ہوا تو میں نے امام کے گمراہ سے گریدے وزاری کی آواز سنی اور دروازے پر آپ کے بھائی جعفر کذاب کو دیکھا۔ جعفر کے ارد گرد بہت سے شیخوں تھے، وہ جعفر کو امام کی شہادت کا پرساوے رہے تھے اور کچھ لوگ جعفر کو حضرت کے بعد امام بننے پر مبارک ہاؤ بھی دے رہے تھے، میں نے دل عی دل میں کہا کہ اگر جعفر عی امام ہیں تو پھر امامت کا خدایی حافظ ہے، ایسے میں عقیدتائی غلام نے جعفر سے کہا: آپ کے بھائی کو حسل و کفن دے دیا گیا ہے، اب آپ نماز جنازہ پڑھائیے، تو جعفر گمراہ کے اندر آئے اور جب امام حسن عسکری (ع) کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے آگے بڑھے اور بھیر کرنے کا ارادہ عی کیا تھا کہ پانچ سالہ بچے (ہار ہوئیں تاحدار ولایت) نے آگے بڑھ کر کہا:

”تاخیر یا عم فاناً احق بالصلة على ابی“

”اے بھائی جان! رک جائیے! میں اپنے بابا کی نماز جنازہ پڑھانے کا آپ سے زیادہ حق دار ہوں۔“

امام زمان (ع) نے بھائی کو روک کر ہمارے لیے واضح کر دیا کہ (مصموم کی نماز جنازہ غیر مصموم نہیں پڑھاسکتا) یعنی کہ حضرت تو نکے، مگر ان کا چھوڑ سرخ ہو گیا۔ میں شہزادے نے آگے بڑھ کر آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، اس کے بعد جسد اٹھر کو اٹھایا گیا اور پھر آپ کو اپنے بابا طلب تھی۔ کے پہلو میں وفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد شہزادے نے مجھ سے فرمایا:

ان مخطوط کے جوابات جو ہمارے پاس موجود ہیں وہ لے آؤ۔

میں نے ان مخطوط کو امام زمان (ع) کی خدمت میں پیش کیا اور اپنے آپ

سے کہا کہ امام حسن عسکری (ع) کے بعد ہونے والے امام کے متعلق دون شانیں تو اس بچے میں موجود ہیں لیکن تیسری واضح تباہی نہیں۔

بعد ازیں میں جعفر کذاب کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہ بہت زیادہ پریشان ہے ”حاضر و شا“ تائی شخص نے جعفر سے کہا:

”وہ صاحبزادہ (جس نے نماز جنازہ پڑھائی) وہ کون تھا؟ (ماہل حاضر کا مطلب یہ تھا کہ جعفر کو شرمندہ کرے)

جعفر نے کہا: خدا کی حرم امیں نے اس سے پہلے اس شہزادے کو نہیں دیکھا اور اسے پہنچاتا بھی نہیں۔

ایو لا دیان کہتے ہیں:

ای دوران قم سے چند افراد پر مشتمل ایک وفد آیا۔ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری (ع) کے حلقہ سوال کیا، انہیں بتایا گیا کہ امام کی شہادت ہو گئی ہے، انہوں نے بعد کے امام کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کون ہیں؟ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ گھار ہوئیں امام کے جاشن پر ہیں۔ اہل قم کے وفد نے جعفر کو تحریت اور تسلیہ پیش کی اور جاشن پر انہیں مبارک ہاؤ دی اور عرض کیا، ہمارے پاس کچھ مخطوط اور کچھ اموال ہیں۔ اتنا ضرور بتائیں کہ مخطوط کو کس نے لکھا اور اموال کو کس نے بھیجا ہے؟

جعفر اپنے مقام سے کپڑوں کو جھاڑاتے ہوئے اٹھے جبکہ زخم کر رہے تھے۔ ”کیا ہم سے علم غیب پوچھنا چاہئے ہو؟ اسی دوران (امام زمان) کی طرف سے ایک خادم آیا اور اس نے کہا: تمہارے پاس فلاں فلاں آدمی کے مخطوط ہیں اور تمہارے پاس ایک حیلی میں ہزار دینار کہ جس میں دینار سونے کے ہیں۔

قم سے آئے ہوئے وقف نے وہ دینار اور اشترنگوں والی حملی اور مخلوط خادم کے حوالے کر دیئے اور کہنے لگے۔

"جس نے آپ کو ہمارے پاس بیجا ہے اہل میں وہی امام ہے" اس واقعہ کے بعد جھٹر کذاب محدث عبادی کے پاس گیا اور کہا: میرے ہمارے حسن عسکری رض کے گمراہ ایک پچھے ہے کہ جس کی امامت پر شیعہ ایمان لا رہے ہیں۔ "هر کون تھے؟ جعفر، حضرت امام علی رض کے بیٹے اور طیبیات اسلامی سے بیگانہ تھے، امام علی رض نے اپنے اصحاب کو اس سے دور رہنے کا حکم دیا اور فرمایا:

وہ (جعفر) میرے لیے اس طرح ہے جس طرح سکھان (حضرت لوح کا بیٹا) لوح "کیلئے تھا، حضرت لوح" نے کہا: خدا یا یہ میرا بیٹا ہے، خدا نے جواب دیا اسے لوح" یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے بلکہ وہ بدکاری کا ایک تمثیل ہے۔" (۱)

بہر کیف جعفر کی مجری پر محدث نے فوری طور پر اپنے کارندوں کو امام حسن عسکری رض کے گمراہی خاشی کے لیے بیجا تو اس کے پاہیوں نے پورے گمراہی خاشی لے لی گمراہیں کچھ نہ ملا تو انہوں نے نام کا گمراہ کے ساز و سامان لوٹا شروع کر دیا تو اسی دوسران نام زمانہ (ع) گھر سے باہر کل کئے گمراہ آپ کو کوئی دیکھنا سکا۔ اس وقت امام کا سن چو سال کا تھا۔ آخر کار انہوں نے حضرت امام حسن عسکری رض کی کثیر نام "عیش" کو گرفتار کیا اور امام زمانہ (ع) کے متعلق پوچھتا چکی: گمراہ نے صاف انکار کر دیا اور اس بات پر ثابت قدم رہی کہ کہنی راز فاش نہ ہو جائے، پھر اس نے جبو کرنے والی کمیٹی سے کہا: (ا) کہ امام زمانہ کو ان کے شر سے ناری سارہ ارج ۲۵، نقل از آئندہ صومین کی رسمی کاٹھی جائزہ میں ۲۳۲-۲۳۳، پیرہ الحدیث ص ۲۰۱۔

محظوظ رکھ سکے)" "میں حاملہ ہوں" تو حکام نے فرما اس کی کڑی گمراہی شروع کر دی، انہوں نے اُسے محتد، موفق اور قاضی ایک ابی الشوراب کی خواتین کے ساتھ رکھا، اس سے ایک لمحہ بھی غافل نہ رہے، طویل عرصہ گزر گیا مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا اور میش دو سال تک اسی حال میں مقید رہی، آخر کار عبد اللہ بن خاقان کا انتقال ہو گیا اور صاحب زنج نے بھروہ پر چڑھائی کر دی، جس کی وجہ سے اس مسئلے کو بھول گیا اور خاتون کو گمراہ بیچ دیا۔

(- اکمال الدین بخاری، ج ۱، ص ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۲۳۲، ۲۳۳، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳)

امام حسن عسکری رض کا جائزہ عالم غربت میں ہونے کے باوجود اس شان سے اخھایا گیا، جس میں سران مملکت، بادشاہ وقت سے لے کر عوام الناس تک شریک تھے، غرض آپ کے جائزے میں ہزاروں کی تعداد موجود تھی اور حضرت کو اپنے پورے بزرگوار امام علی رض کے پہلو میں پرہنڈا کیا گیا۔ یہ تو حسن عسکری رض کا جائزہ تھا کہ بڑی شان و شوکت سے اخھایا گیا، لیکن مجھے ایک اور حسن کا جائزہ وکھانی دیتا ہے جس کو مدینہ رسول میں اخھایا گیا، مگر اس جائزے پر تیروں کی بارش ہوئی یہاں تک کہ تابوت میں ستر تیر پوسٹ ہو گئے آخر میں دعا:

خدا یا! تھے واسطہ اپنی عزت و جلالت کا اور محمد و آل محمد کی حرمت کا، امام زمانہ، قائم برحق، اچھے امن احسن کے ظہور میں قبیل فرم۔

یا اللہ! ہمیں امام زمانہ (ع) کے اہوان و انصار اور راه و لائحت کے مبلغین میں سے قرار دے۔

زیارت نامہ حضرت امام حسن عسکری

شیخ نے مخبر سند کے ساتھ آنحضرت سے روایت نقش کی ہے، کہ آپ نے

فرمایا:

”میری قبر سمن رای میں ہو گی جو تمام لوگوں کے لئے ان اور چاندن کے لئے بلا دل اور عذاب خدا سے محفوظ رہنے کا ذریعہ ہے۔ (محلی اول نے چاندن سے مراد شیخ و سنی لا ہے۔)“ آپ نے فرمایا:

دوسٹ و شمن سب آپ کے مرقد مطہر سے فیض حاصل کر رہے ہیں آپ کا رد ضمہ انور بالکل ایسے عی مقام ان چھیسے کاظمین میں روضہ مبارک بغداد والوں کے لئے ان کی جگہ ہے۔

سید بن طاؤس فرماتے ہیں:

”جب تم امام حسن عسکریؑ کی زیارت سے شرف ہونا چاہو تو وہ تمام امور بجا لاد جو آپ کے پور بذرگوار حضرت امام ہادیؑ کی زیارت سے فیض یا ب ہونے کے لئے بجا لائے ہو۔“

اس کے بعد صریح مطہر کے پاس کھڑے ہو کر یہیں کھو۔

بار الہا! تو ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہمیں امام زمانہؑ کی دعائیں نصیب فرم۔

پورا گارا! بحق امام زمانہؑ مسلمانوں میں وحدت اور مومنین کو سر بلندی عطا کر اور عالم طاغوت پر فتح و نصرت عطا فرم۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

غلام حسین عدیل

۱۵ شوال

بروز جمعرات ۱۴۲۳

۲۰۰۲ دسمبر

برتلے برطانیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

السلامُ عَلَيْكَ يَا مُولَّايَ يَا أَبا مُحَمَّدَ
 سلامُ آپ پر اے میرے مولا! اے ابو محمد
 الحسنَ بْنَ عَلِيٍّ الْهَادِيُّ الْمُهْتَدِيُّ وَرَحْمَةُ
 حسن " ابن علی " ہادی مہدی (اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی
 اللہ وَبَرَکَاتُهُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلَیِّ اللَّهِ وَ
 برکات ہوں) ، سلام آپ پر اے ولی خدا اور فرزند
 ابنَ أُولَائِيهِ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَجَّةُ اللَّهِ وَ
 اولیاء خدا سلام آپ پر اے حجت خدا اور فرزند
 ابنَ حَجَّتِهِ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَفَّيَ اللَّهِ وَ
 حجت خدا سلام آپ پر اے منتخب خدا اور فرزند
 ابنَ أَصْفَيَا لِهِ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ اللَّهِ
 منتخب خدا سلام آپ پر اے خلیفہ خدا اور فرزند

وَابنَ خَلْفَائِيهِ وَآبَا خَلِيفَتِهِ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ
 خلفاء خدا اور پدر خلیفہ خدا ، سلام آپ پر اے فرزند
 يَا أَبَنَ خَاتَمِ النَّبِيِّنَ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ
 خاتم الانبیاء سلام آپ پر اے فرزند سید
 سَيِّدِ الْوَصِّيَّنِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ أَمِيرِ
 الْأَوْصِيَّةِ ، سلام آپ پر اے فرزند امیر المؤمنین
 الْمُؤْمِنِينَ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ
 سلام آپ پر اے فرزند سیدہ نساء العالمین
 الْعَالَمِينَ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ الْأَئِمَّةِ
 سلام آپ پر اے فرزند آئمہ ہادین
 الْهَادِيَّنَ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بْنَ الْأَوْصِيَّةِ
 سلام آپ پر اے فرزند اوصیاء راشدین
 الرَّاشِدِيَّنَ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِصْمَةَ
 سلام آپ پر اے فرزند عصمه تقوی
 الْمُتَقِّيَّنَ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمامَ الْفَاتِحِيَّنَ ،
 سلام آپ پر اے کامیاب لوگوں کے امام

السلامُ عَلَيْكَ يَا وَلَيَّ الْقَمَمِ
 سلام آپ پر اے ولی نہ
السلامُ عَلَيْكَ يَا غَيْثَةَ الْعِلْمِ
 سلام آپ پر اے علم کے خزینہ دار
السلامُ عَلَيْكَ يَا سَفِينَةَ الْجَهْنَمِ
 سلام آپ پر اے حرم کا سفینہ
السلامُ عَلَيْكَ يَا آبَا الْإِمَامِ الْمُتَتَّبِ
 سلام آپ پر اے امام حضرت کے والد بزرگوار
الظَّاهِرَةُ لِلْعَاقِلِ حَجَّةُ وَالثَّابِتَةُ فِي التَّقِيَّةِ
 جس کی جھت حکیم مندوں کے لیے ظاہر ہے اور جس کی صرفت یقین کی دینا میں
مَغْرِفَتَهُ الْمُخْتَجِبُ عَنْ أَغْيَنِ الظَّالِمِينَ وَ
 ثابت ہے، جو خالموں کی تھاں سے غائب ہے اور
الْمُفَيَّبُ عَنْ دُولَةِ الْفَاسِقِينَ وَالْمُؤْيَدُ رَبِّيَا
 قاتلوں کی حکومت سے پوشیدہ ہے، جس کے دریے ہمارے رب
بِهِ إِلْسَلَامَ جَدِيدًا بَعْدَ الْإِنْطِعَاصِ وَالْقُرْآنِ
 نے دین اسلام کے از سر تو وجود کا وعدہ کیا، بعد اس کے کہ وہ محو ہو چکا ہے

السلامُ عَلَيْكَ يَا رَبِّكَ الْمُؤْمِنِينَ
 سلام آپ پر اے مومن کے ہمارے
السلامُ عَلَيْكَ يَا فَرَجَ الْمُلْهُوقِينَ
 سلام آپ پر اے غم تک دلوں کی کشادگی
السلامُ عَلَيْكَ يَا وَارِثَ الْأَنْبِيَاءِ الْمُتَسَبِّحِينَ
 سلام آپ پر اے برگزیدہ خدا انبیاء کے وارث
السلامُ عَلَيْكَ يَا حَازِنَ عِلْمٍ وَصَحْنَ رَسُولِ
 سلام آپ پر اے رسول خدا کے وہی کے علم کے خزینہ دار
اللَّهُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّهَا الدَّاعِيِ بِحُكْمِ
 سلام آپ پر اے حکم خدا سے حکومت کو دوست دینے والے
اللَّهُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّهَا النَّاطِقُ بِكِتَابِ اللَّهِ،
 سلام آپ پر اے کتاب خدا سے کلام کرنے والے
السلامُ عَلَيْكَ يَا حَجَّةَ الْحَجَّاجِ
 سلام آپ پر اے خدا کی محبوں کے جھت
السلامُ عَلَيْكَ يَا هَادِيَ الْأَمْمَ
 سلام آپ پر اے امتوں کے ہادی

غَضَّا بَعْدَ الْأَنْذِرَاسِ ' أَشْهَدُ يَا مَوْلَايَ أَنَّكَ
قرآن کو پڑھ دگی کے بعد سر برپائے گا، میں گواہی دیتا ہوں اے میرے مولا
أَقْمَتَ الصَّلَاةَ ' وَأَتَيْتَ الرِّزْكَوَةَ وَأَمْرَتَ
کہ آپ نے نماز قائم کی، زکاہ ادا کی
بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْمُنْكَرِ ' وَدَعَوْتَ
اور امر بالمعروف نہیں اذ مکر کیا اور اپنے رب کے
إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمُؤْعِظَةِ
کے راستے کی طرف دھوت دی حکمت اور موعظہ
الْحَسَنَةَ ' وَعَبَدَتِ اللَّهَ مُخْلِصًا حَتَّى أَتَيْكَ
حسن کے ذریعہ اور غلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کی یہاں تک
الْمُتَقِينَ ' أَسْأَلُ اللَّهَ بِالشَّانِ الَّذِي لَكُمْ عَنْدَهُ
کہ موت کا وقت آگیا۔ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں، اس شان کے واسطے
أَنْ يَتَقَبَّلَ زِيَارَتِي لَكُمْ ' وَيَشْكُرَ سَعْيِي
سے جو اللہ کے نزدیک آپ کی ہے کہ میری زیارت قبول کر لے اور کوشش کو قبول
إِلَيْكُمْ ' وَيَسْتَجِيبَ دُعَائِي بِكُمْ ' وَ
کر لے اور میری دعا کو قبول کر لے آپ کے ذریعہ، اور

يَجْعَلُنِي مِنْ أَنْصَارِ الْحَقِّ وَأَتَبِاعِهِ ' وَ
بُحْرَ كَوْنَ کے مدگاروں، پیروی کرنے والوں
أَشْيَاعِهِ وَمَوَالِيهِ وَمُحِبِّيهِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ
اس کے شیعوں، اس کے دوستوں اور محبوں میں قرار دے اور سلام آپ پر
وَبَرَكَاتُهُ اللَّهُ وَرَحْمَةُ
اور اللہ کی رحمت و بركات ہوں ہوں

پھر ضریع کا بوسہ دے اور داہنا خسارہ اس پر رکھے
پھر بایاں رخسارہ رکھے اور پڑھو

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَ
خدا یا درود نازل کر میرے سردار محمد، اور ان کے اہل بیت پر اور
صلی علی الحسن بن علی الہادی إلى وینیک
درود بھیج حسن بن علی پر جو ہادی دین میں
وَالْدَاعِي إِلَى سَبِيلِكَ عَلَمُ الْهَدِي وَ
اور تیری راہ کی دھوت دینے والے ہیں، ہدایت کی نئانی اور
منار التَّقْوی وَمَعْدِنِ الْحَسْنَی وَمَأْوَی النَّعْی
تقوی کا منارہ اور معدن خرمدنی اور محل عقل کامل ہیں،

وَغَيْثُ الْوَرَى وَسَحَابُ الْحُكْمَةِ وَ
بَارَانَ رَحْتَ اور سَاحَبُ حُكْمَتْ اور
بَهْرَ بَهْرَ الْمُوعِظَةِ وَوَارِثُ الْإِيمَةِ وَ
مُوْظَهْ کا دریا اور آئمہ کے وارث ہیں
الشَّهِيدُ عَلَى الْأُمَّةِ الْمَغْصُومُ الْمَهْذَبُ وَ
اُور اُمَّتٌ پر گواہ ہیں ' مصوص ' ہر عجیب سے پاک
الْفَاضِلُ الْمُقْرَبُ وَالْمُطَهَّرُ مِنَ الرِّجْسِ
فضل والے، قربت خدا والے، رحم سے پاک و پاکیزہ ہیں
الَّذِي وَرَثَتْهُ عِلْمُ الْكِتَابِ وَالْهَمَّتْهُ فَضْلَ
جن کو تو نے وارث علم کتاب ہایا ہے اور حلق و باطل میں فیصلہ کی قوت دی ہے
الْخُطَابُ وَنَصْبَتْهُ عَلَمًا لِأَفْلَى قِبْلَتَكَ وَ
اور جن کو اہل قبلہ کے لیے اُمَّتٌ کی نشانی ہایا ہے
قَرَنْتَ طَاعَتَهُ بِطَاعَتِكَ وَفَرَطْتَ مَوَدَّتَهُ عَلَى
جن کی اطاعت کو اپنی اطاعت سے ٹایا ہے اور جن کی مودت کو تمام
جَمِيعُ خَلِيقَتِكَ اللّٰهُمَّ فَكَمَا أَنَابَ بِخُسْنَ
خلوق پر فرض کیا ہے، خدا یا جس طرح وہ حسن اخلاص کے ساتھ

الْإِخْلَاصُ فِي تَوْحِيدِكَ وَأَزْدَى مِنْ خَاصَّ
تیری توحید میں تیری طرف آئے اور جو شرک میں گرفتار تھے ان سے الگ تھک
فِي تَشْبِيهِكَ وَ خَامِيْعَنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ بِكَ
رہے اور تمہارے امانت لانے والوں کی حمایت کی
فَضْلٌ يَارَبِّ عَلَيْهِ صَلَوةٌ يَلْحُقُ بِهَا مَحَلٌ
میرے پروردگار تو دوڑ بھیج ان پر ایسا درود جس
الْخَاشِعِينَ وَيَعْلُو فِي الْجَنَّةِ بِدَرَجَةِ جَنَّةِ
سے انہیں خاشعین کے مرتبے سے ٹادے اور جنت میں ان کا ویجہ ان کے بعد
خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَيَلْقَهُ مِنَ تَحْيَةٍ وَسَلَامًا وَأَقْنَا
خاتم الانبیاء کے درجے سے ٹادے اور ان کو ہماری طرف سے سلام اور تحيۃ
مِنْ لَدُنْكَ فِي مُوَالِيْتِ فَضْلًا وَ إِحْسَانًا وَ
پہنچا دے اور ہم کو اپنی بارگاہ سے ان کی محبت کے مظلل میں فضل و احسان اور
مَغْفِرَةً وَرِضْوَانًا إِنَّكَ ذُوْفَضْلٍ عَظِيمٌ وَمَنْ
معرفت اور رضوان عطا فرمایا ہے تھک تو عظیم لفضل والا اور بہترین
جَسِيْمٌ

عطاؤالا ہے

پھر نماز زیارت بجالائے

اور فارغ ہونے کے بعد پڑھے

یا دائم یا دیموم یا حق یا قیوم یا کاشف
اے خدا و سرمه اے زمہ و پایندہ ابدی ' اے غم و
الکرب والهم ویافارج الغم ویاباعث
رُبِّکَ کے در کرنے والے اور اے رسولوں کو سینے والے
الرسیل و یا صادق الوعد و یا حق لا إله إلا
اے وعدے کے پنج، اے زمہ تیرے علاوه کوئی معنوں نہیں ہے
آنت آتوسلِ اللیک بحیبیک محمد و
میں تمھے سے توسل کرتا ہوں تیرے جیبِ حمر کے ذرعہ اور ان کے وصی علیٰ جو
وصیتیہ علی ابی عتمہ و صہرا علی ابیه
چیزادہ بھائی، داماد اور ہمسر رسول خدا ہیں اور ان کی دختر کے ذریعے ان کے داماد
الذی ختمَ بِهِما الشَّرِایعَ وَفَتَحَتَ بِهِما
ہیں کہ جن دونوں کے ذریعے تمام شریعتوں کو ختم کیا اور جن کے ذریعے تاویل
التَّاویلَ وَالطلَّایعَ فَصَلَّ عَلَیْهِما صَلَوةً
اور اسرار کے ابواب کو کھول دئے تو نے ان دونوں پر حست نازل کر

یَشَهَدُ بِهَا الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ وَيَنْجُو بِهَا
الکی رحمت جس کی گواہی اوئیں اور آخرین دیں اور جس رحمت کے ذریعے
الْأُولَیَاءُ وَ الصَّالِحُونَ وَاتَّوَسَلُ إِلَيْكَ
اولیاء اور صالحین نبہات حاصل کریں اور میں توسل کرتا ہوں
بِقَاطِمَةِ الرَّغْرَاءِ وَالدَّوْقِ الْأَقْمَةِ الْمُهَدِّبَتِينَ وَ
قاطرہ زیراً کے ذریعے جو آئندہ ہدی کی والدہ ہیں اور
سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ الْمَشْفَعَةِ فِي شِيعَةِ
عالیین کی عورتوں کی سردار ہیں اور فضاعت کرنے والی ہیں
أَوْلَادُهَا الطَّيِّبَيْنَ فَصَلَّ عَلَيْهَا صَلَوةً دَائِمَةً
اپنی اولاد طیبین کے شیعوں کی، خدا تو ان پر دائی رحمت نازل فرمایا
أَبَدَا الْأَبْدَيْنَ وَدَهَرَ الدُّهْرَيْنَ وَاتَّوَسَلُ إِلَيْكَ
ہیشہ کے لیے جب تک کہ زمانہ باقی رہے اور میں متول ہوتا ہوں تیری طرف
بِالْحَسَنِ الرَّاضِيِّ الطَّاهِرِ الرَّبِّيِّ وَالْحُسَنِيِّ
حسن کے دلیل سے جو پسندیدہ اور پاک و پاکیزہ ہیں اور حسین
الْعَظَلُومِ الْمَرْضِيِّ التَّبَرِ التَّقِيِّ سَيِّدَنِ شَبَابِ
مظلوم کے ویلے سے جو پسندیدہ نیک، متقل ہیں اور دونوں

أَهْلُ الْجَنَّةِ الْإِمَامَيْنِ الْخَيْرَيْنِ الطَّاهِيْرَيْنِ التَّقِيْنِ
 الْجَنَّةِ كے جوانوں کے سردار ہیں، جو امام، نیک، پاک و پاکیزہ، مغلی
 الْقَيْنِ الظَّاهِرَيْنِ الشَّهِيدَيْنِ الْمَظْلُومَيْنِ
 پیغمبر، پاکیزہ، شہید، مظلوم اور
 الْمَقْتُولَيْنِ فَصَلَّى عَلَيْهِمَا طَلَقَتْ شَمْسُ وَ
 مَحْوُلُ ہیں۔ تو رحمت نازل کر ان دلوں پر جب تک سورج چکے اور
 مَا غَرَبَتْ صَلَوةً مَتَوَالِيَةً مَسْتَأْلِيَةً وَاتَّوَسِّلُ
 ڈوبے سسل پے درپے رحمت اور میں تیری طرف متسل
 إِلَيْكَ بِعَلَى بْنِ الْحُسَيْنِ سَيِّدِ الْعَابِدِيْنَ
 ہذا ہوں علی بن حسین کے دیلے سے جو عابدوں کے سردار ہیں۔
 الْمَحْبُوبُ مِنْ خَوفِ الظَّالِمِيْنَ وَبِمُحَمَّدِ بْنِ
 جو ظالموں کے خوف سے محبوب ہے اور محمد بن علی باقر کے دیلے
 عَلَى الْبَاقِرِ الظَّاهِرِ النُّورِ الرَّاهِيرِ الْإِمَامَيْنِ
 سے جو پاک روشن نور ہیں، دلوں امام، سردار،
 السَّيِّدَيْنِ مِيقَاتِيْ حَرَكَاتِ وَمِصْبَاحَيْ
 برکتوں کی کنجی اور تاریکیوں میں چماغ

الْظُّلُمَاتِ فَصَلَّى عَلَيْهِمَا مَاسِرَى لَيْلٌ وَمَا
 ہیں، تو ان دلوں پر رحمت نازل کر جب تک رات تاریک ہے اور جب
 أَضَاءَ نَهَارٌ صَلَوةً تَفَدُّ وَتَرُوحٍ وَاتَّوَسِّلُ
 تک دن روشن رہے ایک رحمت جو صحیح و شام برقرار رہے اور میں تیری طرف
 إِلَيْكَ بِجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّادِقِ عَنِ اللَّهِ وَ
 توسل کرتا ہوں، جعفر بن محمد کے دیلے سے جو خدا کی طرف سے صادق اور
 النَّاطِقِ فِي عِلْمِ اللَّهِ وَبِمُوسَى بْنِ جَعْفَرِ الْعَبَدِ
 علم خدا کے بارے میں کلام کرنے والے ہیں اور موسی بن جعفر کے دیلے سے جو مدد
 الصَّالِحِ فِي نَفْسِهِ وَالْوَصِيِّ النَّاصِحِ الْإِمَامَيْنِ
 صالح ہیں اور وسی ناج ہیں دلوں امام اور
 الْهَادِيِّيْنِ الْمَهْدِيِّيْنِ الْوَاقِفَيْنِ الْكَافِيْنِ فَصَلَّى
 ہادی و مهدی، ہا وفا اور کافی ہیں ان دلوں پر رحمت
 عَلَيْهِمَا مَاسِبَحَ لَكَ مَلَكُ وَتَحْرُكَ لَكَ
 نازل کر جب تک لک شمع کریں اور لک حرکت کرنا رہے،
 فَلَكَ صَلَوةً تُشْعِي وَتَزَيِّنُ وَلَا تَفْنِي وَلَا تَنْيِي
 ایک رحمت جو یونھے والی، زیادہ ہونے والی، فنا نہ ہونے والی ہو،

وَاتَّوْسِلُ إِلَيْكَ بِعَلَى بْنِ مُوسَى الرِّضا وَ
اوْرَمْسَلُ هَذَا هُوَ تَيْرِي طَرْفُ عَلِيٍّ بْنِ مُوسَى الرِّضا
بِمُحَمَّدٍ بْنِ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى الْإِمَامِيِّ
اوْرَمْسَلُ بْنِ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى كَمِيلَ سَعِيدَ بْنِ دَوْلَةِ اَمَّ حَسْنٍ
الْمُطَهَّرِيِّ الْمُتَجَاهِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِمَا مَا أَضَاءَ
پاکیزہ اور ریگنیزہ ہیں، جو ان پر رحمت نازل کر جب تک صبح روشن رہے،
صَبَّحَ وَدَأَمَ صَلَوةً تُرْقِيَهَا إِلَى رَضْوَانِكَ فِي
اِلْكَيْلَاتِ سَلَواتِ جَنَّةِ اَمَّ حَسْنٍ کو تیرے رضوان کی طرف بلند کرے
الْعَلَيْنَ مِنْ جَنَّاتِكَ وَاتَّوْسِلُ إِلَيْكَ بِعَلَى بْنِ
مقامِ عَلِيِّکُنْ مِنْ جَنَّتِكَ اوْرَمْسَلُ هَذَا هُوَ تَيْرِي طَرْفُ عَلِيٍّ بْنِ
مُحَمَّدٍ الرَّاشِدِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَادِيِّ
عَلِيٌّ رَاشِدٌ اور حَسَنٌ بْنُ عَلِيٍّ هَادِيٌ کے دلیل سے
الْقَائِمِيِّ بِأَمْرِ عِبَادَكَ الْمُخْتَبِرِيِّ بِالْمَحْنِ
جو دَوْلَةِ قَائِمٍ کرنے والے ہیں، تیرے بندوں کے امور کو اور دَوْلَوْنَ کا امتحان
الْهَائِلَةِ وَالصَّابِرِيِّ فِي الْأَخْنَ الْمَائِلَةِ فَصَلَّى
لیا جا چکا ہے، خوفناک رُنج کے ساتھ اور سبر کرنے والے ہیں ہولناک تکلیفوں

عَلَيْهِمَا كِفَائَةً أَجْرِ الصَّابِرِيِّ وَإِذَاَءَةَ ثَوَابِ
اوْرَمْسَلُ بْنِ جَوْنَ سَعِيدَ بْنِ دَوْلَةِ اَمَّ حَسْنٍ
الْفَاقِيْرِيِّ صَلَوةً تُمَهَّدُ لَهُمَا الرِّفْعَةَ وَاتَّوْسِلُ
کی جزا کے مقابلہ میں کامیاب ہونے والوں کے ثواب کے مقابلہ میں ایسا درود
إِلَيْكَ يَا رَبَّ يَامَامِنَا وَمُحَقِّقَ رَمَانِنَا الْيَوْمَ
کہ ان دَوْلَوْنَ کے لیے رفت و بندی ہبھا کرے اور میں تیری طرف متسل ہوتا
الْمَوْعِدُ وَالشَّاهِدُ الشَّهْوُدُ وَالنُّورُ الْأَزْهَرُ
ہوں اے میرے رب اپنے امام زمانہ کے ذریعہ اور اپنے زمانہ کے تمہان حق کے
وَالظِّيَاءُ الْأَنُورُ الْمَدْصُوبُ بِالرَّغْبَ وَالْمُظَفَّرُ
ذریعہ موعود تک اور شاہد ملک و مشہود عالم اور دنخان نور اور نورانی روشنی کے ذریعہ
بِالسَّعَادَةِ فَصَلَّى عَلَيْهِ عَدَدَ الشَّعْرِ وَأَوْرَاقِ
جو مو کیا گیا ہے رعب کے ساتھ اور کامیاب ہے سعادت کے ساتھ تو درود بھیج
الشَّجَرِ وَأَجْرَاءِ الْمَدَرِ وَ عَدَدَ الشَّغْرِ وَ الْوَيْرِ
ان پر بھلوں کے عدد کے برابر دخنوں کے چھوٹوں کے برابر اور رسمت کے اجزاء کے
وَعَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَإِحْصَانَةَ كِتَابِكَ
براہم اور بالوں کے عدد کے برابر اور اس کے عدد کے برابر جس کو تیرے علم نے

عَشَّشَ وَ كَحْرَثَ جُنُودَهُ وَ ازْدَحَمَتْ جُيُوشَهُ وَ
 بارے میں اپنے ساہنہ طم کی بنا پر چنانچہ اس نے آشیانہ بنایا اور اپنے لکھر میں
اتَّشَرَتْ دُخَانَتُهُ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ فَاضْلُوا
 زیادتی کی اور اپنی فوج کو جمع کیا اور اپنے دامنوں کو پھیلا دیا زمین کے حصوں
عِبَادَكَ وَفَسَدُوا دِينَكَ وَحَرَفُوا الْكَلِمَ
 میں انہوں نے تیرے بندوں کو گمراہ کیا اور تیرے دین کو فاسد کیا اور کلمہ حق کو
عَنْ مَوَاضِيعِهِ وَجَعَلُوا عِبَادَكَ شَيْعَةً مُسْتَفْرِقِينَ
 اس کے مقام سے تبدیل کر دیا اور تیرے بندوں کو دین میں تفرق کر دیا اور لوگوں
وَأَخْرَجَاهَا مُسْتَرِدِينَ وَقَدْ وَعَذْتَ تَقْضَ بُنْيَادِهِ وَ
 کوئی سے سرکش اور حزب خالف بنا دیا حالانکہ تو نے وہ کیا ہے، ان شیطان کی
تَعْزِيقَ شَانِيهِ فَآهِلَكَ أَوْلَادَهُ وَجِيُوشَهُ وَطَهِيرَ
 بندیوں کے توڑنے اور ان کی حالت کے پاہل کرنے کا تو اس کی اولاد کو اور فوج
بِلَادَكَ مِنْ اخْتِرَاعَاتِهِ وَاخْتِلَافَاتِهِ وَأَرَخَ
 کو ہلاک کر دے اور اپنے شہروں کو اس کے اخترات اور اختلافات سے
عِبَادَكَ مِنْ مَذَاهِبِهِ وَقِيَاسَاتِهِ وَاجْعَلْ دَائِرَةَ
 پاکیزہ کر دے اور اپنے بندوں کو راحت دیدے، اس کے طریقہ اور قیاس سے اور

صَلَوةً يَغْبَطُهُ بِهَا الْأَوْلُونَ وَالآخِرُونَ اللَّهُمَّ وَ
 احاطَهُ كیا ہے اور جس کا تیری کتاب نے احسا کیا ہے، اتنا درد کہ جس پر اوپسیں و
احْشَرْنَا فِي زُمْرَتِهِ وَاحْفَظْنَا عَلَى طَاعَتِهِ وَ
 آخرين کے لوگ رنگ کریں، خدا یا ہم کو مخصوص فرمائیں کے زمرہ میں اور ہم کو باقی
اَخْرُسْنَا بِدَوْلَتِهِ وَاتَّحَدْنَا بِوَلَيَتِهِ وَانْصَرْنَا
 رکھنا ان کی اطاعت پر اور ہم کو محفوظ رکھنا ان کی حکومت تک، اور ہم کو ان کی
عَلَى اَغْدِ آتِنَا بِعِرْقِهِ وَاجْعَلْنَا يَارَبَّ مِنَ
 ولایت سے بہرہ مند فرمایا اور ہماری مد فرمایا ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں
الْتَّوَابِينَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اللَّهُمَّ وَإِنَّ
 ان کی عزت کے ذریعہ اور ہم کو قرار دے اے رب توبہ کرنے والوں میں اے
إِيمَانِيْسَ الْمُسْتَمِرَةَ الْلَّغْيِينَ قَدْ اسْتَنْظَرَكَ
 سب سے زیادہ رحم کرنے والے، خدا یا شیطان سرکش و لعن نے تمہ سے مہلت
لِإِغْوَاءِ خَلْقَكَ فَانْظَرْتَهُ وَاسْتَهَلَكَ لِإِضْلَالِ
 چاہی تیری حقوق کو بہانے کے لیے تو نے اس کو مہلت دی، اس نے تمہ سے فرماتے
عَيْدِكَ فَامْهَلْتَهُ بِسَابِقِ عِلْمِكَ فِيهِ وَقَدْ
 چاہی تیرے بندوں کو گمراہ کرنے کے لیے تو نے اس کو فرمات دی، اس کے

السُّوءَ عَلَيْهِمْ وَابْسُطْ عَذَّلَكَ وَأَظْهِرْ

ان پر گردش بدینتی قرار دے اور اپنی عدالت کو پھیلا دے اور اپنے دین کو غالب

دینیک وَقَوْ أَوْلَيَاكَ وَأَوْهِنْ أَغْدَاكَ وَ

کر دے اور اپنے دوستوں کو قوی کر اور دشمنوں کو کمزور کر اور

اُورث دیارِ ائمیس وَدیارِ اولیائیه اولیائیک

المیس اور اس کے دوستوں کے دیار کو اپنے دوستوں کو درافت میں عطا کر اور

وَخَلَدُهُمْ فِي الْجَهَنَّمِ وَأَذْقُهُمْ مِنَ الْعَذَابِ

انہیں جہنم میں ہمیشہ کے لیے ذال دے اور انہیں دردناک عذاب چکھا دے اور

اللَّئِنْ وَاجْعَلْ لِعَائِدَكَ الْمُسْتَوْدَعَةِ فِي

قرار دے اپنی لعنوں کو جن کو منسون خلت

مَنَاجِسِ الْخُلُقَةِ وَمَشَاوِيهِ الْفُطُرَةِ دَائِرَةً

اور بدرتین نظرت میں محفوظ کیا ہے ، اور ان پر

عَلَيْهِمْ وَمُؤْكَلَةِ بَهِمْ وَجَارِيَةِ فِيْهِمْ كُلَّ

مولک کر دے اور جاری کر دے ان کی زندگی میں ہر

صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ وَغُدُوٍ وَرَوَاحٍ رَبَّنَا اِتَّنَا فِي

صبح و شام ، صبح و عصر ، میرے پوروگار ہم کو دنیا میں نہیں دے

الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا

دے اور آخرت میں بھی نہیں قرار دے اور اپنی رحمت سے ہم کو جہنم

بِرَحْسُوكَ عَذَابَ النَّارِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

کے عذاب سے بچا لے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے

بھروسہ کرے جو چاہے اپنے لیے اور اپنے برادران امہان کے لیے ۔

(محتول از مقامی الحمدان اردو)

مصادر

- قرآن کرم
- نحو البلاغہ
- مناجات الہمایان
- بخار الانوار
- رسول کافی
- مسدرک الوسائل
- تفسیر فورانی
- خشی الامال
- تاریخ یعقوبی
- مسند احمد ابن حبیل
- النوار امامت ترجمہ حدیث
- ارشاد شیخ مغید
- ہدایت کران راہ فور سید قمی مدینی
- زندگانی امام حسن عسکری بیت تحریر یہ علماء لہستان

سیرہ اشاعر



سیرہ آئند مخصوصین عامل ادب



سیرہ آل بیت "ہشم حنی لہستانی"



ذکر آل بیت



Introduction to infelibilis Page No8

تاریخ غیبت صفری محمد صدر



مناقب آل ابی طالب



نور الابصار



سخینہ الحمار



فصول الہمہ فی احوال الائمه



سوگنامہ آل محمد



اکمال الدین و اتمام الحصۃ شیخ صدق



جیل از زندگانی امام حسن عسکری پا قرقشی



زيارة ناجیہ



جال کوئی



رجال شیخ طویل



رجال نجاشی



کنزہ معال متنی ہندی



سشن ابی داؤد



صحیح بخاری



- تاریخ سامراء مکراتی
- دعائی ندبہ
- ندبہ و نشاط
- میران الحکمة
- حجت الحقول
- روضۃ الواصیین
- احلام الدین
- تاریخ طبری
- جملہ بیاس ہزارو یک حدیث رہستان

مصنف محترم کی کتابیں جو ابھی تک چھپ چکی ہیں

- داستان راستان استاد شہید آپیہ مطہری دو جلدی
- اسلامی نظام حکومت آجے اللہ مکارم شیرازی (دام غلہ)
- حقائق و نظریات آپیہ اللہ باقر موسوی همانی
- علی کتب الہ سنت میں باقر موسوی همانی
- صحیفہ مسعودیت شرح دعائے کامل تالیف مولانا غلام حسین صدیق
- فلسفہ
- خیانت کا انجام
- اصحاب قتل

فہرست کتب

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

120	سماش حق	✿
100	ذکر حسین	✿
100	بیز غمہ چند قدم پر	✿
100	اسلامی معلومات	✿
100	محمد بن حنفیہ	✿
100	محمد بن علی	✿
120	سورت باداول کی اوت تسلی	✿
100	شہید اسلام	✿
50	قیام عاشورہ	✿
100	قرآن اور اہل بیت	✿
45	دینی معلومات	✿
35	نو جوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں؟	✿
15	خالیہ حاکم اور صحابی امام	✿

مصنف محترم کی بعض کتابیں جو زیر طبع ہیں

- عالم برداخ
- سید سرفراز شرح دعائے عرفہ وہ جلدی
- تفسیر ولایت
- جنت ال بیت کے نقوش
- تفسیر توحید
- انسان کی زندگی میں گناہوں کے اثرات

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

من جانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۲

۹۲-۱۰

یا صاحب الْمَالِ اور کتبی

DVD
Version

لپیک یا حسین

مندر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL USE